Presented by: Rana Jabir Abbas

هٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق

للہ الحمد کہ درین زمان سعادت اقتران عجالہ نافعہ اثنا عشریہ الموسوم

رسالہ سجادیہ

۱۳۳۱ھ

۱۹۱۳ع

من تالیفات سید سجاد حسین ولد سید محمد حسین مرحوم ساکن موضع بہڑہ سادات ضلع مظفرنگر

سید صغیر حسن نے مطبع یوسفی دہلی میں چھپوایا

jabir.abbas@yahoo.com

۱۹۶۲
۵۵۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بیحد و حمد لاتعد بجناب لم یلد و لم یولد کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے انسان ضعیف البنیان کی جدول زبان میں چشمۂ زلال مقال جاری فرماکر بوستانِ جانفزائے دین و ایمان کو اسکی آبیاری سے تر و تازگی عنایت فرمائی - اور سلطان روح کو مملکت بدن میں متمکن کرکے چار بالش عناصر پر تکیہ زن فرمایا - وزیر عقل کو بجہت تمشیتِ امور معیشت و معاد قائم فرماکر اجزائے وجودِ انسانی کو رشتۂ عمر و زندگانی سے شیرازہ بند کیا - آئینۂ قلوبِ عباد کو تختۂ سینہ پر بجہت ارتسام صورِ حقائق بیان در آویزاں کرکے زنگ ظلمت سے صاف و شفاف و نورِ ہدایت سے معمور فرمایا - نرگس شہلائے چشم کو کاسۂ سر میں کہ ارفع ترین منازل و مقامات جسمیہ ہے جگہہ دیکر وقفِ نظارۂ صنائع و بدائع و محوِ تماشائے جہان و جہانیان و غنچہ و گلستان کیا یعنی بہار آسکے - فنِ حکمت کی دو فرد ہیں اور خزان و بہار کتاب قدرت کی دو فصلیں - مشاطۂ صنعت نے چہرۂ عروسِ زمانہ کو غازۂ شفق سے آراستہ کرکے سرمۂ ظلمتِ شب بجائے سوادِ چشم لگایا اور نورِ روز کو قائمقام بیاضِ دیدہ بنایا - زلف

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

درازِ روزگار کے الجھاؤ کو شانۂ ماہ وسال سے سُلجھایا ایسا حکیم علی الاطلاق
کہ جس نے اپنی رحمت واسعہ و شفقت واضحہ سے رہروانِ خاکدانِ عالم کو
بارسالِ متوسطین جو کہ عبارت سے انبیاؔ و مرسلین سے اپنی معرفتِ حقیقی کے
مسالک دکھلا کر صراطِ مستقیم و دینِ قویم پر پہنچایا۔ تاکہ خلائق و گروہِ عوام کی
حجت اُسکے ذمہ ہمت سے منقطع ہو کر منکرینِ وحدانیت کے لئے باعثِ سکوت
و تنبیہ وہی ہو اگر ہدایت الناس کے لئے نزول کتبِ مقدسہ و ارسالِ
گروہِ انبیاؔ خیر عمل میں نہ آتا تو ساکنین ظلمت سرائے دنیا دنی اُس بحرِ ذخار و
دریائے ناپیداکنار کی معرفت فی الجملہ کیونکر حاصل کرتے۔ اور افتراق
رازق و مرزوق و عبد و معبود کے وسائل کسطرح بہم پہنچاتے پس اَنَا اَنَا
وَاَنْتَ اَنْتَ کا راگ گاتے بغرضِ اظہارِ قدرت و صنعت انسانِ ضعیف البنیان
کو ایسا مدرکہ عنایت فرمایا کہ عقولِ انسانی نے چکر کھایا بعض ایسے بہکے کہ نیچے
ہمجنسوں کو خدا سمجھا ہیئتِ بدنی و تناسبِ عضوی میں وہ صنعت نمایاں کی ہے
کہ جس کے کُنہ و غوامض کے ادراک میں عقلِ بشری باوصف دعویٰ ہمہ دانی
بادیہ تحیر میں ٹھوکریں کھا رہی ہے۔ فقط ایک حقیقتِ چشم کے دریافت میں
کہ جن کے فوائد اہلِ نظر کی نگاہ میں پیش پا افتادہ ہیں ایسے حیران و پریشان
ہو رہے ہیں کہ تمام عقلاؔ زمانہ بہ ہیئتِ مجموعی طبیعت پر زور دیکر نہیں بتا سکتے
کہ وہ کیا مادہ ہے جسکی وجہ سے الوانِ مختلفہ سُرخ و سپید و زرد و سیاہ
وغیرہ آن واحد میں مشاہدہ کئے جاتے ہیں مقامِ غور و تامل ہے کہ ایک صنّاع
زمانہ کی صنعت جو کہ ہماری ہی جنس سے ہے بعض عقول کے نزدیک خارج
از امکانِ عقلی ہے تو صانعِ حقیقی کے حقائق و اقعیہ کیونکر جاگزینِ خیالِ انسانی
ہو سکتے ہیں۔ اسی جہت سے محققین سابقین و متقدمین اولین نے یہہ کہہ کر

labib.abbas@yahoo.com

که اسے برتر از قیاس وگمان وخیال ووہم اعتراف بعجز وقصور کیا ہے۔ پس مجھ
ایسے جاہل ولایعقل کی کیا مجال ہے کہ شمہ از صفات حضرت باری بیان کر سکے
لہذا اُس کو احاطۂ قلم وزبان سے باہر سمجھ کر عنان اشہب کلام بسوئے میدان
مدحت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعطف کرکے نعت جنتی مآب وفضائل
ومناقب آل طیب کے بیان کو بیرون حوصلہ واستعداد خود سمجھ کر محض
اتنا لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ اے رحمت للعالمین وشفیع المذنبین پدر
سیدۃ الکونین جد الحسن والحسین بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
امابعد حقیر پرتقصیر سید سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم مغفور غفر اللہ ذنوبہ
وستر عیوبہ ساکن موضع سبھلہیڑہ سادات ضلع مظفر نگر اپنے برادران ایمانی و
اخلائے روحانی کی خدمت باسعادت میں بہزار عجز وادب عرض کرتا ہے کہ اس
نواح میں مولوی محمد قاسم صاحب قوم پیرزادگان ساکن سبھلہیڑہ نے بمشورہ
واعانت قاضی ریاض علی صاحب ساکن بیرانپور ودھنے جولاہے۔ نائی۔ تیلی دھوبی
تنبولی۔ کنجڑے۔ قصائی۔ گاڑہی۔ جھوجھی۔ نیچہ بند اور نانبائی وغیرہ جہلائے مذہب
خود کی نظر میں اپنا اقتدار علمی جتانے کی غرض سے شیعیان حضرت مرتضوی کو جو کہ فاتح
ملک مناظرہ وقاطع بدعات خلفائے ثلاثہ ہیں یا ایں طرز چھیڑنا چاہا کہ تحفہ
جناب شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی سے جسکی دھجیاں اڑا دی ہیں علمائے شیعہ
نے اعلیٰ درجہ کی چابک دستی دکھلائی ہے دو سوال جن کا آیندہ ذکر ہوگا جناب
مولانا ومقتدانا مولوی بہادر علی شاہ صاحب پشاوری عالم شیعی کی خدمت میں
بہ طلب جواب پیش کئے جس کے لئے بمقام سبھلہیڑہ مناظرہ ہو کر روبرو صدہا
سنی وشیعہ جواب دیا گیا۔ اتفاقات سے حقیر بھی اس جلسہ میں موجود تھا کل کارروائی
کا بچشم خود معاینہ کیا بعد ختم جلسہ مناظرہ مولوی محمد قاسم صاحب مقدم الوصف

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے جھوٹی قوموں کے مجمع میں کہ جس کی تفصیل مفصل اوپر ظاہر کی گئی بیان کرنا
شروع کیا کہ میں نے عالم شیعہ کو پسپا کر دیا وہ لوگ چونکہ عموماً جاہل و ناخواندہ
محض ہیں اسبات پر متیقن ہو کر کہ ہمارے مولوی صاحب بھی کوئی چیز ہیں جگہ جگہ
منہ مارنے لگے کمترین نے ان تمام باتوں کو خلاف واقعات و روئداد جلسہ سمجھکر
بحکم آنکہ گربہ کشتن روز اول جناب مولوی صاحب اور انکے ہمزبان لوگونکا منہ
بند کرنے کی غرض سے تنبیہ کیا کہ آپ جھوٹی باتیں بنا کر جہلا کی نظر میں اپنا رنگ
نہ جمائیے مناظرہ سبھلہیڑہ میں آپ ناکامی حاصل فرما چکے ہیں اور اگر کچھ یارائے کلام
و شوق مناظرہ ہے تو میرے سوال کا جواب عطا فرمائیے مولوی صاحب ممدوح
نے حقیر کے سوال کا جواب جیسا کہ ان سے ہو سکا عنایت فرمایا مگر معاملہ سبھلہیڑہ
کی نسبت جبکی شورش پر ان کو تنبیہ کرکے حالات مناظرہ یاد دلائے گئے تھے قلم
نہ اٹھایا میں نے بغرض حصول جواب اس کا جواب الجواب لکھ کر مع رقعہ تعدادی
ایک ہزار روپیہ و اقرارنامہ تبدیل مذہب مشروط بایں شرائط کہ اگر آپ اپنی
ہی کتب سے میری تحریر کو بروئے کمیٹی باطل کرا دیں تو نذر مذکور دے کر مذہب
اہل سنت اختیار کروں ان کی خدمت میں بھیجکر رسید باضابطہ حاصل کی مولوی صاحب
نے اس کا جواب مسمی بہ ردّ جواب الجواب لکھا ہر دو تحریر یعنی جواب الجواب مرتبہ
حقیر و ردّ جواب الجواب محررہ جناب مولوی صاحب کی جانچ اور پرتال کے
لئے ایک معاہدہ بتراضی فریقین مرتب ہو کر ۲۔ جنوری سنہ ۹۲ اعیسوی کو بیفیر
خانہ پر ایک بڑا بھاری جلسہ علمائے سنی و شیعہ کا ہوا جس کی مفصل کیفیت ملاحظہ
ارباب نظر میں آئے گی اس رسالہ کا نام کمترین نے اپنے نام پر رسالہ
سجادیہ تجویز کرکے اسکے دو حصے کئے ہیں پہلے حصہ میں مناظرہ سبھلہیڑہ کی
حقیقت اور جناب شیخین کا بخاری و مسلم سے منافق ہونا ظاہر کیا ہے اور

jabir.abbas@yahoo.com

اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو علمائے شیعہ نے بہ حمایت دین مبین بڑی کوشش و
جانکاہی کرکے کتب موصوفہ بالا کے ایسے دست بدست جواب دیئے کہ خود
اُن کے مصنفوں کے ہاتھ سے قلم گر گئے۔ اُمرایان اہل سنت نے بہ پاس مذہب
شاہ صاحب و مولوی حیدر علی صاحب کو بہت ہی کچھ صلہ اور انعام و امداد دینے
کا وعدہ کیا مگر ان بزرگواران کی ہمت وجرات ہرگز مقتضی ہوئی کہ کسی ایک ہی
بات کا بھی جواب الجواب لکھتے۔ تحفہ اور منتہی الکلام کی دھجیاں اُڑا گئیں اور
جناب شاہ صاحب وحیدر علی صاحب بہ چشم حسرت معائنہ فرماکر زندہ درگور
ہوگئے۔ مناسب موقع معلوم ہوتا ہے کہ بہ نظر تنشیط ناظرین تحفہ وغیرہ کے
جوابوں کا کچھ مختصر احال بیان کرکے پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کیا جائے
تحفہ موصوف کے بارہ باب ہیں ہر باب کے جواب میں جداگانہ کتب ضخیم لکھی
گئی ہیں سب سے پہلے جناب مستطاب حکیم میرزا محمد صاحب دہلوی نور اللہ مرقدہ
نے نزہہ اثنا عشری ملقب بہ نصرت المومنین بارہ جلدوں میں رقم فرماکر
شاہ صاحب موصوف کو ایسا جلوہ دکھایا کہ تحفہ میں حسب قواعد مصنفین و مولفین
و مترجمین اپنا نام نامی و اسم گرامی شائع کرنے سے رک گئے اور
حافظ عبد الحلیم کے نام سے کہ جنکا کوئی پتہ و نشان صفحہ دنیا پر نہیں وہ رسالہ
موسوم ہوا کیفیت یہ ہوئی کہ ادھر دربار سلطانی میں اجزائے تحفہ پہنچے اور اُدھر
ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ بامداد و دستگیری جناب حکیم شریف خانصاحب
دہلوی سنی المذہب جن کو حضور شاہ صاحب سے من بعض الوجوہ ذاتی کدورت
تھی من جانب جناب میرزا صاحب ممدوح اُس کارد
غرضکہ اعتراضات کے ساتھ ہی ساتھ جواب بھی ہدیہ اہل دربار ہوتا
رہا بایں سبب شاہ صاحب کو جرات ہوئی کہ بخیال بقائے نام دیباچہ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کتاب میں اپنا اسم مبارک ظاہر فرماتے کیونکہ شانِ جوابات سے اصل
کتاب کی بے وقاری برائے العین بذاتِ خود ملاحظہ فرما چکے تھے لازم تو
یہ تھا کہ ایسی پوچ و بے حقیقت و فتر آمیز کتاب کے شائع و دست
فرسودِ خلائق ہونے میں کوشش نہ فرماتے مگر ایسا کیوں کرتے اگر تو بالطبع
خاندانِ نبوت کی مخالفت پر لوگوں کا قائم رکھنا مدِ نظر تھا لہذا اُسکو ایک
شخص مجہول الحال سے نامزد کرکے اہل سنت کے لئے وظیفہ بنا دیا۔ کتابِ
موصوف نے حضرات اہل سنت کی نظر میں ایسا وقار پایا کہ تا حال علمائے
حضرات کا یہی مقولہ ہے کہ نہ تحفہ کا کوئی جواب لکھ سکا اور نہ آئندہ
لکھے گا اس کتاب سے ورنہ تا کچھ ایسا حسنِ ظن ہو گیا ہے کہ اونہیں مضامین
مردود و مقدوحہ کو لباسِ تازہ سے آراستہ کرکے بہ آرایشِ نو دستاویز
دلفریب بنا کر بنظرِ شیعہ جلوہ گونا گوں دکھاتے ہیں مگر ایسی جھڑکیاں کھاتے
ہیں کہ منہ پھر جاتا ہے۔ بعد ازاں جناب غفران مآب مولانا و مقتدانا السید
دلدار علی صاحب فاتحِ بابِ ایمان بارضِ ہندوستان صاحب عماد الاسلام
نے بابِ دوازدہم کا جواب مسمی بہ ذوالفقار و بابِ ہشتم کا موسوم بہ احیاء
السنۃ و بابِ پنجم کا مسمی بہ صوارم الہیات و جوابِ بابِ ششم ملقب بہ حسام الاسلام
تحریر و ترقیم فرمایا۔ پس ازاں اُن کے شاگردِ رشید علامہ کنتوری جناب
مفتی السید محمد قلی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے جواب بابِ اول معروف
بہ سیفِ ناصری و برہانِ سعادت و جوابِ بابِ دوم و سوم موسوم بہ
تقلیب المکائد و جوابِ بابِ دہم معروف بہ تشیید المطاعن تین جلدوں میں
کہ ہر ایک جلد بجائے خود ضخامت میں بے مثل ہے انشاء فرمایا پھر
جناب سلطان العلماء السید محمد صاحب رضوان مآب نے جواب

jabir.abbas@yahoo.com

حدیثِ قرطاس و فدک کتاب مستطاب طعن الرماح اور مسئلہ متعہ کے متعلق
بارقۂ ضیغمیہ اور جواب باب ہفتم مشہور بہ بوارق موبقہ تحریر فرمایا علاوہ
حضراتِ موصوف بالا دیگر علمائے اعلام و فضلائے کرام نے بھی بقدر گنجائش
وقت قلم اوٹھایا چنانچہ اوحد الناس المفتی سید محمد عباس صاحب مرحوم
نے جواہر عبقریہ لکھا۔ اور حسّانِ زمانہ جناب سبحان علی خاں صاحب وزیر
اعظم ریاست لکھنؤ نے ذخیرہ کہ جسکی مثل کا ممکن ہونا بالکل محال ہے ارقام فرمایا
پھر فاضل جلیل مرزا محمد انصاری نے بقیہ ابواب تحفہ کا جواب بطرز جداگانہ
تحریر و ترقیم فرمایا سب سے آخر آیۃ اللہ فی العالمین امام المتکلمین و رئیس
المناظرین۔ قالع ماتریدین والاشعرین کا سر اعناق المنافقین مولانا و مولوی الحاج فقیہ
مولوی السید حامد حسین صاحب نور اللہ مرقدہ نے صرف باب ہفتم متعلق
امامت کا جواب جو کہ اہم مسائل اختلافیہ مابین سنی و شیعہ ہے مسمیٰ بہ عبقات
الانوار تیس جلدوں میں بایں عز و شان لکھا کہ جمیع مدعیان علم کلام کے لیے
مدتے ڈھیلے ہوئے کہ سب کی ناکوں میں نکیلیں پڑ گئیں بذیل شاہ صاحب
امام فخر رازی و غزالی و ابن حجر مکی و ابن روزبہان و قاضی عبد الجبار و اعور
و ابن تیمیہ وغیرہ متکلمین کے اقوال کو بایں پرزوری مسترد فرمایا کہ آج دنیا
میں کوئی عالم اہل سنت ایسا نہیں ہے کہ اُس کتاب کی جلالتِ کلام سے خوف
زدہ ہو کر جواب میں نہ چونک پڑتا ہو بعد شاہ صاحب و جناب مولوی حیدر علی
صاحب جس کسی نے سر اوبھارا فوراً سیف زبان و قلم سے قطع کر کے صاحب
تحفہ و منتہی الکلام کے قدم پر ڈالدیا دیکھئے جناب مولوی محمد مہدی علی خاں صاحب
بہادر تازہ سُنی المذہب نے آیات بینات لکھی اُس کا جواب رمی الجمرات سے
تین جلدوں میں لکھا گیا۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے ہدیۃ الشیعہ

بتائید شاہ صاحب بہت کچھ زور دکھایا مگر تحفۃ الاشعریہ سے ایسا جواب پایا کہ
یادگار عالم رہے گا۔ بلکہ جناب سیدہ علیہا السلام کے حق خدا داد مٹانے میں یہاں
تک کوشش بلیغ دکھلائی کہ بجرم تبدیل معانی قرآن حسب فتوائے علمائے سنیان
کافر محض بن گئے۔ دیکھو تحفۃ الاشعریہ کا ورق آخر جس پر چند علمائے کی اُن کے کفر پر
مُہریں لگی ہوئی ہیں رشید الدین احمد خاں صاحب شاگرد رشید جناب شاہ صاحب
نے شوکت عمریہ لکھ کر زخم درون مقلدان کو کسی قدر مندمل کیا تھا کہ ضربت
حیدریہ نے پھر چاک چاک کر دیا مولوی جہانگیر خاں صاحب شکوہ آبادی نے
بذریعہ اظہار الہدیٰ مؤلف انوار الہدے کا منہ چڑانا چاہا تھا جوش خروج
سے جناب امیر علیہ السلام کے خرق عادات و قوت احیائے اموات کو جو گویا
اور شعبدہ بازون کی افسون گری سے تعبیر دیکر اپنے ہی علما کے دست شفقت
سے ایسا تازیانہ کفر کھایا کہ ٹیڑھے ہو گئے۔ دیکھو معیار الہدیٰ کا ورق آخر
غرضیکہ جس کسی نے گردن افراشتہ کرکے آسمان کی طرف منہ پھیلا کر تھوکا فوراً
حلق میں آیا۔ صاحب قبقاب نے ضرب کتاب سے وہ صدمہ اُٹھایا کہ سر کھجاتے
ہوئے دروازۂ عدالت پر مستغیثانہ نالہ کنان ہوئے۔ ناصر الایمان مؤلفہ
جناب ڈپٹی محمد علی خان صاحب بہادر امروہوی میں کوئی لفظ بلکہ ایک حرف
ایجاد شیعہ نہ تھا کتب معتبرہ اہل سنت کی عبارتیں بجنسہ نقل کرکے حضرات
کا عقیدہ ہدیۂ ارباب نظر کیا گیا تھا فوراً کوٹھے پر جاکر بصدائے ہائے دل لے
نعرہ زن ہوئے کہ حضور ہمارا دل دُکھایا گیا بے آبروئی ہوئی ایسی کتاب
کو شائع ہونے سے روک دیا جائے۔ الحاصل آجتک کسی عالم اہل سنت کو ہمت
نہوئی کہ اِس بار گران کو جو کہ متعدد کتابون کے لکھنے سے ہمارے علمائے
اُن کے سروں پر ڈالا ہے قلم اُٹھانے سے ہٹاتا یا کہ اُن علما متذکرہ صدر

jabir.abbas@yahoo.com

کے اقوال کی اصلاح میں جنکا رد صاحب عبقات الانوار نے کیا ہے کوشش کرتا یا اینکہ کافر شدہ علما کی تحریر کا سچا ہونا ثابت کر کے فتاوائے کفر کو اٹھا کر اپنے معتقدین کو دکھا دیتا کہ وہ دیکھو ہم نے مولوی محمد قاسم جیسے فاضل جلیل القدر کو زنجیر کفر کی بیچ بند شوں سے کس طرح نکالا ہے بحمد اللہ آج تک کسی کو اس پر قدرت نہوئی اور نہ انشاء اللہ تا قیام قیامت ہوگی مگر یاں تصنیف جدید کا خیال ایسا سمایا ہوا ہے کہ اونہیں مضامین ردشدہ کو جو کہ ابواب تحفہ منتہی الکلام و آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ وغیرہ میں بکرات و مرات آچکے ہیں برنگ تازہ ظاہر کر کے ناواقفوں کی نظر میں موقر ہونا چاہتے ہیں۔ عام بیچارے جو کہ کتب شیعہ کا دیکھنا بحکم علماء حرام جانتے ہیں اور ایراد شیعہ کی شوکت و صولت سے پرحذر ہوکر مثل بید کانپتے ہیں وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ ہمارے مولوی نے کوئی نیا مضمون تازہ بتازہ رنگ رکھتا ہے اور پہلے ان معاملات کی نسبت کبھی کوئی مباحثہ نہیں ہوا چنانچہ یہی رفتار مولوی محمد قاسم صاحب نے اختیار کی کہ بہ ادعاے قریب جہلا میں اپنا رنگ جمانے اور مناظرین میں داخل ہونے کی غرض سے سوالات پیش کر دئے اور یہ نہ سمجھے کہ اجوبہ تحفہ و ہدیۃ الشیعہ میں ہر دو سوالات کا جواب اس عنوان و شان سے دیا گیا ہے کہ جس کا جواب نہیں چونکہ حضرات اہل سنت و خود مولوی محمد قاسم صاحب تحفہ و صاحب تحفہ کو انتہا درجہ کا معتبر جانتے ہیں لازم تہا کہ اس کے تمام جوابوں کو ملاحظہ فرما کر یہ نتیجہ نکالتے کہ اندراجات تحفہ کی بابت شیعہ کیا جواب دہ ہوئے ہیں محض تحفہ کو سچا جانکر بلا تحقیق و تنقیح قلم اٹھا بیٹھے ہم بخیال آگاہی عام کچھہ تحفہ کا حال بیان کئے دیتے ہین گو

لہ اہل سنت کے نزدیک جمیع مقالات مندرجۂ تحفۂ شاہ صاحب دہلوی کے افکار بالغہ کے نتائج ہیں اور اسی بنا پر اعتقاد و عزاز و احترام ہے کہ ہر شخص تحفہ کی نسبت یہ گمان کئے ہوتے ہے کہ گویا ملہم غیبی کے الہام سے جناب شاہ صاحب نے بمقابلہ شیعہ احتجاج فرمایا ہے مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے کتاب صواقع خواجہ نصر اللہ کابلی سے استراق مضامین کرکے بسا مواقع پر بجنسہ ترجمہ کر دیا ہے اور بعض اکاذیب و افترا آت اپنی جانب سے اضافہ کئے ہیں جبکہ علمائے اعلام فرقہ حقہ امامیہ نے انکی قلعی کھولی تب ناچار مولوی رشید الدین خانصاحب شاگرد عزیز دہلوی کو شوکت عمریہ میں نہایت پیچدار الفاظ سے ہیر پھیر کی توجیہ کرنی پڑی کہ جواب کتاب صواقع بطرز بدیع واقع است ہند اکتاب … بر نسق آن … کردہ ترتیب اکثر ابواب ذکر حجج اثنا عشریہ بر نسق آن … ورده لہذا التقی … مضامین صواقع حائل و … متشاکل گشتہ … شکرہ … ہو … ہے کہ تحریر رشید الدین صاحب جناب شاہ صاحب بلا کسی وہم و گمان کے سیدھے طریقے سے سارق مضامین تسلیم ہوکر چکے بادی چند روز میں داخل ہوگئے۔ پس ایسے سرقہ پیشہ کی تحریر کو معتبر سمجھ کر گام فرسائی منازل مناظرہ ہوکر ٹھوکر کھاکے منہ کے بل گرنا ہے جیسا کہ مولوی صاحب ممدوح کا جوٹ کھا کے کمر شکستہ ہونا ناظرین انشاء اللہ معائنہ فرمالیں گے واضح رہے ارباب بصیرت پر ہو کہ تنہا نماز روزہ و حج و زکوۃ و جہاد وغیرہ کچھ کام آمد نہیں تا وقتیکہ انکا انفاق حسب مرضیات الٰہی نہو ہر فرع اپنی اصل پر متفرع ہوتی ہے نماز روزہ وغیرہ چونکہ فروع دین ہیں اور اسکی اصل صحت ایمان و اسلام لہذا لازم ہے کہ شخص دانشمند و عاقبت اندیش پہلے اصول ایمان کو درست کرے اس جا سے حضرات

jabir.abbas@yahoo.com

اہلِ سنت نے عنانِ توجہ قطعاً منعطف کرکے محض نماز روزہ پر زور دے رکھا ہے ہائے افسوس مدعیانِ سنیت سے اسوقت تک یہ نہو سکا کہ اُن اعتراضاتِ شدید کو جو کہ اُن کی عدم حقیقت پر وارد کئے گئے ہیں اُٹھا سکیں میری دانست میں بجالتِ موجودہ حضراتِ اہل سنت کا تراویح و قرآن کو پڑھکر ناحق جان کو فرسودہ کرنا اور قوتِ نظری کو گھٹانا ہے مثلاً کہا جاتا ہے۔ کہ کلکتہ کا جانی والا بیخبری و ناواقفیت سے اگر راہ پیمائے بادیہ پشاور ہوا اور راستےمیں طرح طرح کے مصائب و شدائد اٹھا کر پہنچا تو اسکو پشاور پہنچنے تک جو اذیت و تکالیف ہوئیں اُنھوں نے کیا نتیجہ دیا سفر کی سختیوں کا تحمل اُسیوقت نفع بخش ہوتا ہے جبکہ منزل مقصود پہنچکر ساحلِ مُراد سے ہمکنار ہو۔ حاجیان بیت اللہ ہرچند کہ تکالیف بے انتہا اُٹھاکر وارد مکہ معظمہ ہوتے ہیں مگر بعد طوفِ کعبہ کہ وُہی مقصود مرکوز طبائع ہوتا ہے ایسے بشاش و فرحناک ہوجاتے ہین کہ جنکا بیان خارج از امکان ہے چنانچہ اِسی جہت سے کہا گیا ہے ؎

جمالِ کعبہ مگر عذر رہروان دارد۔ کہ جانِ خستہ دلاں سوخت در بیابانش

اسی پر قیاس کر لینا چاہئے کہ اہل سنت جو فروعِ دین میں کوشاں ہوکر اپنے انفاسِ بزرگ پر مصائب و نوائب گوارا فرماتے ہیں چونکہ خلافِ اصول ہے اسکا نتیجہ کیا ہوگا لازمۂ شانِ مسلمانی و ایمانداری یہ ہے کہ پہلے اصول مذہب کو درست کریں بعدہ اعمالِ صالحہ و بجاآوری احکام خدا و رسولؐ اوس کو تزئین دیں اُسوقت احکم الحاکمین سے مفادِ اُخروی کے پوری اُمید رکھیں۔ حقیقت مذہب کا ادراک و دریافت نماز و روزہ وغیرہ سے بدرجہا مقدم ہے۔ ملت کی اصلیت سے بیخبر رہنا اور فروعات میں کوشش ہائے بلیغہ سے جان کو کاہیدہ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کلکتہ کا سفری

پشاور کی تاریک گھاٹیوں میں بے سود اپنی جان کو تلف کر دیوے باعتقاد اہل اسلام اگر غیر محمدی زہد و اتقا و راست کلامی و دیانت و امانت وغیرہ اختیار کرے جیسا کہ بعض صاحب کتے ہوئے ہیں تو کیا اوسکو کوئی عز و امتیاز اخروی مل سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں یہی حال اہل سنت کا ہے کہ اندھا دھند نمازیں پڑہے جاتے ہیں۔ حفظ قرآن پہ شیفتہ و جانداده ہیں کشف و کرامات و صفائی باطن کا دعوی کرکے بحیلہ پیری گنہگاروں کی آمرزش کا ٹھیکہ لیکر شان غفاری دکھاتے ہیں۔ مگر کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آتا کہ تحقیقات کما حقہ کرکے بنیاد مذہب درست کر لیویں بعد اصلاح [illegible] جو کریں وہ تقویٰ ہے ورنہ سب بیکار بقول سعدی ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید - کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید۔ بظاہر یہ راہ نہایت پرخطر ہے جسکو حضرات اہل سنت نے تعمیر و تزئین مساجد و اذان و اعیاد و جمعہ وغیرہ سے [illegible] ملمع کار بنا رکھا ہے ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی - کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است۔ اگر غیر اسلام والے شخص کے روبرو جس کو سنی و شیعہ سے کوئی واسطہ نہیں یہ بیان کیا جاوے کہ اہل تشیع نے اہل سنت کو یہاں تک عاجز کیا ہے کہ انکے ممدوحین کا بحق آل محمد ظالم و جابر ہونا تخت خلافت پر بلا استحقاق جائز غاصبانہ طریقہ سے تمکن کرنا حضرت امیر کے نزدیک انکا کاذب غادر و خائن و آثم ہونا خود بیان خلفا سے انکا منافق رہنا انہیں کی مستند اور معتبر کتابوں سے مثل روز روشن دکھا دیا ہے اور معاملات مذکورہ کی تشریح میں متعدد کتابیں لکھ کر اطراف عالم میں شائع کر دیں اور تا حال کسی عالم اہل سنت نے ان اعتراضات شدید کے اٹھانے میں بلند ہمتی نہیں فرمائی تو کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ وہ شخص ان جملہ معاملات کو سنکر یہ فیصلہ کر دے کہ باہم

Presented by: Rana Jabir Abbas

عجز و درماندگی اہلِ سنت حق پر نہیں حاشا و کلا کبھی ممکن نہیں کہ جاہل سے جاہل شخص بھی ایسا فیصلہ صادر کرنے سے اپنی ذات پر الزام بددیانتی قائم کرائے افسوس ہے کہ مضامین تمہیدی نے جو کہ قلم روک کر بحیالِ ملال ناظرین نہایت مختصر طور پر بیان کئے گئے ہیں بظاہر نہایت طوالت پکڑی اب عنانِ اشہبِ کلام بسوئے داستانِ مباحثہ سمبھلہیڑہ منعطف کرکے اسکی حالت بیان کیجاتی ہے مولوی محمد قاسم صاحب نے کتابِ کشف الغمہ سے یہ سوال پیش کیا تھا سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیة السیف هل یجوز فقال نعم قد حلی ابو بکر الصدیق سیفہ بالفضة فقال الراوی اتقول هکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل له الصدیق فلا صدق اللہ قوله فی الدنیا والآخرة یعنی کلام جناب امام باقرؑ ہے کسی نے پوچھا کہ تلوار پر چاندی کا کام کرنا جائز ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں جائز ہے ثبوت جواز میں فعل ابو بکر سے استدلال کیا۔ چونکہ آپ نے خلیفۂ اول کو خلافِ معتقداتِ خاندانِ نبوت بلفظ صدیق یاد فرمایا لہذا راوی کو استعجاب ہوا اس نے متعجب ہو کر پوچھا کہ کیا آپ اُن کو صدیق کہتے ہیں پس یہ سنکر بنظر تنبیہ راوی امام علیہ السلام دفعتاً اپنی جگہہ سے اُٹھہ بیٹھے اور فرمانے لگے کہ ہاں وہ صدیق ہے۔ صدیق ہے صدیق ہے جو اُنکو صدیق نہ کہے خدا دنیا و آخرت میں اُس کے قول کو تصدیق نہ کرے۔ اس حدیث کے پیش کرنے سے مولوی صاحب موصوف کا یہ منشا تھا کہ جب امام پنجم اُنکو سچا جانتے تھے اور جھوٹا سمجھنے والے کو دعائے بد کرتے تھے تو شیعہ چونکہ خلیفہ ابو بکر کو برا کہتے ہیں لہذا مخالف امام ہیں ڈپٹی سید الطاف حسین خانصاحب بہادر رئیس قصبہ سمبھلہیڑہ ضلع مظفرنگر کے مکان پر یہ سوال مع سوال ثانی جو کہ آئندہ مذکور ہو گا پیش ہوا تھا سُنّی

jabirabbas@yahoo.com

وشیعہ کا قریب پانچسو آدمیوں کے مجمع ہوا مولوی سید بہادر علی شاہ صاحب پنجابی سے جواب لینا تجویز ہوا تھا لہذا مولوی صاحب موصوف حسب قواعد مقررین ملک پنجاب استادہ ہوتے مگر حضرت ممدوح کو کشف الغمہ کے دیکھنے کا جس کے حوالہ سے سوالِ مذکور پیش کیا گیا تہا کبہی اتفاق نہوا تہا - اُن کو عنوان سوال اور راوی کے طرزِ بیان سے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ روایت ساختہ وموضوعہ ہے ممکن نہیں کہ آئمہ دوازدہ گانہ سے کوئی امام خلفاء کو صدیق فاروق سمجھیں لہذا درپے تکذیب اصل روایت ہوئے اس بنا پر کہ صحاح ستہ میں چونکہ یہ روایت مندرج نہیں بلکہ بخلاف اُسکے ایسے مضامین کی روایتیں وارد ہوئی ہیں کہ جن سے صدیق کا کاذب ہونا بلا کسی توہم کے ثابت ہوتا ہے۔ پس رہا لیکہ حضرات خلفا اپنے مریدان ومقلدان کی جناب میں یہ شان رفیع ومرتبہ بلند رکہتے ہیں تو کتب شیعہ میں کیونکر صدیق مانے گئے جنکو اپنے گھر میں عزت نہیں وہ غیر ملک میں کب وقعت پاسکتے ہیں اور فی الواقع جناب مولوی سید بہادر علیشاہ صاحب کا یہ سطعہ نہایت ہی صحیح اور قابلِ قدر تہا کہ اُنہوں نے بفراستِ ذاتی یہ قیاس کرلیا کہ ہرگزم باور نمی آید زرد ئے اعتقاد ✦ آلِ طاہر سے کوئی بزرگ ایسے شخص یا اشخاص کو جنکو سید الوصیین وامام المتقین جھوٹا ودغا باز جانتے تہے بخلاف طریقۂ آبائے کرام خود سچا جانئیں - خاتمۂ کلام پر انشاء اللہ ناظرین کو پوری حقیقت واضح ہوجائیگی شاہصاحب موصوف کذب ونفاق شیخین کے مضامین کو بہت طوالت کے ساتھ بیان کرنا چاہتے تہے اور بطور تمہید کچھ کہا بھی تہا کہ مدمقابل یعنی مولوی محمد قاسم نے حقیقتِ مطلب کو سمجھکر روک دیا اور بخلاف دابِ مناظرہ دائرہ کلام کو تنگ کرکے یہ کہا کہ میں صرف اسقدر پوچھتا ہوں

کہ کتاب کشف الغمہ شیعہ کی ہے یا نہین اور اُسمیں مضمون مستفسرہ وہیج ہے یا کیا دیر تک اس بات پر بحث ہوتی رہی کہ شاہ صاحب کو بیان کرنے مین آزادی دیجائے نتیجۂ بحث پر معلوم ہو جائے گا کہ جواب کس شان کا ہے۔ مگر مولوی محمد قاسم صاحب نے مجدد ذکر لیا کہ فقط اتنا ہی بیان کردو چونکہ مولوی بہادر علیشاہ صاحب نے اصل کتاب کشف الغمہ کو ملاحظہ نہ فرمایا تھا گو کہ مضمون محولہ کتاب موصوف کو من بعض الوجوہ کہ جنکا ذکر اوپر آچکا ہے غلط قیاس کئے ہوئے تھے لہذا اُسکی ردّ و قبول پر احتیاط جو کہ لازمہ شانِ علمائے شیعہ ہے مانع ہوتی اتفاقات حسنہ سے اُس جلسہ میں جناب مولانا و مقتدانا مرجع انام السید مولوی محمد حسن صاحب لکھنوی برادر بزرگ جناب قبلہ وکعبہ سید محمد حسین صاحب مجتہد و ذاکر جناب امام حسین علیہ السلام بھی موجود تھے اور غالباً وہ اُسی وقت کسی سفر سے بخطِ مستقیم تشریف فرما ہوکر شریک جلسۂ مذکور ہوئے تھے لیکن اُنہون نے سوالات کو پہلے نہ دیکھا تھا اور نہ مولوی سید بہادر علیشاہ صاحب کو اُنسے مشورہ کرنے کا موقع ملا تھا مولوی صاحب ممدوح نے اوّل بہ طرفداری و حمایتِ مولوی صاحب پنجابی گفتگو کی اور اس بات میں بصد شدّ و مد کوشاں ہوئے کہ اُنکے بیان میں دخل در معقولات نہ دیا جائے۔ مگر چونکہ مولوی محمد قاسم صاحب فقط معنے کی وہی ایک ٹانگ کہے جاتے تھے کہ کتاب و عبارت کا ردّ و تسلیم کر لیا جائے اور اس بنا پر وہ بجائے خود ایک نوع کا غلبہ سمجھے ہوئے تھے اُسوقت جناب مولوی محمد حسن صاحب مقدم الوصف کو یارائے ضبط نہ رہا۔ فریق مخالف کو جری اور بہادر علی شاہ صاحب کو بنظر احتیاط تسلیم عبارت میں متفکر دیکھ کر فوراً درد دین سے جواب دیا کہ فی الواقع کشف الغمہ ہمارے مذہب کی ایک

jabir.abbas@yahoo.com

فاضل جلیل کی تالیف کردہ ہے اور یہ مضمون بذیل ایک طولانی عبارت کے اسمیں درج ہے مگر صاحب کتاب نے لکھدیا ہے کہ ہم اقوال مخالف و موالف سب لکھتے ہیں تاکہ فریق مخالف کو اُس کے دیکھنے سے کچھ باک نہو۔ پس صاحب کشف الغمہ نے یہ روایت ابن جوزی سے جو کہ کبرائے علمائے اہل سُنّت سے گذرے ہیں نقل کی ہے۔ اور خاتمۂ کلام پر بنظر توضیح لکھدیا ہے کہ آخر کلام ابن الجوزی فی ہذا الباب اندرین صورت اہل سنّت کا قول شیعہ کے مقابلہ میں یا شیعہ کا مقولہ بحق اہل سنت قابل احتجاج نہیں ہوسکتا۔ پس ہم منکر محض ہیں کہ یہ قول امام محمد باقر علیہ السلام کا نہیں اور نہ کسی کتاب شیعہ میں اُسکا وجود پایا جاتا ہے۔ ابن جوزی نے اپنے ہم طریق لوگوں کی تقویت عقیدت کے لئے یہ مضمون تراشا ہے اور مثل اسکے خلفا ثلثہ کی بڑی بڑی تعریفیں علمائے اہل سنّت نے آئمہ علیہم السلام سے منسوب کی ہیں تاکہ اُن کے مریدوں پر ظاہر ہوجائے کہ خاندان نبوت کو حضرات خلفا سے کوئی بدظنی یا سوء المزاجی نہ تھی بلکہ ایسا اتحاد و اختصاص تھا کہ اُن کے مدّاح و معترف رہتے تھے۔ ناظرین آپکی طبائع صافیہ پر غالباً یہ امر روشن و منجلی ہوگیا ہوگا کہ سوال پیش کردہ مولوی صاحب موصوف فرقہ حقہ امامیہ کے اس عقیدۂ صحیح کو کہ جناب ابوبکر ابن قحافہ صدیق نہ تھے ہرگز مضرت رساں نہیں ہے۔ بلکہ اگر کار فرمائے انصاف ہوں تو حضرات اہل سنت ہی روایت مذکورہ کی نسبت یہ خیال فرمالینے کی بہت آسانی کے ساتھ گنجائش رکھتے ہیں کہ جناب ابن جوزی نے اپنی جودت طبیعت سے ایک مضمون بے سروپا تراش کر امام باقر علیہ السلام سے منسوب کیا ہے تاکہ اشخاص ظاہربین کی نگاہ میں ایک نوع کی منزلت و مقدرت خلیفہ صاحب کو حاصل ہو کر اہل سنّت کی

عزت و وقعت کا سبب ہو۔ اگر بخاطر داشت اہل سنت ہم تسلیم بھی کر لیویں
کہ یہ کلام امام باقر علیہ السلام ہے تب بھی اُنکو یہ استحقاق حاصل نہیں ہو سکتا
کہ شیعہ کے گلے پر چھُری رکھکر اُنکو مجبور کریں کہ آپ بھی بدل خواستہ و
ناخواستہ ہمارے خلیفہ جی کو صدیق کہو کیونکہ قرینہ کلام خود شہادت دے
رہا ہے کہ اصل راوی سُنی تھا ورنہ تعجباً دریافت کرتا کہ کیا آپ بھی اُنکو
صدیق جانتے ہیں کیونکہ اگر کوئی شخص خواص شیعہ سے ایسا کلمہ خلیفہ صاحب
کی شان میں زبان امام سے سماعت کرتا تو اُسکو کیا ضرورت لاحق ہوئی
تھی کہ خلیفہ صاحب کی نسبت باین لفظ انقول ھٰکذا امام علیہ السلام سے
اُنکا اعتقاد دریافت کرتا اصحاب با اختصاص پورے طور پر اس بات
کا علم رکھتے تھے کہ معصومین شیخین اور اُنکے اتباع کو نفس الامر میں خارج
الایمان جانتے ہیں مگر بوقت ضرورت حسب مصالح موقعہ تقیۃً اُن حضرات
کو بالفاظ دیگر یاد فرماتے ہیں۔ لیکن تابعین خلفا چونکہ بخوبی جانتے اور دیکھتے
رہتے تھے کہ اولاد علیؑ کو حضرات خلفا سے قاطبۃً بیزاری ہے اور اسوقت
زبان امام سے صدیق سُنا جو کہ خاص معتقدات اہل سنت سے ہے۔ بنا
برآن اُسکو تعجب ہوا لہذا پوچھ بیٹھا درحقیقت وہ زمانہ نہایت نازک تھا۔
سلاطین جور برابر یہ کوشش کر رہے تھے کہ خاندان نبوت کو بالکل مٹا دیا
جاوے اکثر آدمی منافقانہ بظاہر معتقد بنکر اماموں کے پاس کچا حال معلوم
کرنیکی غرض سے آتے تھے اور حسب حال خود آئمہ علیہم السلام سے جواب
پاتے تھے چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ جلسہ واحد میں مخالف و موافق
کی آمد و برآمد سے اُن بزرگواران نے حسب مصلحت و موقع وقت ایک مسئلہ
میں دو دو و تین تین حکم بظاہر مختلف دئے ہیں اور جبکہ تخلیہ عن الاغیار ہوا اُس

jabir.abbas@yahoo.com

مسئلہ کا حکم اصلی اور بسبب اختلاف کلامی واشگاف فرما دیا۔ الحاصل بغرض صحتِ کلامِ ابنِ جوزی مندرجہ کشف الغمہ چونکہ بقرائنِ ظاہری مسئلہ حلیہ سیف کا پوچھنے والا سنّی المذہب تھا۔ لہذا آپ نے اُسی کے مذاق کے موافق فعل ابو بکر سے استدلال کیا تاکہ اُس کے ذہن نشین ہوجائے و آئمہ علیہم السّلام کا یہ کام نہ تھا کہ دینیات میں غیر لوگوں کے افعال و اقوال کو سند آبیا فرمائیں اُن حضرات نے جو ارشاد فرمایا ہے اپنے آبا کرام سے سند لاتے ہیں اور عمر و بکر کا حوالہ نہیں دیا چنانچہ اُنکی نسبت کہا گیا ہے۔

اذا شئت ان ترضی لنفسک مذهبا	و تعلم ان الناس فی نقل اخبار
فدع عنک قول الشافعی و احمد	و مالک و امروی عن کعب احبار
وُ وال اناسا قولهم و حدیثهم	روی جدّنا عن جبرئیل عن الباری

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر انسان مذہب اسلام اختیار کرنا چاہے اور جان لیوے کہ سوائے آئمہ علیہم السلام اجنبی آدمی نقلِ احادیث میں شامل ہیں پس اُسکو لازم ہے کہ اقوال شافعی و احمد و مالک و مرویات کعب احبار کو ترک کرکے اُن بزرگواران کے ارشاد ہدایت بنیاد کی محبت و تابعی کرلے جنکا قول یہ ہے کہ روایت فرماتے ہیں ہمارے جدّ بزرگوار جبرئیل علیہ السّلام سے اور وہ باریتعالیٰ سے پس یہ بات مسلّم ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام نے سوائے اپنے آبائے طاہرین کے اور کسی کے قول و فعل کو علت جواز قرار نہیں دیا آنحضرت سے اگر کوئی یہود و عیسائی وغیرہ مسئلہ پوچھتا تو توریت و انجیل کے احکام ارشاد فرماتے کیونکہ باعتقادِ جمیع اُمت مفتی ہر چہار دفتر کے خلف الصدق تھے۔ بعنایت الٰہی مثل آفتابِ نیمروز دکھایا کہ اگر اِس روایت کا بقولِ ابنِ جوزی کچھ وجود ہی ہے تو سائل سنّی کے مقابلہ

جسپر احتمالات گوناگون وارد ہو سکتے ہیں دل چاہتا ہے کہ ارباب خرد
کو اس بات پر توجہ دلائی جائے کہ براہ کرم گستری روایت مذکورہ کی
سیاق کلام پر نظر فرما کر اُسکی گھڑت کو ملاحظہ فرمائیں مضمون روایت
بصد زبان گویا ہے کہ بمثل دیگر روایات و احادیث فضیلت شیخین
اُسکو بہت سوچ سمجھ کر بنایا ہے غور کیجئے اوّل تو حلیہ سیف کا مسئلہ ایسا
اہم نہ تھا کہ جس کے استفسار کی نوبت امام تک پہنچی ہو۔ کیونکہ حلیہ سیف کی
کرنے یا نہ کرنے سے مرتکب پر کوئی الزام شرعی عائد نہیں ہو سکتا تلوار
کی خوبی اور اُسکا زیور ربرّش ہے سو فی الواقع خلیفہ صاحب کی تلوار میں
یہ بات کہاں تھی کیونکہ فرار عن الزحف جسکا بیان انشاء اللہ حصہ دوم میں
بخوبی کیا جائیگا جناب ابوبکر کی تلوار سے اُن صفات کا دفع کرنے والا ہے
جو کہ مردان نبرد آزما کی تیغ کے لئے زیبا ہے۔ ایسی مفرورین جہاد کی تلوار
واقعی یہی قابلیت رکھتی ہے۔ کہ اُسکو چاندی و سونے سے نقش و نگار
کرکے صندوق میں رکھدیا جائے تلوار کو مکلّل و مذہب کرکے مصروف زینت
رہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ مرد کو چوڑیاں پہننا یا کہ بعض مردان نسواں مزاج
کا مِسّی کی اُداہٹ پر پان کی سُرخی کا استرجمانا سوائے ازیں جو جواب کہ
امام علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ حسب داب کلام خلاف قواعد
معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ امام صاحب فوراً جگہ سے اُٹھ
بیٹھے اور صدیق صدیق کو ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا بد دینے لگے۔ سوچنا چاہتے کہ
بقول جناب ابن جوزی مندرجہ کتاب صفوۃ الصفوہ سائل نے یہی کہا تھا کہ
آپ بھی اُنکو صدیق جانتے ہیں اُسکا جواب بقاعدۂ تہذیب و آدمیت یہ ہی
تھا کہ اسمیں کیا کلام ہے۔ وہ صدیق ہے بھلا یہ کیا قرینہ انسانیت تھا کہ ایسے

نرم استفسار پر امام مضطر ہو کر دفعتاً چونک پڑے اور جگہ سے اٹھ بیٹھے اور
رو بقبلہ ہو کر کوسنا شروع کر دیا۔ غرضیکہ اس روایت ساختہ وموضوعہ میں
فقط ایک لفظ صدیق اہل سنت کے دل لگتا ہوا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
اس صفت موصوف کی اصلیت ظاہر کر دیجائے کہ جناب ابوبکر کی ذات کو
اُس سے کہاں تک تعلق ہے۔ واضح ہو کہ اسلام میں وہی خطاب تمغہ ایمان
و اقتدار سمجھا گیا ہے۔ جو کہ آنحضرت کی زبان معجز بیان سے کسی کو عنایت ہوا ہو
چار خود غرض لوگوں نے اگر اپنی اغراض ذاتی سے کسی کو کوئی خطاب جلیل
عطا فرما کر خلایق کو اوسکے استعمال کرنے اور کہنے پہ تحریص و ترغیب دلائی
ہو تو وہ لقب کسی طرح اُس خطاب کے درجہ پر نہیں پہونچ سکتا جو کہ عنایت
کردہ نبوی ہے قرآن پاک میں لفظ صدیق انبیا علیہ السلام کے لئے آیا ہے
جو کہ باتفاق جمیع اُمت معصوم ہیں جناب ابوبکر کے باب میں اُن کے موالیان
کو قطعی انکار ہے۔ کہ معصوم نہ تھے پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ غیر معصوم صفات معصوم
کا حامل ہو عصمت بجائے خود رہی اُنکی تو خلافت کے لئے بھی جس پر اہل سنت ہزار
جان شیفتہ ہیں کوئی حکم نبوی اِس وقت تک دستیاب نہیں ہوا چنانچہ شاہ صاحب
تحفہ میں لکھتے ہیں کہ خلفا ثلاثہ نہ معصوم اند و نہ منصوص پس خلافت غیر منصوصہ
کے حاملین کو جنکو عصمت و طہارت سے کوئی تعلق نہیں صدیق و فاروق
سمجھ کر بغلیں بجانا بمقابلہ خصم اپنے منہ میاں مٹھو بننا ہے میں نہایت حیران
ہوں کہ امام پنجم نے منکر صدیقیت کے حق میں الفاظ نفرین آمیز کیوں
استعمال فرمائے۔ اگر حضرت ابوبکر کے لئے خطاب موصوف آسمان سے
نازل ہو کر صاحب ما ینطق عن الہوے کے زبان مبارک سے جاری
ہو کر سنت موکدہ ہو جاتا۔ تو اوسکے ترک کرنے پر امام محمد باقر علیہ السلام

jabir.abbas@yahoo.com

دعا بد فرما سکتے تھے اور جبکہ نفس الامر میں خلیفہ صاحب بالذات ایسے خطاب
جلیل کی لیاقت ہی نہ رکھتے تھے بلکہ بوجہ عدم معصومیت ہمتائے رتبۂ
انبیاء ہونا اُنکے لئے عقلاً ممتنع تھا تو امام محمد باقر علیہ السلام ایسا کیوں
ارشاد فرماتے کہ جو انکو صدیق نہ جانے خدا اُسکو دنیا و آخرت میں
جھوٹا کرے اصلیت یہ ہے کہ جب ریاست عامّہ اِن بزرگواران سے
متعلق ہوئی تو خلافت کے ساتھ حضرت امیر کے القاب بھی معرض ضبطی
میں آگئے۔ کوئی صدیق بنا اور کوئی فاروق بنا جو جسکو پسند آیا اپنی ذات
کے لئے گھڑ لیا اور اسوقت تک کثرتِ استعمال سے زبان زد ہوتے
ہوتے ایک مستقل اصطلاح مابین سُنّیہ ہو گئی ورنہ درحقیقت صدیقِ اکبر
و فاروقِ اعظم وغیرہ یہ سب خطاب حضرت امیر علیہ السلام کے بروایات
موثقہ و معتبرہ اہل سنّت میں یہ بات طے شدہ ہے کہ سوائے جناب امیر
علیہ السلام کے اور کوئی شخص اُمّتِ احمدی میں صدیق جسکو ہمتائے
رتبۂ نبوت سمجھنا چاہیئے نہیں ہے۔ طبرانی نے جو کہ اکابرِ محدثین سنیہ سے
ہیں حضرتِ سلمانِ فارسی و ابوذرِ غفاری سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
نے بحق جنابِ علیؑ ارشاد فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ سب سے پہلے ایمان
لایا اور قیامت کو سب سے اوّل میرے ساتھ مصافحہ کریگا۔ اور یہ صدیق
ہے اِس اُمّت کا اور افتراق حق و باطل کرنے والا ہے مومن کے لئے بمنزلہ
یعسوب ہے۔ شہد کی مکھیوں میں ایک مگس کلاں ہوتی ہے۔ اُسکو زبانِ عربی
یعسوب بولتے ہیں وہ بحکم قدرت چھتہ کے دروازہ پر جہاں مکھیوں کی آمد
و برآمد ہے اپنا مقام رکھتی ہے جو مکھیاں کہ باہر شہد لینے کے واسطے جاتی ہیں
بوقتِ دخول اگر اُسکے منہ سے بوئے خوش گوار آئے تو اجازتِ داخلہ

jabir.abbas@yahoo.com

دیتی ہے اور اگر کسی مکھی نے خراب و بو دار درختوں کے پھول پتوں سے شہد حاصل کیا ہے تو اُسکو تکرہ تکرہ کردیتی ہے یہی حال حضرت امیر علیہ السّلام کا ہے چونکہ آپ یعسوب علوم ہیں لہذا جن لوگوں میں بروز قیامت بوئے ایمان نہ دیکھیں گے ختمی مرتبت تک نہ پہنچنے دیں گے اور پہلے ہی دروازہ پر منافقین و مرتابین کی قطع برید ہو جائیگی۔ عبارت یہ ہے۔ اخرج الطبرانی عن سلمان و ابو ذر رضی اللہ عنہما ان النبی صلعم قال لعلی ان ھذا اول من آمن و ھو اول من یصافحنی یوم القیامۃ و ھذا صدیق اکبر و فاروق ھذا الامۃ یفرق بین الحق و الباطل و ھذا یعسوب الدین مضمون بالا کی وہ حدیث صحیح بھی پورے طور پر تائید کرتی ہے۔ کہ جسکا ماحصل یہ ہے کہ بعہد رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ و السّلام امتیاز مومن و منافق محبت و عداوت مرتضوی سے ہوا کرتا تھا دوسری حدیث بھی ہم مضمون طبرانی عرض کیجاتی ہے۔ اخرج النسائی و الحاکم عن عباد بن عبد اللہ قال سمعت علیا یقول انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ و انا الصدیق اکبر امام نسائی نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے کتاب مستدرک میں عباد بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا میں نے حضرت علیؑ سے سُنا ہے کہ میں بندۂ خدا اور رسولؐ اکرم کا بھائی و صدیق اکبر ہوں سوائے ازیں حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور فخر رازی نے تفسیر کبیر و امام ثعلبی نے اپنی تفسیر و احمد بن حنبل نے مسند و ابن شیرویہ نے کتاب الفردوس و ابن مغازلی نے بکتاب مناقب و سیوطی و ابن نجار نے روایت کی ہے۔ کہ صدیق تین شخص ہیں۔ حبیب نجار و حزقیل کہ مومن آل فرعون ہیں اور حضرت مرتضوی کہ سرکردہ آل طٰہٰ ہیں اور یہ اُن دونوں سے افضل ہیں امام فخر رازی کی عبارت مندرجہ تفسیر کبیر ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے

الصدیقون ثلاثۃ حبیب نجار و مؤمن آل فرعون حیث قال اتقتلون رجلا یقول ربی اللہ و الثالث علی بن ابیطالب و ھو افضلھم خطاب صدّیق و فاروق کی حقیقت تو ظاہر ہوگئی۔ کہ سوائے جناب امیر علیہ السّلام کے اور کوئی صاحب اس کے مستحق نہ تھے اب براہِ مہربانی یہ بھی دیکھہ لیجئے کہ جناب عمر صاحب کو تمغۂ فاروقیت کہاں سے عنایت ہوا۔ شیخ جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ یہ خطاب مستطاب حضرت عمر کو پیشگاہِ یہود سے عطا ہوا ہے۔ اور رسول صلعم سے اس تسمیہ کی نسبت کوئی روایت نہیں ہے۔ مسلمان جو عمر صاحب کو فاروق کہتے ہیں متابعت یہود کرتے ہیں۔ عبارت کتاب مذکور یہ ہے عن سعد ابن کاتب الواقدی عن الزہری انہ قال بلغنا ان الیہود سمیہ فاروق ثم تابعوہم المسلمین ولم تبلغنا عن النبی صلعم فی ذٰلک شئ تسمیہ ہم گروہ شیعہ اسی بات کے تابع ہیں۔ جو کہ بنا صحیح و مستقل رسول صلعم سے مروی ہو ہمکو کیا ضرورت ہے کہ اطاعتِ یہود و دیگر کفار کرکے اپنا نام جریدۂ اسلام سے خارج کرائیں ایک اور روایت ہدیۂ خدمت کیجاتی ہے جس کے مطالب پر نظر کرنے سے ہر طالبِ حق پر باحسن الوجوہ روشن ہو سکتا ہے کہ بوجہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ہونے کے جناب امیرؑ کو ہدایت اُمّت کا منصب مرحمت ہوا ہے محمد بن یوسف گنجی شافعی نے کتاب کفایۃ الطالب میں لکھا ہے کہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا۔ ستکون بعدی فتنہ فاذا کان ذالک فالزموا علی بن ابی طالب اولھم یرانی واول من یصافحنی یوم القیامۃ وھو الصدیق اکبر و فاروق ھذہ الامۃ یفرق بین الحق والباطل وھو یعسوب المؤمنین و امام المتقین خلاصۂ کلام یہ ہے کہ رسول صلعم نے بنظر تنبیہ الغافلین بطور پیشینگوئی فرمایا ہے کہ بہت قریب ہے کہ میری اُمّت

میں فتنہ پیدا ہوگا پس اے اہل اسلام اُسوقت تمکو علی المرتضیٰ کی پیروی و اطاعت کرنی چاہئے کیونکہ میرے تابعین میں یہ پہلا شخص ہے جو کہ مجھ سے بروز قیامت ملاقی ہوگا۔ اور سب سے اوّل یہی میرے ساتھ مصافحہ کریگا۔ کیونکہ یہ اِس اُمت کا صدیقِ اکبر و فاروقِ اعظم ہے افتراقِ حق و باطل گویا اِس کی ذاتیات و فرائض منصبیہ سے ہے مومنان متقیان کی سرداری اور رد مقدمۃ الجیشی اِسی سے علاقہ رکھتی ہے۔ اِس روایت سے سوائے خوائد مفیدہ وکثیرہ کے ایک بڑا فائدہ یہ دیکھا یا کہ عندالاختلافات و تنازعات و وقوع فتن جناب امیر علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری کشتی ایمان کو محیط تباہی سے ساحلِ نجات پر پہنچانے والی ہے۔ خوشا حال اُن مومنین کا کہ جنہوں نے بوقت تشاجر و تخاصم صحابہ امیر و کلِ امیر کا دامن دولت مضبوط پکڑ کر حضیض ذلت سے اوج عزت پر ترفع حاصل کیا۔ خیف نے اِس رسالہ کے حصہ دوم میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ بذیل حدیث صحیح مسلم ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ زمانہ جسمیں فتنہ و فساد کے بخبر دیگر آنحضرت نے اُمت کو وصیت با طاعتِ مرتضوی فرمائی تھی ثلاثہ کرام کا تھا۔ جن کتب میں کہ حضرت امیر کے صدیقیت و فاروقیت کا نشان بہ نقل عبارات دیا گیا ہے اُنکا ہر جگہ ملنا دشوار ہے لیکن میں بخیال تسکین ناظرین پُر تمکین ایسی کتاب کا نشان دیتا ہوں جو کہ بآسانی مل سکتی ہے۔ اور اہل سنت کے نزدیک باعتبار صحت نہایت سندی سمجھی جاتی ہے صاحب مدارج النبوۃ و وسیلۃ النجات در باب حالات و لادتِ مرتضوی رقمطراز ہیں کہ تسمیہ کرد اورا ابو طالب بعلیؑ و تسمیہ نمود پیغمبرؐ آنرا بہ تصدیق و لقب کرد بہ امین و شریف و ہادی و مہدی و اُذن واعیہ و یعسوب الدین وغیرہ ہر چند کہ زبانِ

jabir.abbas@yahoo.com

معجز بیانِ ختمی مرتبت سے حضرت امیرؑ کا صدیق و فاروق ہونا باین وجوہ واضح ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات اہلِ سنت کو بجز اسکے کوئی چارہ کار نہیں کہ بدل خواستہ و ناخواستہ اسکو تسلیم فرماکر جناب ابوبکر کے صدیق ہونے سے بصد تحسّر دست کش ہوں مگر چونکہ اُنکے نزدیک جناب شاہ عبدالعزیز دہلوی کا کلام غایت درجہ قابلِ وثوق ہے۔ لہذا اپنے بیانِ سنجیدہ و سنگین پر ایک چھٹنکی اور چڑھاکر زیادہ وزنی کئے دیتا ہوں تاکہ اربابِ عدالت کے میزانِ عقل میں ہمارا اتمام تر بیان پکّی تول کا اُترے شاہ صاحب کے مجموعہ فتاوے سے جو کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے دفتر میں موجود ہیں ایک مضمون نقل کیا جاتا ہے کسی سائل نے حضورِ ممدوح سے دریافت کیا تھا کہ جناب امیر علیہ السلام کو مرتضیٰ کہنے کی وجہ تسمیہ کیا ہے اُس کا جواب یہ دیا گیا تھا کہ در احادیثِ صحیحہ کُنیت ایشان بابوتراب و ابوالحسن و تلقیب ایشان بذوالقرنین و یعسوب الدین و صدیق و فاروق و یعسوب الامۃ و یعسوب قریش و بیضۃ البلد الامین و شریف و ہادی و مہدی و ذی الاذن الواعیہ و ثابت است و مرزا محمد بن معتمد خان حارثی مورخ مشہور این شہر یعنی دہلی در رسالۂ فضائل خلفاء و مناقب اہلبیت کہ این ہردو رسالہ از عمدہ تصانیف او ہستند تلقیب ایشان بمرتضیٰ نیز ذکر نمودہ اما این وقت تقریر را یاد نیست کہ بکدام حدیث دریں باب تمسّک کردہ انتہے پس بوجوہات متذکرہ صدر ثابت و محقق ہو گیا کہ جناب ابوبکر کے لئے کوئی خطاب صدیق بارگاہ نبوی سے عطا نہیں ہوا بلکہ اس اُمت کے صدیق و فاروق حضرت امیر علیہ السلام ہیں۔ اور جناب عمر جو فاروقِ اعظم بولے جاتے ہیں وہ بالتبادر ہو داس لقب سے نامزد ہیں اور حضرت

کبھی یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے جناب ابو بکر کو صدیق فرمایا ہو یا کہ صدیق نہ کہنے والے کو بد دعا کی ہو محض ابن جوزی صاحب کی بناوٹ ہے کہ لوگوں کے شوق دلانے کو اپنے ایسے الفاظ گڑھ وضع فرمائے ہیں جناب امیر علیہ السلام نے حسب روایات اہل سنت فرمایا ہے۔ انا الصدیق الاکبر لا یقول بعدی الا کذاب یعنی میں صدیق اکبر ہوں جو کوئی بعد میرے اس لقب کو اپنی ذات سے نسبت کرے وہ جھوٹا ہے لہذا نونہال حدیقہ سنت اعنی مولوی مہدی علی خاں صاحب بہادر مؤلف آیات بینات نے بہ تقلید والد سینی رشید الدین خاں تلمیذ شاہ صاحب غایت باریک بینی و نکتہ سنجی و دقیقہ سنجی سے عجیب مضمون دلفریب پیدا کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر کے ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ اُن سے پہلے کوئی صدیق تھا کیونکہ جناب شیر خدا نے اپنے زمانہ مابعد کے لئے مدعی صدیق کو کاذب فرمایا ہے اور زمانہ ما قبل کو مقید بہ عدم وجود صدیق نہیں فرمایا نظر بہ آں طبقہ اولیٰ میں ابو بکر ہیں ہمکو اس توجیہ غیر موجہ کے تسلیم کرنے میں تامل نہ ہوتا مگر سخت لاچاری ہے کہ ایک مولوی مہدی علی خاں صاحب کی خاطر داشت بڑے بڑے علماء سنیہ کی بیخ کنی کا سبب ہوتی ہے کیونکہ بحوالہ فخر رازی و تفسیر ثعلبی و امام احمد بن حنبل وغیرہ پہلے نقل ہو چکا ہے۔ الصدیقون ثلاثۃ حبیب نجار و حزقیل و علی بن ابیطالب یعنی حصر صدیقیت بقول اکابر سنیہ تین شخصوں میں ہوا منجملہ اُن کے دو صاحب حضرت امیر سے پہلے ہیں پس کیوں نہیں جائز ہے کہ نظر بزمانہ ماقبل مراد حضرت امیر حبیب نجار و مومن آل فرعون یعنی حزقیل سے ہو۔ حضرات اہل سنت کو اختیار ہے

jabir.abbas@yahoo.com

کہ فخر رازی وغیرہ علمائے متقدمین کو سچا کہیں یا کہ مولوی مہدی علی خان صاحب جدید سُنّی کو فخر رازی وغیرہ نے صداقت کو حبیب نجار وغیرہ کی ذات پر منحصر کر کے مولوی مہدی علی خاں صاحب بہادر کے اِس تاویل علیل کو کہ حضرت امیرؑ نے خلیفہ ابو بکر کو پہلے زمانہ کا صدیق سمجھ کر شرط ابعد لگائی ہے بالکل باطل کر دیا پس ظاہر ہو گیا کہ لفظ بعدی سے حضرت امیرؑ کی یہ مراد نہ تھی کہ قبل ہمارے دوسرے صدیق یعنی خلیفہ اول گذر چکے ہیں کیونکہ خلیفہ موصوف کا شمار اشخاص گذشتگان میں نہیں ہو سکتا وہ حضرت امیرؑ کے ہمزمانہ تھے اہل عقل خوب جانتے ہیں کہ مایۂ فخر و مباہات وہی بات ہوتی ہے جسکو بوجہ ندرت معدومیت ہو چنانچہ کہا گیا ہے۔ النادر کالمعدوم پس حالیکہ اُمت محمدی میں حسب معتقدات اہل سُنّت جناب ابو بکر ہی صدیق تھے تو حضرت امیرؑ کو یہ تبحر و ناز و دعوی فردیت کیوں ہوا۔ جبکہ ایک اُستاد کے دو شاگرد یا ایک پیر کے دو مرید کسی کمالِ خاص میں درجہ مساوات رکھتے ہوں تو عقل باور نہیں کرتی کہ منجملہ اُن دو شاگردوں یا مریدوں کے کسی ایک کو کوس انانیت بجانے کا منصب حاصل ہو سکے حضرت امیرؑ کے ارشادِ باسداد اور روایات مذکورہ صدر سے بوجوہ کماینبغی ثابت و متحقق ہو گیا۔ کہ آپ نے تمام اُمتِ احمدیہ میں اپنے نفسِ مقدس کو لباسِ صدق سے آراستہ پا کر ایسا بلند دعوی فرمایا ہے رہی شقِ ثانی یعنی بعدیت جس کے بھروسہ پر مولوی مہدی علی خاں صاحب نے دقتِ نظری سے جہلاء گم کردہ خرد کے لئے یہ راہ پُر فریب نکالی ہے اُسکی حقیقت یہ ہے کہ محاورات عرب میں بمقام مدح لفظ بعدی کا استعمال کرتے ہیں مُراد اُس سے نفسِ غیر کی نفی ہوتی

ہے جیسا کہ حسبِ روایات متفقہ جناب امیرؑ نے فرمایا ہے انا اخو رسول اللّٰہ لا یقول بعدی الا کذاب مراد یہ ہے کہ اگر سوائے میری ذات کے دوسرا شخص اخوتِ رسولِ پاک کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے نہ یہ کہ جو میری وفات کے بعد ایسا دعوے کرے جنابِ امیرؑ کے ارشادِ بالا کی تائید اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسکو ابن عبد البر نے کتابِ استیعاب میں لفظِ بعدی کو قائمقام غیرے سمجھ کر بایں الفاظ لکھا ہے قال علی علیہ السلام انا عبد اللّٰہ واخو رسول اللّٰہ لا یقولہا غیری الا کذاب چونکہ حضرت جعفر طیار و جناب عقیل بھی مثل جناب علی المرتضیٰ آنحضرت کے بھائی تھے لہذا معترض کو گنجایش کلام ملسکتی ہے کہ باوصف موجود ہونے اور چند اشخاص کے جناب امیرؑ نے یہ تخصیص کیوں فرمائی اُس کا جواب یہ ہے کہ خود آنحضرت نے بحقِ مرتضوی فرمایا ہے کہ یا علی انت اخی فی الدنیا والآخرۃ یعنی اے شیرِ خدا تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو یہ خویشی و برادری کمالیتِ ایمان و ایقان پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ جناب ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی الحاصل لفظ بعدی کا جو کہ اسوقت محلِ نزاع میں ہے بہ معنی غیرے مستعمل ہونا قرآن پاک سے بھی ثابت ہے صاحبِ تفسیرِ مدارک کہتے ہیں رب اغفرلی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی ای دونی وانما سئل بھذہ الصفۃ لیکون معجزۃ لہ لا احد پس صاحبِ مدارک کا لفظ بعدے کو بہ لفظ دونی تفسیر کرنا کہ صریحاً معنے غیر دشوار ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گاہے بعدے کو بہ مقام غیرے بھی بولتے ہیں قصہ کوتاہ ہزار در ہزار رنگ بدل کر حضرات اہلِ سُنّت درپئے اثباتِ صدیقیت خلیفہ اوّل ہوتے ہیں مگر کیا امکان

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہ صداقت کی ہوا ہی آجائے علمائے سنّیہ نے بہ حمایتِ سقیفہ پیروان
ہر طرح سے زور لگا کر القابِ عظیمہ وجلیلہ وفخیمہ سے خلفا کا موصوف ہونا
چاہا مگر بالو کی دیوار کا سیلِ فنا کے مقابلہ میں کیا وقار ہوتا ہے شیعہ نے
دو چار ہی چھینٹوں میں جڑ سے گرا دیا چونکہ روایت نعم الصدیق کا منبع حقیقی
کتاب صفوۃ الصفوۃ مؤلفہ ابن جوزی ہے لہذا شیعہ پر کوئی جواب دینا
لازم نہیں ہاں اگر صاحبِ کشف الغمہ روایت موصوفہ کا سلسلہ کسی
راوی شیعہ سے بیان فرماتے تو البتہ جواب دینا لازم تھا۔ رہا یہ معاملہ
کہ عالم شیعہ نے اس قصہ کو اپنی کتاب میں کیوں وارد کیا اسکی حقیقت
واقعی یہ ہے کہ صاحبِ کشف الغمہ نے بغرض اظہار معرفت آئمہ علیہم السلام
اپنی کتاب کو ترتیب دیکر دوسرے فرقہ کے اقوال نقل کئے ہیں تاکہ دیکھنے
والے کو تعجب دامنگیر ہو اور یہ خیال کہ الفضل ما شھدت بہ
الاعداء کتب سنّیہ سے بیشتر از بیش مضامین جنکا صفات آئمہ سے
تعلق ہے بیان فرماتے ہیں۔ ابن جوزی نے امام ابوجعفر یعنی محمد باقر
علیہ السلام کے حالات برکت آیات نہایت شرح و بسط سے لکھے ہیں
صاحبِ کشف الغمہ نے اس کل عبارت کو بتمامہ نقل فرما دیا ہے اس
میں ضمناً ابن جوزی صاحب نے روایت نعم الصدیق کا تذکرہ کیا ہی
لہذا صاحبِ کشف الغمہ نے اس تمام عبارت کو لکھ دیا اگر روایت
موصوفہ کو بیچ میں سے نکال ڈالتے تو ان پر اسقاط کلام کا اعتراض
وارد ہوتا پوری عبارت بلا تصرف خود حوالہ قلم کرکے آخر میں بہ نظر
آگاہی عامۃ الناس لکھدیا کہ ہذا من آخر کلام ابن جوزی تاکہ دیکھنے والی
پر یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ تمام کلام ابن جوزی کا ہے اور شیعہ کو

jabir.abbas@yahoo.com

اس کی پابندی سے آزادی ہے درا صل ہمارے علما کا یہ کام نہین
کہ کسی کی عبارت کو کاٹ چھانٹ کر آدھا تیتر آدھا بٹیر کرلیں نقل
عبارت میں خیانت کرنا اُن کا کام ہے جو کہ خائن کو اپنا پیشوا جانتا ہو
جناب شاہ صاحب نے تحفہ کے متعدد مقامات پر کسی خوف سے نقل
عبارات میں اپنا تصرف کرکے ایسا کچھ تغیر و تبدل کیا ہے کہ جس کی
وجہ سے اجوبہ تحفہ میں اُن پر سخت دارو گیر ہو رہی ہے۔ اگر ہمارے علما
بھی ایسا کرتے تو مقلدان شاہ صاحب اتنا شور مچاتے کہ پناہ بخدا۔ الحقیر
موقعہ مباحثہ پر کتاب کشف الغمہ موجود نہ تھی مولوی محمد قاسم صاحب
پر بار ڈالا گیا کہ آپ تحقیق فرمائیں اور نیز تحقیق ہو کہ مقدمہ بدعت مدعی ہوا
کرتا ہے کتاب بہم پہنچا کر ثابت کیجئے کہ یہ کلام ابن جوزی کا نہیں ہے۔
مولوی صاحب نے بڑی تلاش سے کتاب منگائی اور ابن جوزی کا
حوالہ دیکھ کر فرط ندامت سے ایسی خاموشی اختیار کی کہ جواب ندارد
حقیر نے مولوی صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا جسکو
انشاء اللہ عنقریب نقل کرنے والا ہوں اس کے پہلے حصہ میں میں نے
مباحثہ سلطہیڑہ کا ذکر کیا تھا اور دوسرے حصہ میں ایک سوال پیش کیا
تھا جس پر دوبارہ بنا مناظرہ قائم ہوئی تھی۔ مولوی صاحب نے سوال
سخیف کا تو جواب دیا مگر ہیڑہ کی بابت کچھ تذکرہ نہ فرمایا۔ اے ناظرین خوش
آئین پہلے سوال کی حقیقت و وقعت تو آپ پر ظاہر ہو گئی۔ مہربانی فرماکر
دوسرے سوال کو بھی ایک نظر دیکھ لیجئے اور پھر رسالہ مؤلفہ حقیر اور
اُس کے جواب اور روئیداد مناظرہ کو ملاحظہ فرمائیے ✢

سوال دوم جو کہ نہج البلاغہ سے پیش ہوا تھا

jabir.abbas@yahoo.com

عن امیر المؤمنین انه قال لله بلاد فلان لقد قوم الاود وداوی العمد واقام السنۃ وخلف البدعۃ ذھب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرھا وسبق شرھا ادی الی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ رحل وترکھم فی طرق متشعبۃ لا یھتدی فیھا الضال ولا یستیقن المھتدی

اسکا ترجمہ حسبِ مراد حضراتِ سنّیان ذیشان مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مؤلّفِ ہدیۃ الشیعہ نے اس طرح فرمایا ہے کہ خدا ہی کے واسطے ہیں شہر ابوبکر کے یعنی ابوبکر میں خداداد خوبیاں ہیں پس قسم ہے خدا کی کہ اُنہوں نے سیدھا کردیا ستون کو اور قائم کیا سنّت کو اور پس پشت ڈالا اُنہوں نے بدعت کو پاکدامن بےعیب گئے خوبی خلافت کی اُنکو نصیب ہوئی اور آگے چلدئے خلافت کے فسادوں سے اداکی اُنہوں نے خداوند کریم کی طاعت پرہیزگار رہے حق پرہیزگاری کا چلدئے اور مختلف رستوں میں حیران ہیں کہ نہ گمراہوں کو راہ ملتی ہے اور نہ ہدایت والوں کو ہدایت کا یقین ہے مولوی صاحب نے باتباع شاہ عبد العزیز دہلوی۔ بقولے نقل راچہ عقل تحفہ سے خطبۂ موصوف نقل کرکے پیش کیا اور یہ نہ سمجھا کہ شاہ صاحب نے خیانت فرماکر لفظ فلاں مندرجہ خطبہ کو ابوبکر سے بدلکر باقرارِ خود تحریف کی ہے چنانچہ تحفہ میں رقمطراز ہیں کہ سیّد رضی برائے حفظِ مذہبِ خود تصرفے کردہ لفظ ابوبکر را حذف نمودہ بجائے او لفظ فلاں آوردہ تا اہل سُنّت تمسک نتوانند نمود پس مولوی صاحب پر لازم تہا کہ شاہ صاحب کی تحریر کو معائنہ فرماکر اُنکی خود رفتاری وخیانت شعاری سے سر در گریبان ہوکر اصل کتاب مستطاب نہج البلاغہ کے موافق عبارت نقل فرماتے تو وہ خفّت سرِ جلسہ نہ اُٹھاتے

کر جسکو آگے بیان کیا جاتا ہے جسوقت کہ جناب مولوی محمد حسن صاحب قبلہ نے فلان کی جگہ ابو بکر دیکھا مولوی محمد قاسم صاحب سے تعجباً پوچھا کہ کیا۔ اصل کتاب نہج البلاغہ میں اسی طرح لکھا ہے اُنہوں نے جواب دیا کہ ہاں ایسے ہی ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ خطبہ مندرجہ نہج البلاغہ میں للہ بلاد فلان ہے آپ للہ بلاد ابو بکر کس طرح فرماتے ہیں مولوی محمد قاسم صاحب چونکہ تحفہ سے ایک پرچہ پر خطبہ نقل کرکے لائے تھے اور اصل نہج البلاغہ کو اُنہوں نے نہ دیکھا تھا۔ لہذا باعتبار تحریر شاہ صاحب نہایت تحتم و وثوق سے یہ دعویٰ کربیٹھے کہ ہماری تحریر اصل کتاب کے موافق ہے چونکہ مولوی صاحب کا آستین چڑھا کر ایسا بیان فرمانا بالکل خلاف واقع تھا لہذا جناب مولوی محمد حسن صاحب نے نہایت استقلال سے بکشادہ پیشانی حتماً و جزماً یہ وعدہ کیا کہ اگر متن نہج البلاغہ میں بجائے فلاں ابو بکر ہے۔ تو میں سُنّی ہو جاؤنگا۔ موقعہ مباحثہ پر نہج البلاغہ موجود نہ تھی مدعی صاحب سے کہا گیا کہ بمثل کتب ائمہ نہج البلاغہ ہی بہم پہنچا کر دکھائیے کہ فلاں ہے یا ابو بکر مگر ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ جس مطلب سے آپ خطبہ کو پیش کرنا چاہتے ہیں وہ حاصل نہو گا۔ کیونکہ اس سے کوئی تعریف پیدا نہیں ہوسکتی بلکہ سراسر مذمت ہے اُسوقت خطبہ کی بابت زیادہ گفتگو نہوئی اور جلسہ ختم ہو گیا۔ بعد دستیابی نہج البلاغہ متن خطبہ میں للہ بلاد فلان دیکھہ کر سائل صاحب اپنی جرأت بے محل سے ایسی ندامت کش و خجلت زدہ ہوئے کہ پھر کبھی بھولے سے بھی نام نہ لیا۔ افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے شاہ صاحب کی تحریر کو سچا باور کرکے برسر جلسہ اُس مباحثہ میں وہ خفت شدید اٹھائی کہ آجتک لوگ بنظر سخریہ و استہزا یہ ہی کہے جاتے ہیں کہ جناب

jabir.abbas@yahoo.com

مولوی صاحب روایت نعم الصدیق کشف الغمہ میں بحوالہ ابن جوزی درج
ہے یا کیا اور نہج البلاغہ میں لفظ فلاں ہے یا ابو بکر بیچارے مولوی صاحب
سوائے اسکے کہ دل ہی دل میں حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو
کوس لیں اور کچھ جواب دہ نہیں ہو سکتے بھلا شاہ صاحب کا تو یہ مذہب
تھا کہ جھوٹی کتابوں کا شیعہ کی طرف منسوب کرنا یا کہ بعض کتب شیعہ کی ایسی
عبارتیں جنسے اہل سنت کا صریحاً ضرر تھا کاٹ چھانٹ کر رد و بدل کر دینا
مطالب مفید شیعہ مندرجہ کتب سنیہ سے قطعاً انکار کر کے یہ لکھدینا کہ
ایں روایت در ہیچ کتابے از کتب اہل سنت موجود نیست واو بطریق
ضعیف مگر تعجب ہے کہ مولوی صاحب نے تو پہلی پہل دائرہ مناظرہ میں
قدم رکھا ہے ابتدا کلام میں ایسی فرد گذاشت برائے آئندہ بڑی قوت
پیدا کرے گی ہنوز دلی دور ہے فن مناظرہ معرکۃ الآرا شمار کیا گیا ہے
منزل مقصود تک پہنچنے میں ایک ایک قدم پر ہزاروں رستم و اسفندیار سے
صعب تر ہے جناب ممدوح کو لازم تھا کہ اجوبہ تحفہ کو ملاحظہ فرما کر فاعتبروا
یا اولی الابصار تنبیہ پذیر ہوتے کہ بجرم خیانت کلام و تحریفات عبارات وانکار
بدیہات شاہ صاحب نے متکلمین شیعہ کی زبان و قلم سے کیا کچھ انعام پایا
ہے اور تماشا دیکھئے خود نافضیحت و دیگراں را نصیحت جناب شاہ صاحب
عبارت نہج البلاغہ میں فلاں کا تبادلہ ابو بکر سے کر کے اپنے تصرف و خیانت
سے اغماض فرما کر بقول اُلٹا چور کوتوال کو ڈانڈے جناب سید رضی علیہ الرحمہ
پر الزام حذف و اسقاط لفظ ابو بکر قائم فرما کر حملہ آور ہوتے ہیں انپر حسب
داب مناظرہ لازم تھا کہ کسی کتاب شیعہ کا پتہ دیتے کہ فلاں کتاب فرقہ
حقہ امامیہ میں للہ بلاد ابو بکر لکھا ہوا تھا سید رضی نے بخیال حفظ صیانت

مذہب خود ہر دو مسلک خیانت ہو کر بجائے ابو بکر فلاں جما دیا ہے نہ
کسی کتاب کا نشان دیا نہ اور کوئی ثبوت قابل تسلیم پیش فرمایا محض اپنے
ذہنی خیالات سے سید بزرگ کو جن کی تعریف و توصیف میں ابن خلکان و
دیگر علمائے سنیان رطب اللسان ہوتے ہیں معاذ اللہ بجرم خیانت مجرم
قطعی قرار دیدیا قاعدہ کلیہ ہے کہ فرد قرار داد جرم اسوقت سنا کر صفائی
طلب کیجاتی ہے جبکہ پورے طور پر ملزم کی ذات ارتکاب جرم سے ملوث
ثابت ہو۔ اہل انصاف غور فرمائیں کہ جناب شاہ صاحب نے سید رضی
اعلی اللہ مقامہ پر سوائے اپنے اظہار کے کہ جس پر صد گونہ احتمالات خلاف
بیانی ناشی ہو سکتے ہیں اور کیا ثبوت پیش فرمایا البتہ جرم تصرف و خیانت
و حذف الفاظ و اسقاط عبارات اسکو کہتے ہیں جیسا کہ ہمارے علمائے اعلام
و فضلائے ذوی الاحترام نے اجوبہ تحفہ و منتہی الکلام میں شاہ صاحب و
مولوی حیدر علی صاحب کی ذات بابرکات پر عائد فرما کر انکے مقلدان
و مریدان کو ایسا مضمحل و پابہ گل کیا ہے کہ جس کی صفائی باوصف امتداد
مدت و انقراض زمانہ کثیر آجتک نہیں ہو سکی اور نہ قیامت تک ممکن ہے
اہل عقل جانتے ہیں کہ جن بیچارے مجرمان کی صفائی پیرو کاران نہیں دے سکتے
انکے معتقدات ناقابل الضمانت میں بزمانہ تحقیقات طول حوالات سے کیا
کیفیت ہوتی ہے ملزمان بجرم خلاف نویسی استقصاء الافحام و تشیید المطاعن
و عبقات الانوار وغیرہ کے سخت پہرہ میں مشت و لگد کھا رہے ہیں اور بیچارے
پیرو کاران و ہوا خواہان حوالات کے مستحکم۔ استوار حصار کو بہ نگاہ حسرت
معائنہ فرما کر اپنی کوتہ دستی و بیکسی سے سر بجیب تفکر ہیں کوئی صفائی نہیں
دے سکتے عام اہل اسلام آگاہ ہوں کہ جناب شاہ صاحب و حیدر علی صاحب

jabir.abbas@yahoo.com

وغیرہ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اونہوں نے ایسے چند اشخاص بے احتیاط
کی اعانت کی کہ جنہون نے ہنگام وفات اپنے بادشاہ وخداوند نعمت کے حکم
سے سرتابی کرکے اُسکو بیہودہ گو قرار دیکر رنج وغصہ دلایا دفعتاً تمام حقوق
نمک خواری کو فراموش کرکے ایسی کجروی اختیار کی کہ اپنے بادشاہِ لازم الاطاعت
کی نصیحت ووصیت آخری کو جسپر کل مملکت کا انتظام مربوط ومنوط تھا رد کردیا
اُسکو بیدفن وکفن چہوڑ کر بلا ادائے نماز جنازہ باستحقاق ناجائز بیعت و بانیکی فکر
میں پڑ گئے۔ جس ولیعہد کو بادشاہ کی حیات میں مسند نشینی پر مبارکباد دیچکے تھے
اُس کے مُلکِ خداداد میں مداخلت بیجا کرکے دستِ ظلم دراز کیا اپنے پیغمبر
کی بیٹی کو درحالیکہ وہ مرگِ پدری سے متالم ہوکر مبتلائے نوحہ وشیون تھی
دہمکایا۔ کہ تیرے گھر کو آگ لگا کر خاکِ سیاہ کردیں گے بادشاہ جو اپنی بیٹی اور نواسون
کے لئے اوقاتِ بسری کا بحکم خدا انتظام کر گیا تھا اُسکو بوجوہاتِ ناموجہہ توڑ ڈالا
ایسا پختہ انتظام کیا کہ اُس بادشاہ کے خاندان کا جہاز موجِ آفات وصدمات
سے تباہ وبرباد ہوکر تختہ تختہ ہوگیا دینی سلطنت میں دنیاوی رموز وحکمت کو خلل
دیکروہ وہ باریکیاں پیدا کیں کہ پہر بامن وآسائش اُس بادشاہ کی اولاد کو
سلطنت کرنا نصیب نہ ہوا۔ شاہ کے ذی عزت مصاحبوں کو جنکا گوشۂ خاطر
سلطانی خاندان کی طرف مائل تھا۔ ادنے ادنے غلاموں سے پٹوا کر خارج
از بلد کردیا۔ قانون کی متعدد کتابوں کو پھونکدیا شاہ کی پیاری بیٹی کے شکم
پر صدمۂ ضرب پُہنچا کر معصوم بچہ کو مار ڈالا اپنے خداوند نعمت کی بیٹی کو متواتر
ایسے صدمات جانگزا پہنچائے کہ جس سے اُسکو اس بات کی وصیت کرنیکی ضرورت
پڑی۔ کہ وہ آزار دہندہ اُسکے جنازہ پر نہ آئین وغیرہ وغیرہ پس ایسے اشخاص
کی ذات سے جرائم متذکرۂ بالا کا اُٹھانا بازیچۂ اطفال نہ تھا پیروکاران ہاتھ

چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ مکانوں کے دروازے بند کر لئے۔ چونکہ موالیان خلفاؔ و
شاہ صاحب وغیرہم باوصف مہلت ہائے کثیر اسوقت تک کوئی صفائی پیش
نہیں کر سکے لہذا بنظر اتمام حجت اشتہارات جاری کئے گئے۔ پچیس ہزار روپیہ
کی طمع دلای گئی کہ اسقدر روپیہ لیکر اپنے مرشدوں کے ذمہ سے الزام خیانت
و افترا اُٹھا کر خلفا کا باایمان ہونا ثابت کرو مگر سب سو گئے اور روپوشی اختیار
کی متواتر احکام جاری ہوتے ہیں سپاہیوں کو تاکیدی پروانے دئے جاتے ہیں
کہ پیروکاران کو اطلاع دو حوالاتی بند بلا کی حوالات سے کھلے جاتے ہیں اگر اب
بھی اُن کی صفائی میں کچھ پیش ہو سکتا ہے تو داخل کرو ورنہ مقدمہ تجویز کر دیا
جائیگا۔ کارپردازانِ دفاتر تحقیقات اعانت کنندگان و ہوا خواہان شاہ صاحب
و حیدر علی صاحب وغیرہ کے دروازوں کو تیغہ کیا ہوا دیکھ کر بند مکانوں کی دیوارون
پر اطلاعنامہ و اشتہارات چسپاں کر کے واپس چلے آتے ہیں پیروکاران کے محلوں میں
عجیب سیر و تماشہ ہو رہا ہے جس طرف نگاہ کرو۔ کہیں استقصاء لٹکی ہوئی نظر
آتی ہے کسی جگہ عبقات الانوار کہیں طعن الرماح ولدوزی کر رہی ہے اور کسی
دروازہ پر ضربتِ حیدریہ ذوالفقار کی چمک دکھا رہی ہے۔ خیر ما را چہ ازیں قصہ ؎
راحت ہے جسقدر یہ بلا میں پڑے رہیں * جلدی ہے کیا ابھی تو پڑے ہیں پڑے رہیں
دشمنانِ اہلبیت کی حمایت نے دنیا میں جناب شاہ صاحب وغیرہ کو یہ نتیجہ دکھایا کہ اُن
کے اقوال پر جو ایراد کیا گیا ہے اُسکا کوئی دفع کرنیوالا نہیں اور جبکہ بروز قیامت
آلِ احمدؐ داد خواہ ہونگی کہ خدایا یہ لوگ زبان و قلم سے ہمارے معاندین کے ممد و
معاون ہوئے تھے اُسوقت بارگاہ جبار و قہار سے سوختہ بر داروں کے نام
یہ حکم شدید تاکیداً نفاذ پذیر ہوگا کہ ایسے تمام تر علما و متکلمین کو جنہوں نے معاندین
و مبغضین خاندان نبوت کی زبان و قلم سے امداد کی ہے خوارج کے ساتھ پیش کیا جائے

jabir.abbas@yahoo.com

ناظرین اوراقِ ہٰذا و نیز ناظران اجوبۂ تحفہ و منتہی الکلام و آیاتِ بینات و ہدیۃ الشیعہ
وغیرہ پر مثل آفتاب نیمروز روشن و تاباں ہے کہ اہلِ سنت شاہ صاحب و حیدر علی
صاحب وغیرہم کی بابت اسوقت تک کسی قسم کی صفائی پیش نہیں کرسکے پس واضح
ہوگیا کہ ملزم کی ذات سے الزام اٹھانے میں قاصر رہنا بصد زبان اُسکے مجرم ہونیکا
اقرار کرنا ہے سیدھی بات ہے کہ اگر جناب شاہ صاحب وغیرہ متکلمانِ سُنیان نے
بر سرِ راستی ہوکر شیعہ کا مقابلہ کیا تھا تو بالضرور علمائے اہلِ سنت سے کوئی نہ کوئی
کمرِ ہمت چست باندھکر جواب الجواب لکھنے پر آمادگی ظاہر کرتا جناب مولوی خلیل احمد
صاحب ہدایات الرشید میں عدم جواب اجوبۂ تحفہ وغیرہ پر بایں الفاظ رقمطراز
ہیں کہ تحفہ کے جوابوں کا کیا جواب دیا جاوے وہ کتابیں یہ قابلیت ہی نہیں رکھتیں
کہ کوئی عالم اہلِ سنت تردید جواب اٹھا کر اپنا وقت گرانمایہ صرف کرے ہیں
اہلِ عقل سے بہزار ادب بلکہ بصد منت متمنی و ملتجی ہو کر مستفسر ہوں کہ خدارا
کام فرمائی کوچۂ انصاف ہو کر ارشاد فرمائیں کہ صاحب ہدایات الرشید کا یہ
عذر اُس لومڑی کے بیان سے کتنا ملتا ہوا ہے جس نے اپنی کوتاہ دستی
سے لہلہاتے ہوئے خوشۂ انگور چھوڑ کر گرسنہ پھرا لیا تھا کہتے ہیں کہ ایک لومڑی
تختۂ انگور میں پہنچی عمدہ عمدہ انگور دیکھ کر دل للچایا بہت کودی اچھلی مگر پہنچ
نہ سکی آخر خستہ ہو کر کہنے لگی۔ کہ کون وقت ضائع کرے۔ موئے انگور کھٹے ہیں
بلاتشبیہ یہی حالت جناب مولوی خلیل احمد صاحب کی ہے متکلمین اہلِ سنت
نے بہت کچھ کوشش کی کہ تحفہ و منتہی الکلام کے جوابوں کا رد لکھا جائے
مگر استغفر اللہ کیا امکان کہ ایک بات کا بھی جواب دیسکیں۔ اگر حضرات
اہلِ سنت سے ممکن ہوتا تو کبھی کوتاہی نہ کرتے مگر بیچارے بہوسے پر کہاں تک
الپانی لپسائی کریں ایسے گل حکمت میں سو بیٹھے ہو جاتے ہیں آخر تھک کر بیٹھ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

رہے۔ اور مثلِ رُوباہ مذکور عذرات لاطائل کرنے لگے اگر صاحب
ہدایات الرشید اپنے بیان میں سچّے تھے تو مطاعن شیخین سے کسی طعن کو
اُٹھاتے فدک پر جو دعوے ہبہ ہو کر حضرت امیرؑ و حسنینؑ کی گواہی پیشگاہِ خلیفہ
اوّل سے ناقص و ناقابل تسلیم تجویز ہوئی۔ اُسکی کوئی علّت صحیح بیان فرماتے
سیدہؑ کے گھر پر جو آگ اور لکڑیاں لیکر جناب عمر تشریف لے گئے تھے اُسکے
جواز میں دلیل قائم فرماتے حضرت شیخین پر جو بترکِ رفاقتِ اُسامہ تازیانہ
لگایا گیا اُسکا نشان مٹاتے تبلیغ سورۂ برات سے جو حضرت ابو بکر کی معزولی
عمل میں آئی اُسکے وجوہ دل نشیں ارشاد فرماتے خامہ و قرطاس کے مقدمہ
میں جو حضرت عمر کی روک ٹوک حسبِ تسلیم شاہ صاحب فعل شیطانی
سے تعبیر کی گئی اُسکی دُرستی فرماتے مالک بن نویرہ کے مقتول ہونے
پر جو حضرت خالد سیف اللہ سے ارتکاب زنا ہوا۔ کسی وجہ موجّہ سے جائز
فرماتے حدیث انا معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث کا تطابق قرآن
سے فرما کر خلیفہ صاحب کو سچا بناتے۔ ابنِ مسعود صحابیٔ جلیل القدر پر جو
در بابِ اخذ و گرفت قرآن مار دھاڑ ہوئی اُسکا سبب صحیح بیان فرماتے
ابوذر غفاری کے جلا وطن کرنے کا حال ظاہر کرتے شاہ صاحب نے جو حدیث
طیر و حدیث تشبیہ وغیرہ کے وجود کو کتب سُنیہ میں بایں الفاظ مفقود ظاہر
فرمایا ہے کہ ایں حدیث در ہیچ کتابے از کتب اہل سنت موجود نیست
واد بطریق ضعیف اُن کی حقیقت و اصلیت مجلدات عبقات الانوار میں
معاینہ فرما کر کوئی عذر واجب التسلیم پیش فرماتے صاحبِ عبقات نے
حدیثِ طیر و حدیثِ تشبیہ و حدیثِ منزلت و حدیثِ ولایت و حدیث نور و
حدیثِ غدیر وغیرہ کو بردّ توجیہات شاہ صاحب اس وضاحت سے ثابت کیا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

کہ ہر حدیث متذکرہ صدر کو متعدد علماء کے بیان سے مع توثیق راویان ظاہر کر کے شاہ صاحب کے کلام صدق نظام کا نقشہ دکھا دیا ہے۔ صاحب ہدایات الرشید پر واجب تہا کہ منجملہ امورات مذکورہ بالا کے کسی ایک ہی معاملہ کو صاف کر کے ارباب نظر کو دکھا دیتے کہ ہمنے شاہ صاحب کی ذات ستودہ صفات سے الزام کذب و غلط نویسی بایں عنوان اٹہا دیا کہ جسکا ابطال ممکن نہین حضرت نے غضب کیا ہے ایک ہی فقرہ میں عقب گزاری کر لی اور یہہ نہ سمجہے کہ شیعہ نے اِس مضبوطی سے پچہاڑا ہے کہ قیامت تک چہٹکارا ممکن نہیں۔ مؤلف ہدایات الرشید کے موافقین و مؤلفین سے پوچھتا ہوں کہ کیا انکا یہ عذر ایسا صحیح قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جس سے تحفہ کے جوابوں کا استرداد منجانب سُنّیہ غیر ضروری متصوّر رہو۔ ہم بریں بناء ایسی جملہ کتابوں کی بابت جو کہ کسی کے ردِّ مذہب میں لکہی گئی ہوں محض اتنی بات کہنے کی گنجائش مل سکتی ہے کہ کیا خاک جواب دیا جاوے وہ کتاب اِس پایہ و رتبہ کی نہیں ہے۔ کہ اُس کے مقابلہ میں قلم اٹہا کر عمرِ عزیز و گران بہا وقت کو فضول طور پر ضائع و برباد کیا جاوے میں تعجب کرتا ہوں کہ مؤلفِ موصوف نے میر فرزند علی صاحب کی کتاب کا جواب لکہہ کر کیوں حرج اوقات کیا فقط اتنا شہر فرما دیتے کہ اہل سُنّت گھبرائیں نہیں ہم ضرور جواب لکہتے مگر چونکہ مردِ شیعی کی تحریر بمصداق ع آنست جوابش کہ جوابش ندہی۔ ناقابلِ التفات ہے لہذا تضیع اوقات سمجہکر اغماض کیا گیا۔ جناب مولوی احتشام الدین صاحب مُرادآبادی مؤلف رسالہ نصیحۃ الشیعہ نے جو ہندوستان میں یہ دعویٰ کر کے کہ ہم اُن کتب شیعہ کا جو کہ بردِّ تحفہ و منتہی الکلام لکہے گئے ہیں جواب دینے والے ہیں اہل سُنّت کو اُمیدوار بودہ بدانند بنا کر اُن کے ارادوں کی کشتِ پژمردہ کو

jabirabbas@yahoo.com

آبیاری دوات و قلم سے بہت سی شاداب کیا ہے حسب تجویز صاحب آیات الرشید
بڑی ٹھوکر کھائی صاف لکھ دیتے کہ ہمارے مذہب کا ایک ادنیٰ آدمی تحفہ و
شتہیہ الکلام و آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ و ضربت حیدریہ وغیرہ کے جوابوں کا
رد قلم برداشتہ لکھ کر پھینک دیتا۔ مگر چونکہ وہ جواب ایسے ہیں کہ اُنکے مقابلہ میں
قلم اوٹھانا مطبع کا پتھر گھسانا ہے بنا برآں سکوت کیا گیا۔ مجھکو فقط اتنی بات
دکھانی منظور تھی کہ متکلمین شیعہ پر جو جرم کذب نویسی و غلط گوئی و حق
پوشی منجانب شیعہ وارد گیر ہوئی ہے اُسکا حضرات اہل سنت تاحال کچھ
تصفیہ نہیں کر سکے اور بجائے عاجز و درماندہ ہیں کہ خلاف عقل و نقل
و سیرت علما و داب علم کلام عدم جوابدہی کے اولویت و واقفیت ثابت
کرنے پر بدلائل پوچ دلچر آمادہ ہیں حاصل کلام بقول معروف المرء یقیس
علی نفسہ یعنی ہر آدمی اپنی حالت پر دوسرے کی عادت قیاس کرتا ہے سچے
کو تمام جہان سچا اور جھوٹے کو جھوٹا نظر آتا ہے خدام جناب شاہ صاحب نے
سید رضی اعلی اللہ مقامہ پر حسب عادت خود خطبہ بند بلاد فلاں مندرجہ نہج
البلاغہ میں بلا اقامت دلیل حذف و اسقاط ابوبکر کا الزام قائم فرما کر
اپنے مریدان و مقلدان کو بحدے شادان فرمایا کہ جسکا پایان نہیں۔ حقیر پہلے
عرض کر چکا ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے جو سید پاک سرشت پر ابوبکر کے
اُڑا دینے کا اعتراض وارد فرمایا ہے۔ اُنپر واجب تھا کہ حسب داب مناظرہ
کسی ایسی کتاب شیعہ سے جو کہ نہج البلاغہ سے مقدم ہوتی یہ بات ثابت فرما دیتے
کہ فلاں کتاب میں ابوبکر کا نام لکھا تھا سید رضی جامع خطبات نے اُسکو
اُڑا کر فلاں لکھ دیا تاکہ اہل سنت کو گنجائش تمسک و تشبث نہ رہے ایسا
دعوے بے سر دیا کہ جس سے تسلسل اسم جناب ابوبکر شاہ صاحب پایہ ثبوت

jabir.abbas@yahoo.com

کو نہیں پہنچا سکے کسی طرح قابل سماعت نہیں۔ سچ بولنا ہر انسان کی فطرت
میں داخل ہے۔ پس کبھی ممکن نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص بخلاف جبلت و فطرت
خواہ مخواہ جھوٹ بولے یا غلط لکھے البتہ جب کوئی غرض خاص نفس انسانی
پہ وارد ہوتی ہے تو وہ جھوٹ بولنے پر بہ مقتضائے اغراض بحکم طبیعت مجبور
ہو کر ارتکاب خلاف واقعہ کرتا ہے بعد سمجھ لینے اس کلیہ کے یہ بات قابل
غور ہے کہ اگر درحقیقت خطبہ میں زبان گوہر فشان حضرت امیر علیہ السلام
سے جناب ابوبکر کا نام جاری ہوا تو سید پاک تربت کو اظہار اسمیت میں
کون وجہ مانع ہوئی جس سے خلاف قاعدہ فطرت جھوٹ کہنے پر جسارت
ومبادرت کی بلا غور وخوض یہ نتیجہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر مضمون خطبہ محتوی
ومشتمل بہ تعریف ہے تو بے شبہ جامع خطبات نے بنظر حق پوشی حضرت ابوبکر
کا نام گم کر کے بنظر ابہام لفظ فلاں لکھدیا تاکہ حضرات اہل سنت کو شیعہ کے
گلوگیر ہونیکا موقعہ نہ ملے۔ مگر ساتھ ہی اسکے یہ خیال کرنے کی قوی گنجایش
ملتی ہے کہ ایسی صورت میں ممکن تہا کہ سید صاحب خطبہ کے ماسبق جملوں کو
بھی بایں توہم کہ ازمنہ آیندہ میں کوئی نازک فہم اس خطبہ کا مقصود علیہ
حضرت ابوبکر کو نہ سمجھ لیوے۔ قلم انداز فرما دیتے مگر چونکہ جناب سید نے
اسکو لکھا ہے۔ لہذا بظاہر یہی مفہوم ہوتا ہے۔ کہ اونکے نزدیک تمام تر الفاظ
خطبہ مذمت پر مشتمل ہیں بخیف خطبہ کے مطالب ہدیۂ ارباب نظر کر کے متدعی ہے
کہ بغور وتامل اوس کے مفہومات پہ استدراک فرما کر یہہ نتیجہ نکالیں کہ آیا اسکا
مطلب محتمل بہ تعریف ہے یا مذمت اگر بلا دخل توہم واحتمالات بہت سیدہے
طریقہ سے توصیف پیدا ہوتی ہے تو سید صاحب بلکہ تمام شیعہ ہرگز پاک
طینت کے تیر ملامت کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ اور بے شبہ خلیفہ صاحب ایسے ہی تھے

jabirabbas@yahoo.com

جیسا کہ حضرات اہل سُنّت انکو مانے ہوئے ہیں اور اگر مضمون خطبہ سے مذمّت در ترالت بلکہ شیطنت پیدا ہے تو نہ سید رضی علیہ الرحمہ پر الزام خیانت عائد ہوگا اور نہ حضرات اہلِ سُنّت کو ذرا لوٹے ندامت سے سر اوٹھانیکا موقعہ ملیگا۔ دیکھیئے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مؤلّف ہدیۃ الشیعہ نے خطبہ موصوف کے ترجمہ میں جو کہ آپ کو پہلے دکھایا گیا ہے کیسا دخل در معقولات کیا ہے بلِلّٰہ بلادِ فلاں کے یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ ابوبکر میں خداداد خوبیاں ہیں۔ حالانکہ عبارت سے یہ معنی کسی طرح پیدا نہیں ہوسکتے قلیل العیب کو بے عیب لکھا ہے ورنہ عربی دان بھی جان سکتا ہے کہ اُسکا یہ ترجمہ ہرگز نہیں ہوسکتا خوبی خلافت کی اُنکو نصیب ہوئی یہ بھی طبع زاد ہے اسکے متعلق کوئی عبارت نہیں آگے چلدئے خلافت کے فسادوں سے یہ بھی ایجادِ بندہ ہے متن خطبہ کا کوئی لفظ اسبات پر دلالت نہیں کرتا۔ واضح رائے اربابِ انصاف ہو کہ اس خطبہ کے چند جملے ہیں از انجملہ پہلے حصّہ میں حسنِ انتظام کی توصیف مفہوم ہوتی ہے اور ملکی انتظامات کی خوبی کا دینیات سے کچھ تعلق نہیں خطبہ مستدلہ کا انشا ہونا بعدِ زمانہ جنابِ عثمان بیان کیا گیا ہے کیونکہ صاحب ہدیۃ الشیعہ کا یہ لکھنا کہ حضرت امیرؑ اپنے زمانہ خلافت کے مفاسد پر نظر کرکے ابوبکر کے عہد حکومت کو یاد فرما کر بمقام تاسّف ایسا ایسا فرماتے تھے اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ فتنہ و فساد سے اسجگہ خروج بی بی عائشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر وغیرہ مراد ہے۔ پس ایسی حالتِ پُر آشوب میں کہ جابجا فساد کے جھگڑے ہوئے تھے اور یہانتک مادۂ جدال جوش زن ہوا تھا کہ عوراتِ پردہ نشین کو بھی ترنگ جنگ آگئی تھی اندرینصورت حضرت ابوبکر یا عمر کے زمانہ میں جو انتظام سلطنت رہا اور کسی نے اُسکے رعب جلالی

Presented by: Rana Jabir Abbas

یا دیگر موانع سے خلل اندازی نہ کی امن و آسایش سے تختِ خلافت پر دراز
یا ہو کر بید غدغہ جسکو چاہا قتل کیا لوٹا گھر جلایا دروازہ گرایا شہر بدر کیا اگر اُن
اوقات پُرشور میں حضرت امیر نے شیخین کی اُس حالت کو یاد کیا ہو تو ایسے منتظم کو
کیا ثواب اُخروی ملسکتا ہے اور نہ آجتک کوئی شیعہ اِسکا منکر ہوا کہ جناب عمر
و ابوبکر نے باتلاف حقوق مومنین اپنی ریاست کا عمدہ انتظام نہیں کیا اور اپنے
ہم مشربان و شرکا جلسہ و اربابِ مشورت کو پورا امن و امان بلکہ راحت
و آرام نہیں دیا وہ دو بزرگوار دین و دنیا کو ملاکر تمدنی طور پر مدبرانہ کاروائی
کرتے تھے نہ بالکل دیندار تھے اور نہ محض دنیا دار جیسا موقع دیکھتے تھے
اپنی سلطنت کے استحکام میں ویسا ہی عمل کرتے تھے۔ نماز۔ روزہ و حج و زکوٰۃ
و جہاد و کل شرائع اسلام کو بجالاتے تھے یتیم و بیوگان اُمت کے ساتھ سلوک
و مراعات فرماتے تھے۔ اگر بظاہر ایسا نہ کرتے تو لوگوں کے طبائع اُنسے
منحرف ہو کر منجر بہ بغاوت ہو جاتیں وہ سوائے خاندان نبوت یا اُسکے متوسلین
کے اور کسی کے دشمن نہ تھے اُنکا منشائے حقیقی یہ تھا کہ زندہ تا فرجام تک براحت
و آرام بسر کریں مگر خاندانِ رسالت ایسا تباہ و برباد ہو کہ نام و نشان تک
باقی نہ رہے اُنہوں نے اپنے ارادوں میں ہر طرح کامیابی حاصل کی حضرت
علیؑ نے بیعت سے انکار کیا گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر چڑھ گئے فدک کو ضبط
کر لیا خمس کو آلِ محمدؐ سے روک کر محتاجِ محض بنا دیا جنابِ سیدہؑ کے شکم
مبارک پر ضرب پہنچائی جس سے محسن معصوم شکم مادر میں شہید ہو گئے شریعت
میں بدعت کی تراویح کو جاری کیا حیّ علیٰ خیر العمل کو اذان سے ساقط
کر کے الصلوٰۃ خیر من النوم کو داخل کیا متعہ کو حرام کر کے اہل اسلام
کو زناکاری کا عادی بنا دیا موالیانِ اہلبیتؑ سے مالک بن نویرہ کو

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

بہ جرمِ محبتِ مرتضوی حیلہ ردت پیدا کرکے قتل کرڈالا خالد بن ولید نے اُسی شب اُس مومنِ مرحوم کی زوجہ سے مقاربت کی مگر خلیفہ اوّل نے باوصفِ اعتراض وتنبیہ جنابِ عمر اُس مقدمہ کو نقشہ حرف (ب) میں داخل کرکے خارج کردیا عمار یاسرؓ کو اتنا مارا کہ بیہوش ہوگئے حالانکہ بیچارے نے کوئی قصور نہ کیا تھا اصحابِ رسول نے مجتمع ہوکر درباب معائبِ عثمانی ایک یادداشت مرتب کرکے بغرض انتباہِ ثالث بالتحریر بسبیل سفارت اُنکے حوالہ کی تھی حضرت عمار یاسرؓ نے دربار میں پہنچکر وہ تحریر پیش کی تھی کہ غلامانِ جنابِ عثمان نے مصاحبِ رسول پر کفش کاری و لکدزنی کرکے پابدستے دگرے دست بدستِ دگرے۔ پارہ پتھر باہر کردیا۔ ابوذر غفاری کو کلمہ حق کہنے سے بعد عذاب وعقوبت ننگے اونٹ پر بٹھا کردنکو مدینہ سے نکالدیا چونکہ حضرت امیرؑ کی خلافت کا زمانہ بوجہ بغاوت بی بی عائشہ صدیقہ وغیرہ غایت درجہ پرشور تھا اور عرب میں گویا شتر گربہ کا سا حال ہورہا تھا۔ لہذا حضرت امیر علیہ السلام نے اگر اُس زمانہ شیخین کی جوکہ خواص کے لئے پُرامن وامان تھا تعریف کی ہو تو کیا بیجا ہے اور انتظام کرنیوالے کو اُس سے کیا شرافت دینی مل سکتی ہے قرآن پاک میں نصاریٰ کی تعریف اِس سے بھی کچھ بڑھکر موجود ہے آیۂ مبارکہ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ملاحظہ طلب ہے جسمیں اُنکی عبادت و دانائی و فروتنی کی تعریف کی گئی ہے نوشیروان عادل کی عدالت کا کہ بالاترین اوصاف حمیدہ خصائل پسندیدہ ہے خود آنحضرت نے اعتراف فرماکر اسکے زمانہ حکومت میں اپنی ولادت پر فخر ومباہات فرمایا ہے قول سعدی شاہد ہے ؎ سزد گر بدورش

jabir.abbas@yahoo.com

بنازم عیناں پر کہ سید بدو بدان نوشیرواں پر پس ثابت و محقق ہوا کہ عدل کی انتظام ریاست کی تعریف ایمان کو کوئی تقویت نہیں دے سکتی اور نہ حلت خلافت کی دلیل ہو سکتی ہے۔ بسا سلاطین کفار و فجار ایسے گزرے ہیں کہ باعتبار ریاست مدنی و تدابیر جہانبانی بمدح و ستائش یاد کئے جاتے ہیں شیخین کے زمانہ میں جو ترقی مملکت ہوئی اس سے علویت اسلام نمایاں ہوتی ہے نہ کہ انکی صحت خلافت اس لئے کہ بخاری شریف میں حدیث صحیح موجود ہے کہ ان اللہ یوئد ھذا الدین بالرجل الفاجر یعنی تحقیق کہ خدا اس دین کی امداد کریگا۔ بذریعہ اشخاص بدکردار و ناہنجار تمام اہل سنت کو اس بات پر ناز ہے کہ حضرات خلفاء کے زمانہ میں جو فتوحات ہوئیں وہ کسی کو نصیب نہیں ہوئیں پس باعتبار ترقیات و توسیعات ممالک و حصول فتوح انکو خلیفہ جائز سمجھکر ابرار تصور کرنا بخاری شریف کو صحاح سے خارج کرنا ہے۔ سوائے ازیں خطبہ میں جسکو حضرات اہل سنت محمول بہ توصیف فرماکر شادی کناں ہیں شخص موصوف قلیل العیب ظاہر کیا گیا ہے۔ بھلا کوئی عاقل اس جملہ کی بمدحت تعریف کرسکتا ہے یہ تو صاف بات ہے محاربان نفس رسول اعنی بی بی عائشہ و طلحہ و زبیر و حضرت معاویہ وغیرہم سے جو عیوب ظاہر ہوئے انکے مقابلہ میں وہ شخص جس سے خطبہ متعلق ہے بظاہر کم عیب رکھتا تھا پس اولی الامر کے لئے جس کی اطاعت قرآن پاک میں بذیل فرمانبرداری خدا و رسول معدود ہوتی ہے۔ قلیل العیب ہونا کوئی صفت نہیں بلکہ سخت عیب اور مہذب طریقہ کی مذمت ہے۔ افسوس ہے ان مسلمانوں پر کہ معیوب و جائز الخطا کو اپنا پیشوا گردانکر انہیں کی اطاعت و فرمانبرداری پر نجات اخروی کو وابستہ سمجھیں بقول مشہور ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند

Presented by: Rana Jabir Abbas

فاسق کا نتیجہ سوائے فسق و فجور اور کیا ہو سکتا ہے اسی جہت سے کسی شاعر نے کہا ہے ؎ سنی کہ روزِ حشر شفیعش عمر بود ٭ کو رد گر عصاکش کو ردگر بود ٭ چونکہ بحکم قرآن و حدیثِ متفق علیہ کل خلایق بروزِ قیامت اپنے اپنے امام یعنی سردار گروہ کے نام سے پکاری جائیگی. لہذا جس گروہ کے امام کاذب و غادر و خائن و آثم و ظالم و فاجر ہوں گے وہ انکا گوشۂ دامن سنبھالے ہونگے اور جس گروہ کے امام امیر المومنینؑ امام المتقین سید الوصیین و یعسوب الدین و قائد الغر المحجلین و قاتل المشرکین و حارب ناکثین و مارقین و قاسطین ہوں گے وہ زیر لواء الحمد ہو کر بقول سعدی شیرازی ع من و دست و دامانِ آلِ رسول ٭ ذریتِ طاہرہ کا دامنِ رحمت دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑے ہوئے ہونگے۔ ایک فقرہ یہ ہے کہ سیدھا کیا کجی کو اور اصلاح کیا ستون دین کو اور قائم کیا سنت کو۔ البتہ جہلا کے لئے یہ فقرات بظاہر کچھ دلچسپ معلوم ہوتے ہیں مگر وہی مثل ہے کہ مدعی سست گواہ چست خلیفہ ابو بکر صاحب اپنی زبان گوہر فشاں سے سرِ دربار رعایا کے سامنے یہ الفاظ ارشاد فرمائیں کہ ان لی شیطانا یعترینی فان استقمت فاعینونی وان زغت فقوّمونی یعنی مجھ پر شیطان مسلط ہے پس اگر تم لوگ مجھکو کجی پر دیکھو تو تنبیہہ کرو اور اگر راستی پر دیکھو تو میرے معین ہو شاہ صاحب چونکہ فرزانہ کاری و عاقبت اندیشی سے واقعات و بدیہات کے انکار کرنے میں آندھی ہیں۔ لہذا شیعہ کے اس اعتراض پر۔ کہ خلیفہ صاحب اپنی کجی کے خود مقر ہوتے ہیں ایسے گھبرائے کہ قطعی انکار کر بیٹھے چنانچہ بجواب طعن ہشتم ارشاد فرماتے ہیں کہ این روایت در کتب معتبرہ اہلِ سنت صحیح نشدہ پس اگر حضرات اہل سنت کے کتب معتبرہ سے روایت مذکور الصدر برآمد کر کے دکھا دی گئی تو پھر غالباً کسی مرد با انصاف

jabir.abbas@yahoo.com

کو شاہ صاحب کے جھوٹے اور خلیفہ جی کے مائل بہ کجی ہونے میں کلام نہ رہے گا
کتاب ابن تیمیہ جواب منہاج الکرامۃ و کنز العمال و ریاض النضرہ و تاریخ طبری
و تاریخ الخلفاء و صواعق محرقہ ابن حجر مکی وغیرہ میں جناب خلیفہ صاحب کا ارشاد
بالا درج ہے شاہ صاحب نے بنظر دور اندیشی خلیفہ کے بیان صدق نظام
کو ظاہر و باطن مبطل خلافت سمجھ کر روایت مذکورہ کے وجود کا کتب سنیہ میں
انکار کیا تھا مگر قدرت خدا لائق تماشا ہے کہ اسی روایت پر ابن تیمیہ سرخیل
متکلمین سنیہ و حسن بصری پیشوائے صوفیہ نے نہایت ناز کر کے فضائل ابوبکر
میں ایک گوشہ نکالا ہے۔ چنانچہ عبارت کنز العمال ہدیۂ ارباب بصیرت
کیجاتی ہے عن الحسن ان ابا بکر الصدیق خطب فقال اما واللہ ما انا بخیرکم
ولقد کنت لمقامی ہذا کارہا ولوددت ان فیکم من یکفینی افتظنون انی
اعمل لسنۃ رسول اللہ اذا لا اقوم بہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
یعصم بالوحی وکان معہ ملک وان لی شیطانا یعترینی فاذا غضبت فاجتنبونی
لا اوثر فی اشعارکم وابشارکم الا فراعونی وان استقمت فاعینونی
وان زغت فقومونی قال الحسن خطبۃ واللہ ما خطب بہا بعدہ
ملاحظہ ہو کہ حسن بصری نے کل مضمون مثل شیعہ روایت کر کے آخر میں بڑی
مدح و ستائش جناب ابوبکر بیان فرمائی ہے اور وہ تمام تر معاملہ جس کی کتب
اہل سنت میں موجود ہونے سے خوف زدہ ہو کر شاہ صاحب نے انکار
کیا تھا بیان فرما کر حسن ظن سے محمول بہ ہضم نفس و فروتنی کر کے قوت طبیعت
سے ایک قرینہ توصیف نکالا ہے ہر چند کہ عجز و انکسار ہر فرد بشر اور خصوصاً
ذی رتبہ و صاحب وجاہت کے لئے اعلیٰ درجہ کی صفات میں شمار کیا گیا
ہے۔ مگر ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد کسی کمال یا جاہ و جلال سے

jabir.abbas@yahoo.com

گردن افراشتہ ہو کر دعویٰ فردیت کرنا البتہ یہ مذموم ہے کیوں ناظرین آپ نے سُنا ہے کہ سوائے جناب ابوبکر کسی امام یا مرشد و ہادی خلائق نے سر ممبر مریدوں کے سامنے اپنی ذات کو تابع شیطان و خلائق کا گمراہ کرنیوالا بیان کیا ہو۔ سچ بات یہ ہے کہ ابوبکر صاحب علوم دینیہ میں پاس یافتہ نہ تھے کہ جس سے حسب منشأ خدا و رسول مہمات شرعیہ کو انجام دے سکتے یہ غلوی حق ہے کہ اُن کی زبان سے بمقام اعتراف خود بخود یہ کلمہ بیساختہ جاری ہو کر دستاویز شیعیان و ندامت دہ سُنیان ہو گیا۔ بھلا جو شخص کہ باوصف صدیق ہونیکے بلا اکراہ و اجبار اپنے اوپر تسلط شیطان کا اقرار سر دربار کرے اُسکو بحکم اقرار العقلا علی نفسہم مقبول کیوں نہ سمجھا جاوے اور جبکہ بقول حسن بصری مذکورۂ بالا مندرجۂ کنز العمال خطبہ واللہ ما خطب بہا بعدہ یہ کلمہ ایسا وقار رکہتا تہا کہ بعد ابوبکر کسی فرد بشر نے ایسا خطبہ نہیں پڑھا تو شاہ صاحب نے کتب اہل سُنت میں اُسکے موجود ہونے سے انکار کرکے اپنا اسم سامی و نام گرامی باین تبحر و ہمہ دانی افراد دروغ گویان و کذب نویسان میں کیوں درج کرایا معلوم ہوتا ہے کہ بندگان شاہ صاحب نے اُسکو صریحاً و بدیہاً قادح بنیاد خلافت سمجھ کر راہ انکار کہ اس سے سہل تر دوسرا طریقہ ممکن نہیں اختیار فرمائی کاش اُنکے ذہن عالی میں حسب مقولہ حسن بصری یہ خطبہ داخل کسر نفسی ہوتا تو زمین و آسمان ایک کرکے وہ وہ پہلو نکالتے کہ حضرات اہل سُنت فرط مسرت سے وجد کرکے نمونہ مشائخ صوفیہ بنجاتے مگر خیر گذری کہ حضرت کے فہم رسا و فکر عالی نے اس طرف توجہ نہ کی الحاصل ایسا آدمی مذہب کی خرابیوں کو کیا درست کر سکتا ہے جو کہ اپنی جہالت کا خود مقر ہو اور دین میں وہ کیا خرابی واقع ہو گئی تہی جسکو جناب ابوبکر نے بزور تدابیر صائبہ درست کیا۔ روز نزول آیہ

الیوم اکملت لکم دینکم سے دین نبوی کامل ہوچکا تہا پہر نفس اسلام میں بفضلہ کوئی نقصان عائد نہیں ہوا اور نہ انشاءاللہ تا قیامت ہوگا پہر حضرت ابوبکر مصلح دین نبوی کیونکر سمجھے جا سکتے ہیں اور اگر حضراتِ اہل سُنّت کو یہی اصرار ہوگا کہ نہیں خلیفہ اول سے ضرور تہذیب و درستگی اسلام عمل میں آئی تب اُنکو چار و ناچار اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ آنحضرت کوئی نقص چہوڑ گئے تہے جسکو خلیفہ صاحب نے صاف کیا ہم سے سنیئے وہ اور ہی خرابی آگئی تہی جسکی اصلاح کا خطبۂ نہج البلاغہ میں اشارہ ہے بے شبہ اُس کجی کو خلیفہ اول اور اُنکے نفس ناطقہ حضرت دوم سلمہ نے بایں خوبی و اسلوبی درست کیا۔ کہ جماعت اہل اسلام میں سوائے اُن دو بزرگواروں کے ممکن نہ تہا کہ کوئی اور صاف کر سکتا باتفاقِ محدثین و اربابِ سیر جنابِ امیر علیہ السلام خواستگار خلافت رہے مگر حضرت ابوبکر اور اُنکے ممبرانِ کونسل نے نہ مانا۔ کاش علی المرتضیٰ خلیفہ ہوتے تو حسبِ عقیدۂ اہلِ سُنّت دینِ نبوی میں رخنۂ عظیم پڑکر مسلمانی مستحیل بہ بے ایمانی ہوجاتی اُس خرابی کو حضراتِ خلفا نے غایت ہوشیاری و فرزانہ کاری سے بہ تہدید خانہ سوزی و مواعید شدیدہ دفع کر دیا اگر وہ حضرات آلِ محمد پر ایسی سختی و بیرحمی نہ کرتے تو بیشک ریاست جسکی بنیاد سقیفہ بنی ساعدہ میں قائم ہوئی تہی برباد ہوجاتی فقراتِ مذکورۂ بالا کسیقدر تفصیل طلب تہے اور مضمونِ مابعد ایسا صاف بیان کیا گیا ہے کہ جس کو محمول بہ مدح کرنا کار سفہا و جہلا ہے از انجملہ ایک فقرہ یہ ہے کہ خلف البدعۃ جسکے یہ معنی ہیں کہ پیچھے چہوڑ گیا بدعتوں کو گویا بجائے باقیاتُ الصالحات خلیفہ صاحب نے بدعتوں کو یادگار چہوڑا کہ جنکا سلسلہ قیامت تک ختم نہ ہوگا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے ہدیۃ الشیعہ میں خلف البدعۃ کے یہ معنی لکہی ہیں کہ پس پشت ڈالگیا بدعتوں کو اس ترجمہ کی شان سے

jabir.abbas@yahoo.com

ثابت ہوتا ہے کہ بعد حضرت ابوبکر چونکہ خلافت جناب عمر ہوئی وہ حسب ارشاد
جناب امیر سراسر مملو از بدعتہائے کثیرہ تھی۔ کیونکہ جب خلیفہ اول نے پشتارۂ
بدعات کو اپنی کمر سے پھینک کر پس پشت ڈالا تو اوسکے پشتیبان یعنی حضرات
عمر نے اُن بدعتوں کو گری پڑی چیز سمجھ کر اُٹھا لیا۔ پس بدعت کا چھوڑنیوالا
اور چھوڑی ہوئی چیز کا سنبھالنے والا ہردو فاسق ہوگئے اور خلافتِ فساق کسی
طرح قابلِ جواز نہیں وصل و ترکہم فی طریق متشعبۃ لا تہتدی فیہا الضال ولا یستیقن المہتدی
اسکا ترجمہ مولوی محمد قاسم صاحب موصوف نے ہدیۃ الشیعہ میں نہایت بچائی
کرکے غایت دیانت و امانت سے یہ کیا ہے۔ چلدیئے اور لوگ مختلف رستوں
میں حیران ہیں۔ کہ نہ گمراہوں کو راہ ملتی ہے اور نہ ہدایت والوں کو اپنی ہدایت
کا یقین ہے۔ مولوی صاحب نے اس قرینہ کے ترجمہ سے یہ مطلب نکالنا چاہا
تھا کہ وفات ابوبکر سے اسلام پر ایسا صدمہ پڑا کہ مسلمان متحیر ہو کر رہ گمرائے بادیۂ
غوایت ہوگئے۔ تعجب ہے کہ رحلتِ نبی صلعم باعثِ توحش و تحیر اہل اسلام نہوئی
اور حضرتِ صدیق کی وفات ایسی برہم زنِ اسلام ہوئی کہ نہ گمراہوں کو راہ
راست ملی اور نہ ہدایت والوں کو اپنی صحتِ ایمان پر یقین رہا۔ وفات کیا تھی
گویا آندھی تھی کہ سب سہم و برہم ہوگئے۔ شاہ صاحب نے فقرۂ مذکور کا جو ترجمہ
کیا ہے اسکو بھی سن لیجئے اور پھر دیکھئے کہ مولوی نانوتوی کس حد تک راہ پیمائے
دیانت ہوئے ہیں۔ کوچ کردہ و واگذاشت مردم را در راہ ہائے شاخ در شاخ
نہ ہدایت میابد دریں جا گمراہ و نہ یقین میابد راہ یاب۔ اس عبارت کو اردو
میں اسطرح کہا جائیگا کہ چھوڑ گیا یا ڈال گیا خلقت کو ایسے ٹیڑھے راستوں پر کہ
راہِ حق کا پتہ و سراغ نہیں چلتا سبحان اللہ کیا بابرکت زمانہ تھا کہ عموماً اہل اسلام
ڈانواں ڈول ہو کر حیران و سرگرداں کوچہ بیخبری سے تھے۔ فقرۂ واگذاشت مردم را در راہ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہائے شاخ در شاخ۔ خود کہہ رہا ہے کہ حضرت ابوبکر نے خلافت کر کے مسلمانوں
کو ایسے پُر پیچ راہ پر چھوڑا کہ اپنے دین و ایمان سے دست کش ہو کر مذبذب
ہو گئے خیر گمراہوں کا تغیر ہوتا تو بجائے خود ٹھیک ہے یہاں تو یہ بہتر پڑے
کہ خلافت آپ نے اپنے دورانِ خلافت میں تخمِ نفاق و اختلاف کی بجائے تخم
ریزی کی کہ اہلِ ایمان بھی جادۂ ہدایت و استقامت پر قائم نہ رہے واہ کیا خوب
خلافت کی اور حضرت عمر نے کیسے اچھے زمانہ میں چارج لیا اے اہلِ انصاف
تمکو اسی کی قسم دیتا ہوں جسکو تم سچا خدا ماننے والے ہوتے ہو یہ خطبہ باوصف
اپنے فقرات موحش یہ قابلیت رکھتا ہے کہ اہلِ سنت اسکو مقابلہ شیعہ پیش
کرکے انکو مجبور کریں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے خلیفہ جیو کی درحقیقت تعریف
فرمائی ہے تم ہی بدل اُنکے مداح و مؤلف یہ تو سوچا شاید کہ اس قسم کی تعریف
سے ہجو اصلاً گریز ہو۔ ہمارا تو یہ عین مذہب ہے کہ خلفائے ثلاثہ نے اپنے دوران
حکومت میں وہ وہ کارروائیاں شروع کیں کہ اسلامی طاقت منقسم و منتشر
ہو کر دیگر وفاق سے نفاق پر پہنچکر مسلمانوں کے لیے یہ مرتبہ مضرت رساں ہوا
کہ عموماً تاریکی نے گھیر لیا اگر یہ لوگ تخمِ نفاق نہ بوتے تو آج اہلِ اسلام کی یہ
حالت کیوں ہوتی کہ ایک کا ایک دشمن نظر آتا ہے اس خطبہ کے الفاظ اگر ہماری
نگاہ یا نظرِ انصاف سے دیکھے جائیں تو بلاشبہ اسکا مقصود علیہ یہی ہے درجہ بدرجہ ایمان
بلکہ ہم پلہ شیطان گردانا گیا ہے۔ کیونکہ یہ کام شیطان نافرجام ہی کا ہے کہ خلائق کی طبائع
میں ایسے وساوس و توہمات پیدا کرے کہ مشکوک و مذبذب ہو کر صراط مستقیم
سے روگرداں ہو جائیں۔ بحمد اللہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ سید رضی علیہ الرحمۃ نے نام کا
مرقعہ للہ بلادِ فلان نہیں لکھا بلکہ ثانیاً انکو یہی الفاظ پہنچے تھے اگر ابوبکر کا نام انکو ملتا تو
کیوں چھپاتے بلکہ انکو فضیحت کرنیکی غرض سے بقلم جلی لکھتے کیونکہ یہ خطبہ بنظر تفضیح درج نہج البلاغہ

jabir.abbas@yahoo.com

ہوا ہے نہ کہ بمراد تعریف و توصیف معلوم ہوتا ہے کہ سید پاک تربت کو بعد ختم تحریر
خطبہ ثابت ہوا کہ مراد اسجگہ عمر سے ہے چنانچہ اُنہوں نے اُنکا نام نہج البلاغہ میں
لکھدیا۔ ابن ابی الحدید معتزلی نے جو کہ مثل اہل سُنّت معتقدِ صحتِ خلافت خلفائے ثلاثہ
ہے۔ شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ میں نے سید صاحب موصوف کے ہاتھ کا لکھا
ہوا نسخہ نہج البلاغہ دیکھا ہے جسمیں فلان کے نیچے عمر کا نام لکھا تہا یہ قول دیکھہ کر بڑی
حیرت ہوتی ہے کہ سید رضی کو ابو بکر سے کیا عداوت تہی کہ اس بیچارے کا نام
کاٹکر عمر کا اسم گرامی لکھدیا باتفاقِ شیعہ و سُنّی جسقدر ظلم و جبر اہلبیت نبوی پہ
ہوا یا کہ ارشادِ ہدایت بنیادِ آنحضرت صلعم پر الزامِ ہذیان لگا کر نفاذ پذیر ہونے نہ
دیا۔ یہ سب حضرت عمر کی رائے معدلت پیرائے کا نتیجہ تہا پس ایسے موسس اساس
ظلم و جور کا نام حسبِ تسلیم ابن ابی الحدید توضیحاً و تصریحاً زیرِ فلان لکھنا ساقط کنندہ
الزامِ سرقہ مصرحہ تحفہ وغیرہ ہا ہے اندرین صورت عقل کبہی تجویز نہیں ہو سکتی کہ
بخیالِ کتمانِ فضائلِ ابو بکر جنابِ سید نے حضرت عمر کا نام لکہا ہو۔ کیونکہ ہرن کا
بہائی چکارا جیسے ابو بکر ویسے ہی عمر بلکہ حضرت عمر میں اتنی فضیلت بمقابلہ جناب
ابو بکر زیادہ ہے کہ وہ حسب مرویاتِ شیعہ فرعونِ آل محمدؐ و ظالم اوّل مانے گئے
ہیں غور تو کیجئے کہ یہی سید صاحب خطبہ شقشقیہ کو جو کہ حسبِ تسلیم صاحبِ قاموس
و دراسات اللبیب و سبط ابن جوزی و ابن اثیر وغیرہ حضرت امیر کا کلام
ہدایت نظام ہے درنہج البلاغۃ فرما کر حضرت ابو بکر کا بحق آل نبی و خود جناب
مرتضوی ظالم و جابر ہونا ظاہر کریں اور پہر اس قسم کا مضمون بہی لکہیں کہ جس
توصیف ابو بکر یا جناب عمر پیدا ہوتی ہو ایسا الزام تناقض کلامی وہ اپنی ذات
کے لئے کیوں پسند فرماتے جسکو ادنے عقل والا بہی گوارا کرنے میں سخت
مضائقہ کرتا ہے۔ پس بوجوہ کماینبغی ثابت و محقق ہو گیا کہ سید جنت آرامگاہ

jabirabbas@yahoo.com

نے حضرت ابوبکر کے نام کا سرقہ نہیں کیا بلکہ مضامین و مطالب خطبہ کو توہین و مذمت پر مشتمل سمجھ کر بنظر تذلیل و تحقیر حضرت عمر درج کتاب کیا ہے تاکہ مسلمانوں پر ظاہر ہو جاوے کہ باوصف عمدیت انتظام سلطنت و ریاست حضرت امیر انکو بدتر از زندقہ و مجوس جانتے تھے یہ ہی سمجھ لینا چاہئے کہ جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے سنی و شیعہ دو نو گروہ کے راویوں سے خطبہ جمع کر کے نہج البلاغہ کو ترتیب دیا ہے چونکہ ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغہ نے بروستے اظہار حلفی سید صاحب کے دستی لکھے ہوئے نسخہ میں حضرت عمر کے نام گرامی کا موجود ہونا ظاہر کیا ہے لہذا میں اس بیان کی تائید میں کتاب الموافقت سے ایک خطبہ بشان عمر نقل کر کے ارباب نظر کو دکھائے دیتا ہوں کہ جیسے فقرات و الفاظ خطبہ مستدلہ مولوی محمد قاسم کے ہیں اسی کے قریب قریب بلکہ بہت ملتے ہوئے کتاب مذکور میں بحق حضرت عمر درج ہیں۔ ابن سمان نے زفر بن حکیم سے روایت کی ہے کہ جب جناب دوم اپنے مقر اصلی کو سدھارے تو ہم لوگ حضرت علی کے پاس گئے بعد ذکر و اذکار خلیفہ صاحب کی سوانحعمری کا ذکر آیا۔ اسوقت حضرت امیر نے متالم اور متاسف ہو کر فرمایا۔ للہ در باکیۃ عمر یا عمراہ قوم الاود وداوی العمد مات نقی الثوب قلیل العیب وا عمراہ ذهب بالسنة واتقی الفتنة واصاب الله ابن خطاب خيرها ونجى عن شرها ولقد نظر الله صاحبه فصار على الطريقة ما استقامت ثم قال فقال رحل المركب فتشعبهم الطريق لا تهتدى الضال ولا يستيقن المهتدى سبحان اللہ حضرت مرتضوی کی زبان گوہر فشاں سے ہر دو خلفائے نامدار کو ایک ہی قسم کا خطاب قلیل العیب و بدرراہ کنندہ فتنہ تقا عنایت ہوا۔ حضرت عمر نے بھی دنیا کو ترک کر کے مسلمانوں کو ایسی ہی حالت میں چھوڑا کہ نہ گمراہوں کو راہ حق ملی اور نہ اہل یقین کو ملنے سچے مسلمان و باایمان

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہونے کا منظنہ رہا کتاب المواففت کی عبارت نے عجب گل کھلایا تینوں قتوں کو یکسر باطل کر دیا۔ کیونکہ اگر حسب مزعوم اہل سنت خطبۂ موصوف کا تعلق حضرت ابوبکر سے ہے تو انہوں نے خلافت کو بہ وصیت منتقل فرما کر انبار بدعات حضرت عمر کی گردن پر رکھا اور گمراہوں کو راہِ حق کا نہ ملنا اور لوگوں کا مختلف راہوں میں سرگرداں ہونا اور صاحبانِ یقین کا اپنی صحتِ ملت پر وثوق کلی ہونا یہ سب بعد فات حق میں لازم آئیگا اور اگر حسب روایت کتاب المواففت پیشگاہ جناب مرتضوی سے حضرت عمر بھی اسی طرح کے خلعت فاخرہ سے مخلع ہو چکے ہیں جو کہ حسب تسلیم اکابر اہل سنت حضرت ابوبکر کو عطا ہو چکا ہے تو اُنکے بعد چونکہ خلافت عثمان ہوئی۔ یہ تمام امور مذمت مندرجہ خطبہ کا وقوع اُنکے وقت میں لازم آئیگا۔ پس بوجوہ بالا یہ بات کماینبغی ثابت و محقق ہو گئی کہ نہ جناب سید رضی نے ابوبکر کے نام سے تعبیر کیا اور نہ خطبہ سے سوائے مذمت کوئی مدحت پیدا ہے بحمد اللہ کہ خطبہ کے تمام متعلقات سے فراغت پائی۔ علاوہ تمام امورات مذکرۂ صدر کے ہم اہل انصاف کی رائے پر محمول کرتے ہیں کہ اُن تمام معاملات یعنی غصب خلافت و ضبط فدک و محرومی خمس و آتش زنی بخانۂ نبوت و سقط محسن وغیرہ وغیرہ مندرجہ تحفہ و منتہی الکلام اور اوسکے جوابوں کو میزانِ عدل کے ایک پلہ میں رکھیں اور یہ چند الفاظِ خطبہ مختل النظام کہ جس سے بجائے تعریف ذہنی مذمت انتہی صریحاً و بدیہاً پیدا ہے دوسرے پلہ میں پھر دیکھیں کہ سنگین و وزین کونسا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمونِ خطِ ابتدائی جو کہ منجانب مؤلف فاضل سُنّی کی خدمت میں مرسل ہوا

بجنابِ مستطاب مولوی محمد قاسم صاحب زاد عنایتہٗ۔ پس از سلام مسنون الاسلام مدعا طراز ہے عرصہ دو سال کا ہوا کہ آپ نے دو سوال بمقام کلیشیرہ بخدمت مولوی سید بہادر علی شاہ صاحب پنجابی پیش کئے تھے ایک کشف الغمہ دوسرا نہج البلاغہ سے سوالِ کشف الغمہ یہ تھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے بجواب ایک سائل کے بجواز حلیۂ سیف خلیفۂ اوّل کو صدیق بیان کیا ہے۔ اسکا جواب منجانب مولوی محمد حسن صاحب لکھنوی یہ ہوا تھا۔ کہ کتاب مذکور دراصل شیعہ کی ہے مگر راوی سبط ابن الجوزی سنی المذہب ہے اُس کی روایت اہل تشیع کے ساکت کرنے کو کافی نہیں چنانچہ آپ کی جانب سے بعد ملاحظۂ کتاب مذکورہ کوئی رد پیش نہوا۔ پس مفہوم ہوا کہ آپ مصدق ہوئے نہج البلاغہ سے آپنے یہ سوال استخراج کرکے پیش کیا تھا۔ کہ خلیفہ اوّل کے زمانہ خلافت کی حضرت امیرؑ نے تعریف کی اُسکا جواب یہ دیا گیا تھا کہ خطبہ میں لفظ فلاں ہے آپ ابوبکر کیوں بیان فرماتے ہیں اور بفرض اگر اُس خطبہ کو حضرت ابوبکر سے متعلق سمجھا ہی جائے تو خطبہ کی عبارت آپ کی ذہنی تعریف سے واقعی مذمت میں زیادہ بڑھی ہوئی ہے چونکہ آپ مبادی فی البحث ہو چکے ہیں۔ لہذا ہمکو بھی موقعہ ملا کہ آپ کے ہی کتاب کے بعض مطالب دریافت کریں اوّل یہ کہ صحیح مسلم آپکی صحاح میں کس درجہ پر معتبر ہے اور بصورتِ اعتبار اُسکے جملہ اقوال قابلِ استدلال ا

jabir.abbas@yahoo.com

ہیں یا نہیں۔ کتاب موصوفہ میں درج ہے۔ کہ حضرت امیر اور جناب عباس ایک معاملہ میراث میں بحث کرتے ہوئے خلیفہ دوم کے پاس آئے اور وہ ایسا معاملہ تہا کہ جسکو خلیفہ اول فیصل کر چکے تھے بجواب خلیفہ صاحب نے بیان فرمایا کہ تم دونوں نے اس معاملہ کے فیصلہ میں ابی بکر کو کاذب و غادر و خائن و آثم سمجھا حالانکہ وہ ایسے نہ تھے اور مجھکو بھی تم ویسا ہی جانتے ہو خدا شاہد ہے کہ میں ان جملہ صفات کا ضد حقیقی ہوں۔ چونکہ عمر صاحب کے اس بیان پر منجانب حضرت امیر کوئی عذر پیش نہیں ہوا۔ تو دریافت طلب یہ ہے کہ کیا فی الواقع حسب شہادت جناب عمر حضرت امیر علیہ السّلام ان دونوں بزرگواروں کو ایسا ہی جانتے اور سمجھتے تھے جیسا کہ حضرت عمر نے ظاہر فرمایا اور حضرت کا ایسا سمجھنا مزیل عدالت شیخین ہو سکتا ہے یا نہیں جواب باصواب عنایت ہووے فقط راقم سید سجاد حسین ۲۲ جولائی ۱۸۹۱ء

نقل مطابق اصل جواب فاضل سُنّی المذہب بنام مؤلّف

سید سجاد حسین۔ بعد تسلیم صحت و وثوقِ روایت مقرونِ مدعا ہوں کہ کلام صحیح مسلم وہم میں ڈالنے والا نسبت ثابت ہونے صفاتِ مذمومہ کا بجانب شیخین حضرت علیؑ کی طرف سے ہے اور بوجہ اس وہم کے مزیل عدالت شیخین نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ محض سکوت سامعِ صفات ذمیمہ یعنی علی مرتضیٰ منجانب متکلم یعنی عمرؓ دربارہ ثبوت ان صفات کے حضرت علیؑ سے صراحتاً یا کنایتہً اقرار نہ یا انکار امثبت یعنی ثابت کرنیوالا ان صفات ذمیمہ کا منبت لہ یعنی شیخین ہو کر مزیل عدالت نہیں ہوسکتا اور اگر اقرار دیا جائے تو امام سجاد رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت حسن مثنیٰ داماد امام حسینؑ نے مجمع صحابہ

معتقدین میں اُن صفاتِ مذمومہ موذیہ سے متصف کیا کہ جسکو صاحب کشف الغمہ نے بلفظ ما ترک من الاذی شیئاً نقل کیا اور منجانب حضرتِ سجاد کوئی عذر پیش نہیں ہوا۔ نسبت اُن عیبوں کے جو آپکی طرف لگائے بلکہ برات کو مکان پر جاکر اُن صفات کی تصدیق کرکے فرمایا کہ اگر یہ سچ ہو تو خدا مجھے بخشے اور اگر جھوٹ ہو تو خدا تجھے بخشے پس سائل کے نزدیک بموجب اس روایت کے کہ اظہارِ صفات ذمیمہ وسکوتِ امام صراحتاً مزیل ومخل معصومیتِ امام ہوسکتا ہے یا نہیں ما کان جوابنا فہو جوابنا۔

راقم محمد قاسم

التماس مؤلف

اے حضراتِ ناظرین ذرا غور فرماؤ حضرتِ مجیب کس حد تک کار فرمائے تہذیب ہوئے ہیں۔ القاب میں فقط نخیف کا نام کہ بلا اُسکے چارہ نہ تھا تحریر فرمایا ہے اور آداب میں رسم تحیت وسلام کو کہ شیوہ اہل اسلام ہے قطعاً ترک فرمایا عبارت جواب میں وہ فصاحت وبلاغت دکھائی کہ جسکو ہندوستان میں تا سالی غالباً کوئی عالم وغیر عالم نہ سمجھ سکے حسن منتق کے باب میں ایک بے میل تقریر کرکے اپنی لیاقت کی تصویر دکھادی ہر چند کہ نخیف نے جواب الجواب میں جسکو آپ عنقریب دیکھنے والے ہیں مجیب صاحب کے خط کی حقیقت بصراحت بیان کی ہے۔ لیکن بحکم قضیہ زمین برسرِ زمین یہاں بھی کچھ حال ملاحظہ فرمالو میں نے پوچھا تھا کہ جنابِ امیر وحضرت عباس سے جنابِ عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھکو اور نیز میرے متخلف حضرت ابوبکر کو جھوٹا بے ایمان دغا باز گنہگار جانتے ہو۔ مجیب صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں ایسا ہوا

ہے تو کیا ہو سکتا ہے حسن مثنیٰ نے بھی و حضرت سجاد کو سر جلسہ برا کہا ہے وہ بھی
سُنکر چپ ہو رہے نہ معلوم حضرت مجیب نے اس بے تکی بات اور اس خبر بیجا سے
کیا مطلب نکالا ہے مجیب صاحب اگر کوئی ایسا ثبوت پیش فرماتے جس سے
جناب عمرؓ بہ شان خود کوئی کلمہ خلاف تہذیب سُنکر خاموش ہو جاتے تو شاید
کچھ مطابقت ہو جاتی۔ مقلد ان مولوی صاحب و خود حضرت مجیب کو اس تمثیل کے وارد کرنے پہ آفرین و ہزار تحسین کرتے ہیں حقیقت میں فضیلت
ایسے ہی لوگوں کا حصہ ہے جنکو فہم کلام نہ ہو ❊

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب الجواب بخدمت مولوی محمد قاسم صاحب سنی المذہب ساکنہ قصبہ سملیہڑہ تعلقہ میرانپور ضلع مظفر نگر۔

فضیلت پناہ جناب مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ تسلیم۔ گرامی نامہ
بجواب عریضہ مورخہ ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۷۶ء وصول ہو کر کاشف حالات
ہوا۔ ابتداءً بنظر تصریح و توضیح مطلب کچھ عرض کرنا مناسب سمجھ کر نیاز مند
راستبازی سے ملتمس ہوں عریضہ ابتدائی میں جس پر سلسلہ کلام چلا ہے حقیر نے
دو مضمون درج کرکے آپ سے خواہش جواب کی تھی۔ از انجملہ ایک مضمون بطور قصہ
گزشتہ اور ثانی بنظر حصول جواب پیش خدمت کیا گیا تھا۔ آپکو یاد دلاتا ہوں کہ
نیاز نامہ کے پہلے حصہ میں نحیف نے سملیہڑہ کے مناظرہ کا تذکرہ کرکے یہ عرض کیا تھا کہ
بعد ملاحظہ کتاب کشف الغمہ آپنے کوئی رد ارشاد جناب مولوی محمد حسن صاحب قبلہ لکھنوی

کا نہین فرمایا۔ پس بہ آسانی سمجھ لیا گیا کہ آپ اُس جواب کے جو کہ مولوی صاحب نے سر جلسہ دیا تھا طوعاً و کرہاً تو عیکہ ممکن ہوا مصدق ہوتے۔ دوسرے حصّہ میں اُس حدیث مُسلم کی بابت مُستفسر ہوا تھا کہ جس میں کاذب وغادر وغیرہ کا ذکر ہے مگر اس نوازشنامہ میں آپ نے اُس پہلے حصّہ یعنی مباحثہ سملہیڑہ کی بابت کچھ جواب نہیں دیا۔ آپکے اس سکوت سے کہ سوائے ازیں جناب کو چارہ نہ تھا مجھکو اس بات کے یقین کرنے کی پوری گنجایش ہوگئی کہ آپ نے مناظرۂ اوّل میں قطعاً ناکامی حاصل فرمائی ورنہ یہ امر یقینی ہے کہ آپ کشف الغمہ کی عبارت مخالف ارشاد جناب مولوی صاحب ممدوح ملاحظہ فرماکر بدانستِ خود زمین و آسمان کو ایک کردیتے گو کہ آپ نے بعض مصالح دنیاوی سے امر حق کو پوشیدہ فرمایا ہے بعض مقلدین کو جو کہ حق و باطل میں تمیز نہیں کرسکتے اور اکثر کیا بلکہ عموماً وہ حضرات ناخواندہ محض ہیں یہ یقین دلادیا ہے کہ ہم نے علمائے شیعہ کو مغلوب کردیا مگر جسکو نوشت خواند میں فی الجملہ بھی آگہی ہے وہ بلا معائنہ کشف الغمہ عریضہ حقیر و جواب سامی کو دیکھکر کہہ سکتا ہے کہ آپ نے مناظرۂ ابتدائی میں بلا شبہ سخت خفت اوٹھائی۔ فضیلت پناہا حسب اب تحریر منجملہ چند قضایائے مستفسرہ کے بعض کا جواب نہ دینا صریحاً دلیل عجز و درماندگی ہے۔ اگر آپ نے حسب اشتہار خود واقعی علمائے شیعہ پر غلبہ حاصل کیا تھا تو لازم تھا کہ حقیر کی تعریض اوّل پر جواب عنایت فرماتے کہ کشف الغمہ میں بحوالۂ ابن جوزی یہ روایت درج نہیں یا یہ کہ بصورت موجودگی روایت ابنِ جوزی اُسکی یہ تاویل ہے گو کہ وہ علیل ہی کیون نہوتی۔ مگر آپ نے ایسی خاموشی اختیار فرمائی کہ جوابے ندارد خیر اگر بوجہ فراموشکاری کہ لازمۂ شان انسانیت ہے آپ سے ہنگام تحریر جواب سہو واقع ہوا

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

تو میں آپ کو مہلت دادگا نیں داخل کرکے توسیع وقت کرتا ہون کہ اگر
کتاب موصوف میں مضمون مستفسرہ عالی بہ روایت ابن الجوزی درج نہیں
ہے تو معاذ اللہ تکذیب مولوی صاحب کرکے جواب جداگانہ عنایت فرمائی
بصورت دیگر حسبؔ بزرگ کے منقول عنہ کو مستند سمجھکر آپ نے سوال قائم
کرکے جلسۂ عام میں داد واقفیت حاصل فرمائی اور تا بقائے تحریر ہذا بنظر
عامۃ الناس آپ کے اعتبار و اقتدار میں سُقم عائد ہوا اُسکو برابر غلط کو سمجھی
کیونکہ آپ نے اُنکی تحقیقات کو صحیح سمجھکر جرأت گفتگو فرمائی اور فضول طور
پر ندامت اٹھائی پس میں براہ خیر اندیشی و نیازمندی عرض رسا ہوں
کہ آپ کبھی ایسے شخص کے اقوال کو سند نہ سمجھئے اور ہمیشہ اُس سے کنارہ
کش رہئے کیونکہ آپ کو اپنے ہی گھر میں یعنی خاص دار سکونت پر اُسکی شنایت
تحریر سے سخت خجالت ہوئی مگر مجھکو آپکی سادگی پر نہایت عجب ہے بہرحال
آپ مولوی مشہور ہیں اور اتفاق کتب بینی بھی ہوتا ہوگا خصوصاً بخاری
و مُسلم چونکہ کتب احادیث صحاح ستہ سے ہیں ضرور نظر ملاحظہ آئی ہونگی
اور مضمون کاذب و غادر بھی گہہ بگہہ نظر کیمیا اثر سے گزرا ہوگا۔ پس جبکہ
شہادت حضرت عمر حسب تصریح و ایمائے مُسلم و بخاری شیخین کی ذات مقدس
ابو الآئمہ یعنی حضرت امیرؑ کے نزدیک بحدے ارفع تھی کہ کذب و غدر کی حد
غایت سے گزری ہوئی تہی تو جناب امام محمد باقر علیہ السّلام کی حضور سے
بروایات معتبرہ شیعہ اُنکو تمغہ صداقت کیونکر ملسکتا ہے آپ نے اِس بات
پر غور نہ فرمایا کہ جناب ابو بکر و عمر کو درحالیکہ حضرت امیرؑ نے حسب روایات
کتب موثقہ سُنیہ و نیز شیعہ جہوٹا و خائن جانا تو بخلاف اُس کے امام پنجم
کیوں سچّا سمجھتے بھلا یہ کب ممکن ہو سکتا ہے کہ دادا جہوٹا جانے اور

jabir.abbas@yahoo.com

ہوتا سچا۔ کاش یہی خیال پیش نہاد خاطر عاطر فرما کر اوّل اصل کتاب یعنی کشف الغمہ سے مطابق فرما لیتے تو آپکو یہ خفت نہ ہوتی چونکہ آپ اصطلاح عوام با سم مولوی معروف ہیں لہذا مجھکو اپنے ملکی فاضل کے سر جلسہ اہانت اُٹھانیکا گو نہ ملال ہوا۔ میں خدائے پاک کو صفات مخصوصہ سے یاد کر کے بالکل صحیح لکھتا ہوں کہ مجھکو اور نیز تمام گروہ شیعہ کو حضرات اہل سُنّت سے کوئی تعصب بالذات نہیں اور نہ جناب ابو بکر و عمر سے خواہ مخواہ کوئی عداوت ہے اور نہ ہماری ذات خاص کو اُن بزرگوار ان سے کوئی نقصان مالی و جانی پہنچا کہ ہم ادب لا اُبالی طور پر ان کو بد مذہب و نامسلمان خیال کریں حقیقت واقعی یہ ہے کہ ہمکو خاندان رسالت سے پوری تاسی ہے پس جیسا کہ اس خانوادہ معظم نے اُنکو اور انکے اتباع کو سمجھا۔ ویسا ہی ہم لوگ چونکہ تابعین خاندان رسول اکرم ہیں جانتے اور سمجھتے ہیں اور باتفاق جملہ اہل اسلام جسکو ختمی مآب و ولایت انتساب نے جھوٹا وغیرہ جانا وہ بلا شبہ جہنمی ہے اور شک نہیں کہ اگر بوجوہات معقول و دلائل ذہن نشین ہمارے دعوے کو باطل کر دیا جاوے تو بلا خیال انانیت اُسکو مان لیا جاوے گا اب نیاز مند اُس حصہ دومی کی بابت عرض کرتا ہے کہ جسکا جواب آپنے نہایت طمطراق سے مرحمت فرمایا ہے۔ وہو ہذا ؎

بعد وصول مکرمت نامہ آپکی کسی قدر راستبازی نے جیسا کہ روایت مسلم کی صحت و وثوق کی نسبت رقمطرازی ہوئی ہے جوشِ انصاف نے مجھکو اداۓ شکریہ پر مجبور کیا۔ نتیجہ آپکی تحریر سے یہ مستفاد ہوا کہ عبارت صحیح مسلم سے یہ توہم پیدا ہوتا ہے کہ حضرت امیر بقول عمر جناب ابو بکر و خود عمر کو جھوٹا وغیرہ جانتے ہے لہذا بوجہ وقوع وہم عدالت شیخین زائل نہیں ہو سکتی

بعدہ آپ نے ایک تقریر الزامی سے اپنے دعوی کو تقویت دی ہے پہلے اُسکا
مقدمہ لکھا ہے بعدش گفتگوے الزامی کی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ عمر کی
زبانی کذب و غدر و غیرہ سنکر حضرت امیر کا سکوت کرنا واقعاً اثبات کو
ثابت کرتا ہے کہ حضرت علی فی الحقیقت حضور ابوبکر و عمر کو جھوٹا وغیرہ الفاظ
مندرجہ حدیث سے تعبیر فرماتے تھے کیونکہ ایسے اُمور عند العقلا ردِ منزلت
و وقار کا ئل نہیں ہوسکتا جیسا کہ بروایت کشف الغمہ حسن مثنی کے بُرا کہنے
پر سکوت و صموت جناب سجاد علیہ السلام حسب اعتقاد شیعہ مزیل و مخل عصمت
نہیں ہوا بالکل اِرشاد کیا جاتا ہے کہ چونکہ دو امر مذکورہ بالا یعنی حصول
وہم از عبارت مسلم و تقریر الزامی کو بہ تفصیل تمام بجد کر حفظ ما لات تحقیق
کیا ہے لہذا اس معاملہ میں ہی دو [illegible] غالب قرار دے گئے ہیں؛

شرح

اوّل یہ کہ عبارت صحیح مسلم میں بصرف انیاء [illegible] تم کو شک ہی پیدا ہوتا ہے کہ جس
سے جناب ابوبکر و عمر کا حضرت امیر علیہ السلام کے نزدیک جھوٹا وغیرہ ہونا
متحمل و موہوم ہوسکے یا یہ کہ الفاظ مندرجہ صحیح مسلم بلا کسی ایہام و خدشہ و احتمال
وغیرہ کے بصراحت تمام مضمون کذب و غدر و غیرہ پر دلالت کرتے ہیں
اور دوسرا یہ کہ جمہور علمائے سنیہ نے کتاب مسلم کو باعتبار صدق کلامی لفظ صحیح
کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے پس بایں علوئے شان کتاب صحیح میں ایسی عبارت
کا درج ہونا کہ جس سے ناظرین کو توہم پیدا ہو کر جادہ ایمان سے منحرف
ہوسکے اصل کتاب کے اعتبار میں کیا اثر رکھتا ہے؛

دوئم یہ کہ تقریر الزامی نفس مطلب سے جیسا کہ چاہئے موافق ہے یا مخالف اور

در صورتِ مخالفت اسکا کیا نتیجہ ہوگا۔ خوب سمجھ لیجئے کہ اگر دلائل مذکورہ پیش
کردہ ساجی کا ابطال بوجوہِ کاملہ نہایت آسانی سے کردیا گیا تو شیخین عظام کی
عدالت بالکل ضائع ہو جاتی ہے کیونکہ ان دونوں کو بدترین مدارج فسق پر
ثابت کر دیا ہے بندہ اول تقریر انتہائی کے بطلان میں قدر قلیل متفق کرتا ہے اور
اسکو تین طریقوں سے باطل کرنا چاہتا ہے اول یہ کہ [illegible] کتب سے [illegible]
معارضہ بالمثل [illegible]
بالمثل [illegible] صاحب
[illegible] صحیح مسلم
مضمون [illegible]
[illegible] شیخین [illegible]
[illegible] سمجھ کہا ہے [illegible] حانث و گنہگار
نہیں ہو سکتا اور کشف الغمہ [illegible] پیش فرمائی اسکا
صحیح اصطلاحی ہونا نزد شیعہ مسلم نہیں کیونکہ اسمیں اقسام مراسیل و منقطع و
ضعیف و حسن و موثق و صحیح سب طرح کی روایتیں موجود ہیں اور ہماری
کتب احادیث اکثر اسی نوع کی ہیں قواعد علم درایت و رجال سے امتیاز
صحت و غیر صحت ہوا کرتا ہے یہ ضرور نہیں کہ محض کسی ایسی روایت کا درج کتب ہونا ہمکو
پابند کر سکے تا وقتیکہ حسب معتقد و عمل درآمد شیعہ ثابت ہو مقدم تر لازمہ شان ایراد دینے
تھا کہ بموجب قواعد مقررہ علمائے شیعہ تنقیح و تنقید کرکے روایت تحریر فرماتے تب
محض اتنا کہا جا سکتا تھا کہ معارضہ بالمثل ہے۔ دویم یہ کہ مسلم و بخاری میں مشاجرت و
مخاصمت بین شیخین و حضرت امیر و جناب عباس ماثور و منقول ہے اور حسب معتقدات
اہلسنت ہر چہار بزرگواران موصوف بالا کا آن واحد کے لئے بھی متصف بکذب و

jabir.abbas@yahoo.com

خیانت ہونا ممکن نہیں نہ بر وقت اس نزاع کے جسپر حدیث دلالت کرتی ہی
اور نہ اسکے مابعد و ماقبل اور بفرض محال بعد صحت روایت کشف الغمہ اگر
بہ نسبت حسن مثنیٰ بد گوئی ثابت بھی ہو جاوے تو ہاشبہ حسب عقیدۂ شیعہ مسوقت
فاسق بلکہ بد تر قرار پائیں گے اور برطبق مذہب سنیہ بھی وہ ثقہ اور عادل
بمانے جائیں گے حضرات اہل سُنّت جماعت آئمہ اثنا عشر کو معصوم نہیں تو
لااقل محفوظ جانتے ہیں پس ایسے دو شخص کا مخاصمہ کہ جو باہم کوئی مساوات
نہیں رکھتے معارضہ بالمثل نہیں کہا جا سکتا حسن مثنیٰ انجام بخیر ہو کر ایمان
صحیح پر مرنا ہمارے نزدیک ثابت ہے ممکن ہے کہ بعد اس گستاخی وبیجا ئی
کے تائب ہوئے ہوں جیسا کہ بعد زجر و تنبیہ سورۂ تحریم عائشہ صدیقہ
وحفصہ کا تائب ہونا آپ بیان کرتے ہیں مگر اسمیں شک نہیں کہ ہنگام نزول
سورۂ موصوف سخت معتوب نہیں ایسے ہی حسن مثنیٰ ہنگام وقوع بد کلامی
بشرطیکہ ثابت ہو فریقین کے نزدیک فاسق اور بعد توبہ وعفو معصوم مومن
کامل مگر آپ یہ بات کہاں سے کہہ سکتے ہیں اور کونسا قرینہ عقلی و نقلی اسکا مقتضی
ہے کہ کسی بدگو وگستاخ ہمارے ناجائز طور پر بد کلام ہونے سے اُسکا سنی
لا یعنی جسکو ناجائز طریقہ سے بُرا کہا جاوے محض سکوت بالمصلحت سے
گنہگار و بے اقتدار و بد کردار قرار دیا جاوے۔ خاصان بارگاہِ خدا و برگزیدگان
رب العلی کا یہ خاصہ جاری رہا ہے کہ شدائد و نوائب پر صبر و تحمل فرماتے
رہے ہیں مگر آجتک کسی نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ انبیاء و اولیاء کا بمقابلہ
مخالفین سکوت فرمانا اسکے عزل منصب کا سبب ہو یہ مضمون بھی آپ کے
حصہ کا تھا۔ مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ حسن مثنیٰ بفرض صحت روایت گستاخ
ہیں اور سید الساجدین علیہ السّلام محض تحمل فرمانے سے کہ لازمہ شان

اور میاد اتقیا سے دائرہ عصمت و طہارت سے نکل جائیں پس حسب مذاق
سامی لازم ہوا کہ جناب عمر ابن خطاب سے جسوقت کہ باجلالت وشان روبرو
خیر الانام ہنگام طلب دوات خامہ و قرطاس ان ہذا الرجل لیہجر یعنی یہ شخص
شدت مرض میں کلمات بےمعنے جسکو حسب تصریح اہل لغت ہذیان کہتے ہیں ارشاد
فرمایا اور رخصتی مرتبہ نے اُس عالم درماندگی و بیکسی میں کہ گریہ عباس کما
فی البخاری سے ہویدا ہے بمقتضائے خلق عظیم کوئی کلمہ سخت و درشت سوائے
اسکے نہیں کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ نہ فرمایا تو کیا منصب جلیلہ نبوت عامہ
سے نکل گئے اب فرمائیے کہ معارضہ بالمثل رہا یا گیا۔ وجوہ مذکورہ
بالا ختم کرکے وجہ ثالث اس نوع کی عرض کرتا ہوں کہ دلیل الزامی سوائے
اسکے عدم معارضہ بالمثل بمعنی مطلوبہ کے بھی حقیقتاً خلاف یقین
ہے کیونکہ دلیل مذکورہ کا انطباق جب ہو سکتا تھا کہ حضرت امیر مثل حسن مثنی
یا اسناد حضرت ابوبکر و عمر خفیہ عاصی ہیں نہ فرماتے کہ آپ کاذب و غادر
و خائن ہیں اور وہ بزرگوار مثل سکوت جناب سجاد و حلم و وقار سے حفظ نفس
فرماکر چون و چرا نہ فرماتے تب آپ بروقت صدور کلمات ناجائز بعد ثبوت
عدالت و وثوق حسن مثنی عند الشیعہ مثل جناب سجاد علیہ السلام یہ کہنے کی بجا
گنجائش رکھتے تھے یہاں قضیہ منعکس ہے عمر صاحب اپنی نصفت شعاری و شان
فاروقی سے خود معترف ہیں کہ آپ مجھکو اور ابوبکر کو چنان و چنین سمجھتے ہو
پس سکوت جناب امیر مثل تحمل جناب سجاد اس موقع پر کہاں سمجھا جاسکتا ہے
اور حقیر نے لفظ سکوت کب لکھا میں عریضہ ابتدائی مورخہ ۲۳ جولائی ۱۸۹۱ء
کے خاتمہ پر آپ کو توجہ دلا کر مستدعی ہوا کہ چشم حقیقت بین وا کرکے معائنہ
فرمائے حقیر نے یہ عبارت لکھی ہے۔ خلیفہ صاحب کے اس بیان پر منجانب حضرت

امیر کو کوئی عذر پیش نہیں ہوا۔ معروضہ حقیر مثل کلام صاحب مسلم وہم میں ڈالنے
والا نہیں بلکہ اِن الفاظ کا صاف صریح یہ مطلب ہے کہ بسا اوقات ہر آدمی
شکایت کنندہ و الزام دہندہ کے ایسے بیان پر ادباً و تہذیباً بشرطیکہ موانع خاص
نہ ہو تکذیب قولِ خود کر کے اُس تقریر شکایتی کے غیر واقع ہونے پر عذرات کیا
کرتا ہے اور بمقتضائے مروّت و اہلیت مصلحتاً بطور دفع الوقتی کہا کرتا ہے
کہ واللہ ثم باللہ استغفر اللہ میں آپ کو نہایت اچھا اور سچا پکا ایماندار
جانتا ہوں یا یہ کہ جیسا موقع ہو گفتگو کی جاتی ہے۔ مگر چونکہ حضرت امیر جیسے
مہذب و متورّع شخص کا اِس رواج عام و معمول اہل زمانہ سے خلاف کرنا
سوادِ حجت شیعہ کو ترقی دینا تھا بنا بر آں آپ نے حضرت عمر کے اُس حصہ
بیان کو کہ جسکا خیال کرنا آپکی طرف نسبت دیا گیا تھا یعنی کاذب و غادر
وغیرہ سچا اور مطابق واقع سمجھ کر بسبب رضا و طیب خاطر سُنا اور کوئی عذر
بر بنائے ردّ و تضعیف قولِ مذکور نہ فرمایا۔ اگر حضرت امیر باتباعِ رواج
زمانہ کار فرمائے مروت و اخلاق ہو کر کہ خاصہ مزاج اقدس تھا اس موقع
پر عذر و لجاجت فرماتے تو ہمارے لئے بمقابلہ معاندین دائرہ کلام تنگ ہو جاتا
لیکن فعل معصوم حجۃ اللہ کسی حالت میں خالی از مصلحت نہیں ہوتا۔ حضرت نے
بایں خیال کہ اسوقت بپابندی رواج زمانہ عذرات کرنا برائے آئندہ دستاویز
مخالفین ہوگا۔ کوئی عذر نہ فرمایا اور محو تماشائے قدرت باری ہوئے کہ
خود بخود کیا حق برزبان جاری ہو رہا ہے۔ جناب من آپ کی تقریر کی بلغت خطا
اس سامع صفاتِ ذمیمہ کے سکوت سے ہو گی کہ جس کی ذات پر اثر ذاتیہ
ہو جیسا کہ حسب روایت پیش کردہ عالی حسن مثنیٰ کے بُرا کہنے سے جناب
سجاد علیہ السلام کی ذات بزرگ متاذی ہوئی آپ نے زبردستی ایک

غیر مطابق تقریر سے خلفا کی گلو خلاصی بندِ کذب وغیرہ سے کہ بد ترین صفاتِ
مذمومہ سے ہے کرنی چاہی تھی اسکو میں کب مانتا ہوں جناب والا ذرا ہوش
کیجئے اور کچھ سوچ سمجھ کر لکھئے اسجگہ نہ کوئی مثلِ حسن مثنیٰ متکلم کلمات خبیثہ و
واسیہ ہے۔ اور نہ مثلِ جناب سجادؑ اُسکا سامع۔ بلکہ خلیفہ عمر بایں معنی کہ حضرت
امیرؑ اُنکو اور نیز حضرت ابو بکر صدیق کو جھوٹا وغیرہ جانتے تھے اپنا سوء
ظن یا نفس رسول کا مظنہ واقعی بیان فرماتے ہیں دو حال سے خالی نہیں
اوّل یہ کہ حضرت امیر درحقیقت انکو جھوٹا ہی جانتے تھے یا یہ صدّیق اکبر کے
نائب نے بخلاف ظنوا بالمومنین خیرا۔ ظان بظن واہی ہو کر ختم المرسلین کے وصی
برحق کو جھوٹا الزام دیا۔ افسوس ہے کہ ذات بابرکات خلافت مآب
سے الزام کذب پھر بھی دفع نہوا جو کہ اصل منشا جمیع رذائل و خباثت ہی
اگر دلیلِ الزامی حسب مرعوم عالی درست ہو جاتی تو شاید یہ اثر ہوتا کہ صیانت
عدالت شیخین آپ کے نزدیک کچھ ہو جاتی چونکہ وہ دلیل ناکافی و غیر مطابق
رہی لہذا لازم آیا کہ اگر کوئی حرج خاص ہو تو بحکم الحق مع علی و علی
مع الحق ملازمتِ حق بذاتِ حضرت امیر تلقی خیال فرما کر رہرو مسلک مرتضوی
ہو کر حضرت عمر و ابو بکر کو ویسا ہی خیال فرمائیں جیسا کہ حسب شہادت
عمر جناب امیرؑ انکو جانتے اور سمجھتے تھے بحمد اللہ تقریر الزامی ایسی منصفانہ
و غیر متعصبانہ وجوہات سے باطل و مضمحل کیگئی کہ جسکا بطلان بشرط انصاف
امکان انسانی سے باہر ہے اب ردّ توہمات کیجانب متوجہ ہوتا ہوں۔
سبحان اللہ گرامی نامہ کے خطبہ میں یہ الفاظ رقم فرما کر کہ بعد تسلیم
صحت و وثوقِ روایت رفع ظن مدعا ہوں اور پھر بفاصلہ قلیل یہ لکھنا
کہ کلام مسلم وہم میں ڈالنے والا ہے عجیب پُر لطف قصہ ہے واہ حضرت ڈیڑھ سطر

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں یہ تناقض و تہافت جس روایت کو آپ صحت کے ساتھ تسلیم فرماتے ہیں
اسی کو خالق وہم قرار دیتے ہیں کیا ایک روایت دو اثر رکھتی ہے بقول
یک بام دو ہوا صاحب من عبارت مسلم کو بعد تسلیم صحت و وثوق موہم بیان
کرنا بیچارہ عوام الناس کو دھوکہ اور مغالطہ میں ڈالنا اور اس حیلہ
سے اپنی ذات کو مذہب حق پر سمجھنا آپکی شانِ عدالت و فضیلت سے نہایت
بعید ہے معاملہ کی بات ہے غصہ نہ فرمائے اور بقول جعفر زٹلی دہلوی الیتی
ثابت کنندہ مذہب باطل بزور جدال داب مجاہدانہ سے مثبت ناجائز ہو چکی
کیونکہ آپکی اور ہماری جسقدر قیل و قال ہے کسی دنیاوی جائداد پر نہیں
بلکہ حقیقتِ دین پر ہے اگر تابعی واقتدا حضرت امیرؑ کہ بوجہ لزوم حق اطاعت
و مواساتِ آنجناب عند السنیہ بھی منصوص من اللہ والرسول ہو کہ عین
ایمان ہے ہم لوگ ظاہر بلکہ نصِ عبارتِ مسلم پر عامل ہو کر کہ جسکا باطن سوائے
بطن مؤلف و فہم سامی معدوم ہے خلیفتین کو ان جملہ صفات اربعہ یعنی کذب
و غدر و غیرہ کا مصدر گردان کر باعتبار احکام کا ذبین مندرجہ قرآن مبین
دو کا ذبوں کو ایک جگہ جمع کر کے حسب قواعد عربی جملہ کا ذبین بنائیں
اور وہ حکم قرآنی جو کہ متعلق بہ کا ذبین ہے پناہ بخدا شیخین عظام اور انکے
تابعان پر وارد کریں تو کیا اِس قاعدہ سے ہم معتوب ہو سکتے ہیں یا یہ سبب
وہم اندازی امام مسلم یا عبارتِ صاف و صریح کے موہم معنی بیان کرنے
بجرم د ہو کہ دہی خلائق جنابِ والا آخر ان طبقاتِ ثلثہ میں سے کونسا
طبقہ مورد لعن و طعن ہو گا مقام عجب ہے کہ نام الیسا شستہ یعنی صحیح مسلم
اور مضمون خالقِ وہم کتابِ صحیح میں ایسی عبارت کہ جس سے وہم و
خدشہ ہو کب داخل ہو سکتی ہے بزعم و اعتقاد حضرات سنیہ منجملہ کتب

jabir.abbas@yahoo.com

سِتّہ ہر کتاب بجائے خود ہا سا لکان بادیۂ غوایت کو صراطِ مستقیم پر پہنچانے والی ہے یا کہ حسبِ تحقیقاتِ سامی پیچیدگی عبارت و وفورِ توہمات سے گردابِ ضلالت میں ڈالنے والی ایسی کتب کی عبارت ظاہر اکچھہ اور مطالب پیدا کرتے ہوں اور باطناً کچھہ اور کسی عاقل کی عقل سلیم کیا بلکہ جاہل کا خیال ضعیف بھی پسند نہیں کرسکتا اگر بنظرِ انصاف ملاحظہ فرمائیں تو حقیر کے ایک ہی سوال نے جو کہ آپکی کتاب مستند سے پیش ہوا ہے آپ کے تمام اصول اور جملہ دعاوی باطل و مضمحل کر دئے بقولِ عمرِ جنابِ امیر فاروق اعظم و صدیق اکبر کو صفاتِ چہارگانہ سے متصف سمجھتے تھے حقیر اُن صفاتِ مذکورہ کی تشریح کرتا ہے کہ ہر ایک کا کیا مطلب ہے اور خلفا سے وہ کیا معاملات اُنکے زمانۂ حکومت میں وقوع پذیر ہوئے کہ حضرت امیر کو اُنکی نسبت ایسا یقین کرنے یعنی کاذب وغیرہ سمجھنے کی گنجائش ملی۔ پس صاحبانِ ایمان کو یہی ایک امر کافی ہے عقل سلیم کو حَکم کرکے حق و باطل میں تمیز کرنی چاہئے کہ آیا جن لوگوں کو حسبِ تسلیم و تصدیق اُنہیں کے حضرت امیر جیسے زاہد و بے لگاؤ شخص نے جھوٹا سمجھا۔ وہ کسی طرح بھی مسلمان با ایمان کہے جا سکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ ضرور ہے کہ ایسے آدمی جنکو نفسِ رسول و زوجِ بتولؑ نے جھوٹا اور بدعہد و خائن و گنہگار جانا وہ سوائے خوارج و نواصب کے اور جمیع طرق اسلام کے نزدیک بدتر از سگ و خوک و زندقہ مجوس ہیں اور فضلا آپ ہی اس بنا پر ہمداستان نحیف ہیں کیونکہ آپنے عدم زوالِ عدالتِ شیخین کیلئے تضعیفِ حسن ظنی و توہم عبارتِ مسلم کو سپر فولادی گردانا ہے پس ہر دو امور پیش کردہ جناب کے ابطال پر نظر کرنے سے آپ کو بوجہ ایمانداری و حمیتِ اسلامی حسب

Presented by: Rana Jabir Abbas

وعدہ خود نا گزیر یا بنانا پڑتا۔ کہ فی الواقع خلفائے نامدار ایسے ہی تھے جیسا کہ
بروایت فاروق حضرت علیؑ انکو جانتے تھے۔ تقریر الزامی اول باطل کرچکا
ہوں اور در باب ابطال وہم بطور تمہید ایک تقریر مجمل جسکو مفصل پر
فوق ہے عرض کی گئی مگر چونکہ بقول مشہور وہم کے علاج سے لقمان عاجز
ہے اور آپ اس مرض مزمن میں بحدے مبتلا ہیں کہ بالکل وہمی ہوگئے
ہیں بنابر آں واجب ہوا کہ تنقیہ دماغ سے اول تدبیر اخراج مادۂ
وہم کرکے کہ غلط فہمی ہے بعدہ معاجین ہوش افزائیش خدمت کروں
تب آپ کو تصفیۂ باطنی ہوکر واضح ہوجائیگا کہ اسوقت تک جوشِ توہمات
مانع ادراک حقیقت وواقفیت رہا ورنہ محض سمجھ کی غلطی تھی ذرا اتنا ہی
خیال ہے کہ آپکے استدلال کا ڈیرہ نمبر ساقط ہوگیا کیونکہ تقریر الزامی
جس پر آپ نے نہایت ناز کرکے قلم اٹھایا تھا اور عالم جوش وخروش میں
بلا خیالِ اطراف وجوانب ہیجان سوداوی لاتی بلکہ عداوتِ مرتضوی میں
مدہوش بلکہ خود فراموش ہوکر ایک تقریر بے سروپا کہی تھی اسکو بوجوہات
عدیدہ ایسی صراحت ولطافت سے توڑ دیا گیا کہ اگر مثل ستارگان
آسمان خلائق ہوکر ایک دوسرے کی پشتیبان ہو تب بھی جواب ممکن نہیں
اور ترکیب وہم بھی زائل ہوچکی مگر اسکو اجمالاً بیان کیا ہے لیکن ایسے
وجوہ عالیہ جیسا کہ بطلان وہم میں مجملاً بیان کئے گئے ہیں روشن دماغ
لوگوں کے سمجھنے کی ہیں اور آپکا قلب ودماغ وفور تخیلات فاسدہ و
توہمات باردہ سے ایسا تیرہ ہوگیا ہے کہ جس کیلئے انتہا درجہ کی صفائی کلام مطلوب
ہے لہذا وہی طریقہ اختیار کرتا ہوں کہ آپکا فہم بہ وہم قبول کریگے صاحب
من مجھکو بڑا تعجب ہے کہ لفظ وہم آپنے کس معنی میں مستعمل کرکے لکھا ہے کیونکہ بظاہر

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپ کا اقرار وہم فریب دہ جہال ہے خوب لوگوں کو تذبذب و تردد میں
ڈالا اِس موقع متنازعہ حدیث فراَیتماہُ کے چند معنے کہ جنکا تعبیر بوہم کیا جاتا
ہوسکتے تھے مگر اُس حالت میں کہ اِس حدیث کا ذب وغادر وغیرہ کی بابت
گفتگو ہو کر اہل سُنّت کو پہلے ساکت نہ کیا گیا ہوتا عوام بیچاروں کو کیا
خبر ہے کہ اعتراض کذب غدر وغیرہ نے معرض بحث میں آکر شیخین کرام کے
کرتے ہوئے کو تیلے کہانتک اُکھاڑے ہیں اور فضلائے کاملین اہلسُنّت
کو کیسا کیسا تھکایا ہے کیا آپکو باین دعوئے فضیلت و بسیار دانی معلوم نہیں
کہ اِسی بحث میں رشید الدین تلمیذ شاہ صاحب کو بذریعہ رسالہ نفاق الشیخین
بحکم صحیحین بالکل پابہ گل کر دیا ہے ذرا رسالہ مذکور ملاحظہ فرما کر انصاف
کیجیے ؎ کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند ؛ بلا احصلی از تنگ فرماندہ اند
ہم سے وہم کی تاویل سنئے محققین سابقین سے جس کسی کو اِس حدیث میں
وہم و خدشہ پیدا ہوا ہے وہ یہ نہ تھا کہ بربنائے اندراج مُسلم الزام کتب
وغیرہ شیخین پر قائم نہیں ہو سکتا بلکہ باعتبارِ سیاق کلام اُنکو پورے طور
پر تیقن ہو گیا تھا کہ بادی النظر میں ادنیٰ عربی داں سمجھ جاویگا کہ حضرت
امیرؑ نے مقدمہ وراثت جناب فاطمہؑ میں ابوبکر و عمر کو جھوٹا سمجھا پس اُنکو
یہ وہم ہوا کہ ایسے الفاظِ صاف و روشن کا کتب مؤثقہ میں لکھا جانا
مبطلِ دینِ سُنّیہ ہوگا لہذا بنظر حفظ دینِ تجویزی یہ بندوبست کیا گیا کہ اوّل
اُن الفاظ و فقرات ہی کو اُڑا دیا جاوے منتظمانِ دین سُنّیہ میں سب سے پہلے ہوشیاری
بخاری کو بیداری ہوئی کہ بجائے غادر و خائن کذا و کذا لکھدیا جسکو میں آگے
بہ تفصیل عرض کرونگا اور یہ اہتمام دو سبب سے کیا اوّل یہ کہ کتب میں ایسا لکھا
جانا یقینی طور پر دلالت و رہنمائی کریگا کہ بےشبہ حضرت علیؑ کے نزدیک ہر دو خلفاء

jabir.abbas@yahoo.com

Contact: jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

جھوٹے اور خیانت شعار تھے اور تمام منصفین اُمت کے نزدیک باعتبار فضائل ذاتی وکمالاتِ نفسانی جمیع صحابہ سے حضرت علیؑ مدارج علیا بے شمار کئے گئے ہیں پس جلیل الشان وعظیم القدر کا خلفا کو جھوٹا اور دغاباز سمجھنا صلحاء اُمت کو مجبور کریگا کہ بتقلید حضرت ایشان وہ بھی خلفاء نامدار کو جھوٹا سمجھنے لگیں۔ دوم یہ کہ جو لوگ کاذب وغادر وخائن ہوں عام اس سے کہ بظاہر کیسے ہی افعال حسنہ مثل صوم وصلوٰۃ وغیرہ کے پابند ہوکر دعوئے مسلمانی کرتے ہوں بخاری کے نزدیک حسب الارشاد حضرتمآب منافق ہیں بنا برآں اُنکو یہ کھٹکا ہوا کہ اگرصاف طور پر غادر وخائن لکھا گیا تو بربنا اُسکے منافق ماننا پڑیگا پس اس مضمون ہی کو ساقط کردیا اما مسلم کچھ سیدھے سادے معلوم ہوتے ہیں اُنکی نظر عواقب امور پر نہ پہنچی اور نادانستگی سے کاذب وغادر بھی لکھا اور بمقام دیگر انہیں صفات کو علامات منافقین میں بیان کرکے گروہ مومنین کو اپنا شکر گذار کیا ہماری دانست میں حضرت بخاری ہی بڑی چوک ہوئی اگر وہ تمامتر مضامین ظلم وجور شیخین جو کہ بمخالفت اہلبیت درج کئے ہیں یک قلم اُڑا دیتے تو مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی مصنف منتہی الکلام کو ازالۃ الغین واثارۃ العین میں غضب جناب سیدہؑ اور پھر اُنکی رضامندی کی روایتوں کے جھوٹا ظاہر کرنیکا اہتمام نہ کرنا پڑتا مولوی صاحب موصوف نے مسلم وبخاری کی دو سو دس حدیثیں کہ جن سے انہدام بنیاد ملت سُنیہ متعلق تہا موضوع قرار دیکر کل کتب پیشینیں سابقین متضمن روایات مذکورہ کو غلط کردیا میرا مدعا خاص ومنشا بالاختصاص اس موقع پر اتنی طول کلامی سے یہ ہی کہ جمیع اعتراضاتِ شیعہ کے غیر صحیح ہونے کا حضراتِ اہل سُنت کو توہم نہ ہیں۔

بلکہ اُن کی صحت پر ارکانِ مذہب کے متزلزل ہونیکا واہمہ ہوا ہے اور
بقدرِ امکانِ جہلاً فریبی کے لیئے اُسکا انتظام بھی کیا ہے مگر حضراتِ شیعہ نے
سب کو ہباءً منثورا بنادیا اور یہی حال شاہ صاحب دہلوی کا ہے کہ باتباع
خواجہ نصر اللہ کابلی کتاب مجاج السالکین سے کہ جسکا وجود از مصنفات
شیعہ آج اِس دنیائے موجود میں نہیں ہے جناب سیدہؑ کی رضامندی
کے ثبوتِ مصنوعی کے بہم پہنچانے میں کوششِ بلیغ نہ فرماتے یہ تمام وبال
ونکال برگردنِ بخاری ومسلم ہے کہ اُنہوں نے مضامینِ غصب فدک
وغصب جناب سیدہؑ درج صحاح کرکے علمائے مذکور کو سخت ضیق وپیچیدگی
میں ڈالدیا مولوی حیدر علی صاحب نے انکار رنجیدگی و رضامندی جناب
سیدہ سے صحیحین کو کہ جنکی صحتِ روایت پر اہلِ سُنت فریفتہ و دلدادہ ہیں
درجہ صدق وثاقب سے خاک مذلت میں ملا کر شاہ صاحب کو بھی کہ غضبناکی کے
مصدق ہو کر دیئے اثبات رضامندی ہوئے ہیں صحیحین کے ساتھ کاذبِ
محض قرار دیدیا اگر جناب امیرؑ کا عہدِ حضرتِ ابوبکر وعمر وعثمان میں دعویدار
ہونا پایۂ ثبوت کو نہ پہنچتا جیسا کہ کتبِ معتمدہ میں مندرج ہے اور بفضلہ بغرض
آگاہی عامۃ الناس مفصل آگے بیان ہوگا تو شاید کسی بلید وغبی الذہن کو
توہم ہو جاتا مگر ہر سہ خلافت میں متواتر ایک وضع سے مستغیث ہونا اور
پھر وہم باقی رہنا یہ کیا معنی میئے ان معاملات کو احتمالات کی تشریح
میں بہت توضیح سے بیان کیا ہے منتظر رہیئے آپکی نظر توہم اثر سے عنقریب
گذرنیوالا ہے جناب من یہ قصہ ایسا صحیح اور متواتر ہے کہ وہم کی بو بھی نہیں آسکتی
البتہ جو لوگ کہ دیدہ و دانستہ حق پوشی کرکے جملہ خبریہ کو انشائیہ بنائیں یعنی جملہ فرأیتماہ گفتہ
عمر کو جمل باستفہام کرکے یہ معنی نکالیں کہ اے علیؑ وعباسؑ کیا تمنے ابوبکر کو جھوٹا جانا

jabir.abbas@yahoo.com

انکا بطلان وہم اگر حضرت علیؑ و عباسؓ کے بکرات و مرات دعوی کرنے سے
نہیں ہوا تو واجب ہے کہ فصد کرائیں یا بریلی جائیں اسلئے وہمیاتِ عقل بحوش
باختہ صفِ ماتم بچھا کر گریہ و بکا کرو اہل حدیث کی قلم سے الفاظِ دافع وہم
چھوٹ گئے اب کیا ہو سکتا ہے اگر الفاظ مختلف ہوتے تو شاید گنجایش وہم
نکل آتی جیسا کہ قصہ قرطاس میں روایت نے اختلافات لفظی کر کے ان
ھذا الرجل لیہجر میں توہم استفہام پیدا کر دیا بہرحال آپ کو لازم تہا کہ
کوئی قرینہ وہم بھی تو بیان فرما دیتے کہ عبارتِ مُسلم میں فلان موقع پر ایں
سببِ وہم پیدا ہوتا ہے محض ایک سرد وُم بریدہ لفظ وہم لکھ کر آپ نے
بعض اہلِ سُنّت کو بھی جو فی الجملہ متانت رکھتے ہیں تزلزل میں ڈالدیا کلام با
دلیل ہمیشہ مطبوعِ طبائعِ اہلِ عقل ہوا کرتا ہے اور دعوے بدلیل خوار و
ذلیل آپکا اقرارِ وہم میرے استفسارِ ستین کے مقابلہ میں بالکل ایسا ہے کہ
جیسا مزعفر کے سامنے ادبالی دال بندہ نواز حضرت امیرؑ کا برابر مستغیث
ہونا بجمیع الوجوہ مثبت کذب و غدرِ شیخین ہو گیا اِس میں کوئی واہمہ نہیں
ہے اور اگر ہو سکتا ہے تو مبہم نہ رکھتے مفصل بیان فرماتے یہ بھی واضح رہے
کہ اِس مقام تک مجھکو نصف سے زیادہ ڈگری مل گئی ہے اور خاتمۂ کلام پر
انشاءاللہ میرا کل دعوے سرسبز ہوگا مگر بالفعل جو نتیجہ پیدا ہو چکا اُسکو بھی فیمابین فریقین لکھیا
کہ بوجہ عدم مطابقت تقریرِ الزامی ایک حصہ سے زیادہ عدالتِ شیخین زائل ہو گئی
اور جبکہ عدالتِ مفروضہ برباد ہوتے عام اُس سے کہ کسیقدر ہو ہر دو خلفا
نامدار عامۃ الناس میں داخل ہو کر تحتِ حکمِ العوام گئے اور جبکہ زمرۂ انعام میں
جو کہ عبارت سے وحشیان و چوپایہ وغیرہ سے شمار کیے گئے تو کوئی وقعت
باقی نہ رہی اب میں اُس تمہید کی تکمیل کرتا ہوں کہ جسکا پہلے وعدہ کر چکا ہوں

ؔلہ ممالک مغربی و شمالی کے وہمی بریلی کے پاگل خانہ میں بھیجا کرتے ہیں ۱۲

یعنی الفاظِ کذب وغدر وغیرہ کی تفسیر وہ اس طرح ہے کہ جناب عمرؓ نے بمخاطبہ حضرت علیؑ و عباسؓ سرِ جلسہ ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ سے معاملۂ فدک میں بدلیل لا نورث حکم اخیر سنکر تم دونوں نے اُسکو اور چونکہ میری حکومت بھی اُنہیں کی عنایت سے متفرع ہے لہذا مجھکو بھی کاذب و غادر وغیرہ سمجھا۔ واضح رہے کہ حدیث مسلم میں یہ چار الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ کاذب۔ غادر۔ خائن۔ آثم۔ ہر لفظ کے معانی لغوی اِس قرینہ و عبارات واضحہ سے بیان کرتا ہوں کہ انشاء اللہ مقبول طبائع منصفین ہو۔

کاذب اُسکو کہتے ہیں جو کہ امر خلاف واقع بیان کرے۔ نظر برآں بدلالتِ حضرت امیرؑ جملہ بیاناتِ شیخین خصوصاً جہانتک کہ اخذ خلافت و اغتصاب حقوقِ خاندانِ نبوت سے متعلق تھے جھوٹا اور بے بنیاد سمجھتے تھے۔ غادر۔ غدر کرنیوالے کو کہتے ہیں اور حسب تصریح روایت محمد بن اسمٰعیل بخاری یہ گروہ وہ ہے کہ عہد و پیمان کرکے وفا نہ کرے چونکہ شیخین نے باوصفِ عہود موثقہ عہدِ غدیر یہ کہ کلمہ باجاہ و جلال و میمنت اشتمال بخٍ بخٍ سے ثابت ہے ایفاء نہ فرمایا نظر برآں جناب امیرؑ نے چونکہ اپنی ذاتِ بابرکات کو بعد ختمی مرتبت خلیفۂ بلافصل وسلطان لازم الاطاعت جانتے تھے مدعیان خلافت کو غادر یعنی بدعہد سمجھا۔ خائن۔ خلفائے ثلثہ نے چونکہ تمکن ناجائز کرکے سلبِ حقوق اہلبیتؑ و بعض مواقع پر خود سری و مطلق العنانی سے تغیر احکام شریعت کیا اور اُسکا نام تابعین و تبع تابعین نے سیرتِ صحابہ و سُنتِ شیخین رکھا جیسا کہ منع متعہ و ایجاد تراویح بجماعت و زیادتی اذان نماز جمعہ و ازدیادی ارکانِ اذان بکلمہ الصلوٰۃ خیر من النوم و اسقاط حی علیٰ خیر العمل از اذان و تجویز حقِ عصبہ و انتزاع فدک و منع حقوقِ ذوی القربیٰ مثل خمس و مال فے وغیرہ نظر برآں

[illegible] بیعت [illegible] رسالہ [illegible] بخلاف [illegible] میں بڑی [illegible] تفصیل سے عرض کیا ہے ۱۲

ایسے افعال قبیحہ کے ارتکاب سے ہادم بنیاد ملت احمدی کہے گئے یہ بزرگواران حسب عقیدہ و مزعوم عامۃ الناس باسباب ظاہر بوجہ تعلقات سیاست مدنی امناءِ دین خدا گنے جاتے تھے گو کہ کسی طریقہ سے ہوں کاش اہلبیت عظام کے ہی حقوق تلف کرکے امانت خدا و رسول میں جو کہ عبارت ہے شریعت پاک سے ایجاد و عقل آرائی نہ فرماتے اور نبی کریم کے قدم بقدم چلتے اور امور دینی میں متابعت ثقلین کرتے تو خائن نہ کہلاتے بلکہ غاصب محض قرار پاتے۔ الحتم جبکہ حضرات ثلاثہ یہ مراحل مشکلہ یعنی منازل سہ گانہ متذکرہ بالا بآسانی بلا خوف و دغدغہ تا بیس برس طے فرما چکے تھے تب پورے گنہگار اور اسکے سزاوار ہوگئے کہ جسکے صاف طور پر کہنے سے قلم ادب شیم سوختہ ہوا جاتا ہے یہانتک جو الجواب تھا مگر چونکہ امورات دینیہ میں دائرہ کلام تنگ کرنا اور تحقیقات و تدقیقات انیقہ و رشیقہ سے ہر قصہ کی طرف بایمان و انصاف غور فرما نہونا بعید از شان و آئین ایمانداری ہے بنا برآن حقیر اول حدیث مسلم کی حقیقت اور علمائے اہلسنت نے جو اسکی اصلاح میں کوشش کی ہے اسکی اصلیت بیان کرنے کے بعد تھوڑے تھوڑے حالات متعلقہ بحث کاذب وغیرہ کتب کلامیہ سے استنباط کرکے پیش خدمت کرتا ہے اگر بترک تعصب و اعتساف نظر فرما ہوگئے تو آپ کو واضح ہو جائیگا کہ حق و ناحق کیا چیز ہے خدا کرے کہ برادران اسلامی فی الجملہ توجہ فرما کر تحریر ہذا کے منشاء اصلی اور علت غائی پر غور کرکے استفادہ دینی اٹھائیں اور یہ ہیچمیرز و ریہ کار بذیل حامیان ملت احمدی و طریقۂ جعفری محسوب و معدود ہو کر ماجور و مثاب ہو آمین ثم آمین ؛

جاننا چاہئے کہ حدیث مسلم جسپر سلسلۂ کلام جاری ہوا ہے بخاری و مسلم ہر دو کتاب میں بتغیر الفاظ و اتحاد مطلب درج ہے یہ روایت بہت طولانی ہے کل عبارت عربی

jabir.abbas@yahoo.com

کا نقل کرنا باعثِ طول سمجھ کر اُسکے دو حصّہ کرتا ہون ایک حصّہ کا مضمون بجنسہٖ
اُردو میں بیان کرکے باقی اصل عبارت نقل کرونگا حدیث کے پہلے حصّہ کا ترجمہ
یہ ہے زہری سے بحوالہ مالک ابن اوس مروی ہے کہ ایک روز خلیفہ عمر اپنی
دولت سرا میں تشریف رکھتے تھے کہ یرقع غلامِ عمر نے اطلاع دی کہ عثمان و
عبدالرحمٰن و زبیر وسعد اجازتِ حضوری طلب کرتے ہیں خلیفہ صاحب نے
حکم دیا کہ آنے دو اُسکے متعاقب غلامِ عمر نے خبر دی کہ علیؑ و عباس بھی موجود ہین
حکم ہوا کہ وہ بھی آئیں پس دونو صاحب داخل ہوئے عباس نے دربار میں پہنچکر
عرض کیا کہ اے امیرالمومنین مجھ میں اور معاذ اللہ اِس علیؑ کاذب و غادر و
خائن و آثم میں فیصلہ کردو تب عثمان وغیرہ نے بھی سفارش کی اور کہا دونوں کا
انکیں فیصلہ ہی کرا دینا مناسب ہے پس عمر نے عثمان اور اُنکے ساتھیوں سے
یہ فرمایا کہ آپ صاحب خالقِ ارض وسما کی قسم کھا کر کہیں کہ تم نے رسولِ خدا
سے حدیث انا معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکنا صدقۃ سُنی ہے تب سب نے
بیان کیا کہ بیشک سُنا ہے پھر علیؑ و عباس کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ بھی
بحلف بیان کیجئے کہ اِس حدیث کو رسول صلعم سے سُنا ہے تب اُنہوں نے
بھی حدیث کے سُننے سے اقبال کیا اُسوقت عمر نے آیہ فئی تلاوت کرکے اموال
بنی النضیر و ما افاء اللہ کا طرزِ تقسیم بعد رسول اللہ بیان فرما کر جملہ حاضرینِ دربار
سے حلفِ ضابطہ لیا من بعد ارشاد فرمایا۔ فلما توفی رسول اللہ قال ابوبکر انا
ولی رسول اللہ فجئتماہ تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب ھذا میراث امرأتہ
من ابیھا فقال ابوبکر قال رسول اللہ لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فرایتماہ اثما کاذبا
غادرا خائنا واللہ یعلم انہ لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفی ابوبکر
وانا ولی رسول اللہ وولی ابوبکر فرایتمانی کاذبا غادرا خائنا اثما واللہ یعلم

[illegible]

jabir.abbas@yahoo.com

انی لصادق بار راشد تابع للحق فولیتھا حتی جئتنی انت وھذا وانتما جمیع وامرکما واحد فقلتما ادفعھا الینا فقلت ان شئتم دفعتھا الیکما علی ان علیکما عھد اللہ ان تعملا فیھا بالذی کان یعمل رسول اللہ فاخذتماھا بذلک قال اکذلک قالا نعم قال ثم جئتمانی لاقضی بینکما واللہ لا اقضی بینکما بغیر ذلک حتی تقوم الساعۃ فان عجزتما عنھا فردا ھا الی انتھی خلیفہ عمر نے جو اب جناب علیؑ و عباس ارشاد فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول پاک نے وفات پائی تو کہا ابو بکر نے کہ میں ہوں خلیفہ رسول صلعم کا پس آئے تم دونوں اے علیؑ و عباس کہ طلب کرتا تھا تو اے عباس میراث اپنے بھتیجے سے اور طلب کرتا تھا یہ علی المرتضیٰؑ میراث اپنی زوجہ کی اُسکے باپ کی جانب سے بجواب ابو بکر نے کہا کہ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہمارا وارث ہوتا ہے کوئی جو کچھ کہ ہم یعنی انبیا چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے پس اس بات کے کہنے سے تمنے اسکو جھوٹا دغاباز خائن گنہگار جانتا خدا جانتا ہے کہ وہ سچا نیک رہنما تابع واسطے حق کے تھا پھر جب مرگیا ابو بکر اور میں خلیفہ ہوا رسولِ خدا اور ابو بکر کا پس تمنے مجھکو جھوٹا اور دغاباز وخیانت کرنے والا اور گنہگار خدا جانتا ہے کہ میں سچا نیک رہنما تابع واسطے حق کے ہوں پس چلے گئے تم اور پھر تم دونوں میرے پاس آئے درحالیکہ تم دونوں ایک تھے اور تمہارے کلام میں اتفاق تھا سو تم نے کہا کہ یہ ترکہ ہمارے حوالہ کردو تب میں نے کہا کہ اِس شرط سے دیتا دیتا ہوں کہ تم خدا سے عہد کرلو اسمیں وہی کیجیو جو رسول صلعم کیا کرتے تھے چنانچہ آپ ہر دو صاحبان نے قبول کرکے ترکہ مذکور اُسی شرط پر لیا اب کہو جیسے کہ میں کہتا ہوں اِسی طرح ہے یا کچھ اور اُس وقت آپ نے کہا کہ ہاں اِسی طرح سے اب آپ میرے پاس پھر آئے قضیہ لیکر اسواسطے کہ میں آپ کا فیصلہ کرو والتہ پر

جو کچھ کہ میں پہلے کر چکا ہوں اسکے خلاف مجھ سے تا قیامت نہ ہوگا اگر تم سے انجام تولیت نہیں ہو سکتا تو مجھ کو واپس دیدو۔ واس حدیث کے مضمون پر نظر کرنے سے چند موقع مشتبہ و مخدوش معلوم ہوئے۔ لہذا جملہ مقامات مخدوشہ کی تصریح کرتا ہوں تین جملے حدیث مسلم کے قابل توجہ ارباب انصاف ہیں۔ پہلا جملہ یہ ہے کہ جناب عباس نے مجمع عام اصحاب میں حضرت علیؑ کو معاذ اللہ کاذب وغیرہ کہکر حضرت عمر سے انصاف چاہا دوسرا جملہ یہ ہے کہ حضرت عثمان وعبدالرحمن وزبیر وعلیؑ وعباس کا زبان فیض ترجمان نبی صلعم سے نحن معاشر الانبیاء الخ سنکر گواہی دینا اور جناب امیرؑ وعباس کا برعکس اپنی شہادت کے عہد صدیق و فاروق میں بنائے وراثت نبوی باستدلال استحقاق خود با دعوے دار ہونا اور جناب عمر سے اموال بنی النضیر وما افاء اللہ کا رسول مقبول کے زمانہ میں طرز تقسیم سنکر بحلف تصدیق کرنا اور خود عمل فرما ہونا بلکہ حجت ہائے بالغہ و دلائل کاملہ سے بعد صدیق و فاروق اس بات کے درپئے ہونا کہ ما افاء اللہ و مال بنی النضیر ترکہ نبوی سے بحکم قرآن جریان وراثت ہونا چاہئے۔ تیسرا جملہ یہ ہے کہ عمر کا ابوبکر و ذات خودش کو اناولی رسول اللہ کہنا حالانکہ باعتقاد و سنیہ نبی معصوم نے زمانہ حیات میں ابوبکر و عمر یا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بنایا ہر سہ فقرہ ہائے متذکرہ پر جو شبہات و محامل کہ بادی النظر میں پیدا ہوتے ہیں انکو تفصیل وار عرض کرتا ہوں احتمال جملہ اول نہایت حیرت خیز واقع ہے کہ جناب عباس نے بایں شایستگی واہلیت حضرت امیرؑ کو الفاظ بد و نالایق سے کیوں نسبت دی ایسے بیہودہ کلمات اراذل ہی ایک دوسرے کو سر جلسہ کہنا سخت معیوب سمجھتے ہیں شائستہ و تہذیب یافتہ لوگوں کا یہ شعار و کردار

نہیں کہ باہم ایسے غیر مہذبانہ و باحیانہ گفتگو کریں کمال تعجب انگیز قصہ ہے کہ
جناب عباس نے اپنے برادر زادہ کو در حالیکہ حسب روایت پیسر
شان آیۂ مباہلہ میں نفس رسول و سورۂ تحریم میں صالح المومنین سے کہ جسکا
مافوق ممکن نہیں وہی مقصود ہیں جھوٹا اور بے ایمان کیوں کہا اور وہ کونسا
حق موروث و مکسوب جناب عباس کا حضرت علیؑ نے بایں زہد و تورع
ضبط کر کے خیانت مجرمانہ کی تھی کہ جسکے پاداش میں ایسے کلمات ناگفتنی و
ناشنیدنی کے مستحق ہوئے اگر بنظر دفع الوقتی کہا جاوے جیسا کہ بعض اہل سنت
نے کہا ہے کہ جناب عباس نے چونکہ آپ کے چچا تھے داب بزرگانہ سے حیثیت
کی تو کسی طرح عقل باور نہیں کرسکتی کیونکہ ارباب کیاست و لیاقت کے یہ کوئی
معمولی بات نہیں کہ یکے بادیگرے بیہودہ کلامی کریں یا آنکہ کوئی مرد بزرگ
اپنے ایسے خورد کو جو بجز نبیؐ من جمیع الوجوہ اُس بزرگ سے اعلیٰ و افضل
ہو بالزام ہیچ سخنان ناصواب کہے اور نہ ایسا کوئی قاعدہ ہے کہ محض
لمبی داڑھی ہونیکے اعتبار سے کوئی شخص اپنے چھوٹوں کو بنظر جبر بزرگانہ
پیش سلطان عادل و حضور اخیار عین دار الشریعت میں ایسے الفاظ کہے جنکو
بمقابلہ کفار بھی کہنے میں تامل ہو۔ چونکہ یہ جملے حالات حضرات اہل سنت کی
سندی کتاب میں مندرج ہیں لہذا آپ ہی اُسکے ہر فقرہ کے جرح کے جواب
دہ ہیں اور ہمارے ذمہ کوئی الزام نہیں کیونکہ مجموعہ اندراجات اور
فقرات صحاح کے شیعہ قائل نہیں ہیں جو حدیث کہ اسوقت معرض بحث
میں ہے ہمارے نزدیک اُسکا اُتنا ہی مضمون درست ہے کہ جس قدر
جناب عمرؓ نے حضرت علیؑ سے درباب کاذب و خائن وغیرہ بیان کیا اور
باقی مضامین مصلحتاً اضافہ کئے گئے ہیں چنانچہ عبارات زائدہ و بیفائدہ

jabir.abbas@yahoo.com

اسکے وجوہات اندراج انشاء اللہ بیان کئے جاوینگے اب میں جناب سے
خصوصاً و دیگر حضرات اہل علم و ایمان سے عموماً عرض کرتا ہون کہ جناب امیر
نے بابت کرم و صلہ رحم کہ جسکی تصدیق میں بطون کتب حدیث و سیر مملو و مشحون
و ثقات امت رطب اللسان ہیں جناب عباس کے ساتھ کوئی زیادتی کی تھی
اور ان کے کسی حق واجب و جائز کو بقول صاحب تحفہ و ہدیۃ اثنا عشریہ غصباً کر
دبا لیا تھا اگر حسب اعتقاد ہر دو علمائے موصوف کہ جنکو مولویان حضرات سنیہ
بڑا محقق و راستباز خیال فرماتے ہیں حضرت علی نے حقیقتاً جناب عباس کو
بیدست و پا سمجھکر بالائے طاق رکھا اور اس تمام جائداد میں جو کہ بذینگاد
حضرت عمر سے ببیعۃ تولیت ان کے سپردگی میں تھی اپنا قبضہ و تصرف بخلاف
شرائط مندرجہ حدیث مسلم کر لیا چونکہ بوقت حصول سند تولیت عمر سے حلف
کیا تھا کہ ہم ان اراضیات میں وہی عملدرآمد پیش نہاد خاطر رکھیں گے
جیسا کہ عہد رسول مقبول میں تھا اور بعد میں جوش نفسانیت سے قول و قسم
پر کچھ اعتنا نہ کیا قابو پاکر سب دبا بیٹھے اندریں حالت حضرت علی علیہ السلام
کو کیون عادل و با ایمان کہیں اور معاذ اللہ حسب مقولہ جناب عباس مندرجہ
بخاری و مسلم و باتباع مولوی محمد قاسم نانوتوی و شاہ عبد العزیز دہلوی
فاسق نہ سمجھیں اور بصورت عدم وقوع خیانت وغیرہ بالزام بیجا و بہتان
ناصواب جناب عباس کو کس دلیل سے جھوٹا اور مفتری نہ خیال کریں اگر
دونوں بزرگواران کی نسبت بظاہر حکم تفسیق دینا خلاف شان مسلمانی ہو
تو پھر کیا کریں اسوقت چار و ناچار لازم آئیگا کہ بخاری و مسلم کو صحیح
ترین کتب بعد کتاب باری کیا بلکہ کتاب خالق باری سے بھی پست تر سمجھیں
اور حسب اجماع علمائے اہل سنت انکی تمامی احادیث کو پھٹکا چھوڑا ہوا جنی

jabir.abbas@yahoo.com

صاف شدہ نہ خیال کریں بلکہ بخلاف اُسکے اُن کے جمیع ایسے مطالب کو کہ جن
کی تصدیق سے نفس صاحبان ایمان پر حرف آئے بالکل جھوٹا اور موضوع
تصور کریں اور شاہ صاحب و مؤلف ہدیۃ الشیعہ کو چونکہ معتقد بخلافۃ علی علیہ السلام
ہیں سراسر بدکیش سمجھیں واضح رہے کہ اِس موقع پر کوئی تاویل ہی نہیں
ہوسکتی تاکہ بزور تعسفیات اصلاح کرکے حضرت امیرؑ و جناب عباس و صحیحین
و صاحب تحفہ و ہدیۃ الشیعہ کو الزام سخت سے بچایا جاوے بہرحال منجملہ تین
بااعتبار چیزوں کے ایک سے ضرور بے اعتقاد ہونا ہوگا۔ یا علیؑ و عباس کو معاذاللہ
جھوٹا اور دغاباز کہو یا مسلم و بخاری کی صحت اور حضرت شاہ صاحب و نانوتوی
کے وثوق و اعتبار و عزت و وقار و اقتدار کا کبھی بھولے سے بھی نام نہ لو امام نووی
شارح مسلم اس موقع پر سخت پیچیدگی لاحق ہوئی آخرکار نہایت زچ ہوکر یہ باب
تاویل کیا اور راویان حدیث کو جھوٹا ٹھہرایا ہم لوگ امام نووی کا تہ دل سے
شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنہوں نے تکذیب روایت ہی پر اکتفا کیا شاہ صاحب
وغیرہ علمائے متاخرین کیطرح بیدھڑک ہوکر جناب امیر پر الزام غلبہ نہیں لگایا
چونکہ حضرت علیؑ کی شان میں باعتبار صولت و شجاعت و فتوحات و قلعہ کشائی
غالب کل غالب آیا ہے عجب نہیں کہ شاہ صاحب بہادر نے غالب کے یہی معنی
سمجھے ہوں کہ اپنے عزیزان و بزرگان کو اُنکے حقوق واجبہ سے بیدخل کرکے
غلبہ حاصل کیا جاوے۔ وائے بریں ایمان و علوی شان بہ ثبوت اِس امر
کے کہ امام نووی شارح مسلم نے راویان حدیث کی طرف نسبت کذب کی
ذیل میں عبارت نقل کیجاتی ہے مطابق فرمائی جاوے عبارت عربی مندرجہ
شرح مسلم کتاب الجہاد باب حکم الفئ امام نووی شارح مسلم نے مازری سے نقل
کیا ہے ان ھذا اللفظ الذی وقع لا یلیق ظاہرہ بالعباس من حاشا لعلی ان یکون فیہ

jabir.abbas@yahoo.com

بعض هذه الاوصاف الى ان قال اذا انسدت طرق تاويلها نسبنا الكذب الى
رواتها وقد حمل هذا المعنى بعض الناس على ان ازال هذا اللفظ من نسخته تورعا
عن اثبات مثل هذا انتہی حاصل کلام نووی یہ ہے کہ یہ لفظ یعنی
کاذب وغادر وغیرہ جو روایت میں وارد ہے ظاہر حال جناب عباس کے
مناسب نہیں اور معاذ اللہ کہ علیؑ ابن ابیطالب میں یہ بعض اوصاف ہوں
یہانتک کہ آگے چلکر نووی نے کہا جب راہیں تاویل کی سب بند ہوگئیں ہم
راویان حدیث کی تکذیب کرتے ہیں کیونکہ بعض اور آدمیوں کو اسی خیال نے
اسیر برانگیختہ کر دیا ہے کہ اس لفظ قبیح کو اصل کتاب سے نکال ڈالا ہے
بنظر اسی احتیاط کے جو ایسے کلمے کی نسبت دینے میں عائد ہوتے ہیں حقیر اس
قصہ پرغصہ کا شان نزول بیان کرتا ہے۔ کہ کیوں ایسا سخت فقرہ جناب
عباس کی ذات سے منسوب کیا گیا اصل مطلب یہ ہے کہ کوئی اس قسم کا معاملہ
نہ تھا کہ حضرت امیرؑ کی ذات سے جناب عباس کو رنج پہنچا ہو یا آنکہ ولایت
مآب نے اپنے چچا کو انکے کسی حق شرعی سے غلبہ پاکر بے دخل کیا ہوا ور نہ انہیں
ور باب انقسام جائداد تنازعہ وتکرار تھا جیسا کہ صاحب ہدیۃ الشیعہ باتبلغ
شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جناب علیؑ وعباس کو فدک وغیرہ کا
متولی کردیا تھا ہر دو متولیان کی رائے میں اختلاف ہو کر منجر بنزاع وتکرار
ہوا اور نہ کبھی جناب عباس نے اپنے ایسے ذی وقعت وکامل الایمان برادر
زادہ کو جسکے بحر علم کے قطرہ اور ادنے تلامذہ ہونے کا انکے بیٹے بصد فخر ومباہات
دعوی کرتے تھے صفات مندرجہ حدیث مذکورہ سے تعبیر کیا بلکہ بروایت جناب
ابن عباس حضرت علیؑ ان جملہ آیات قرآنیہ کے جو کہ مبشر بہ ثواب دار القرار ہیں
راس ورئیس سمجھے گئے ہیں اور آیات مذمت وعتاب جو کہ مجملاً بحق اصحاب

jabir.abbas@yahoo.com

وارد ہیں اُن سے بری ہیں خدارا غور کیجئے اور اپنی کُتب مستندہ سے استخراج
واستنباط فرمائیے۔ کہ حضرت عبداللہ جناب عباس کے خلفِ سعید و رشید
حضرتِ امیرؑ کی ایسی تعریف فرمائیں کہ آیاتِ رحمت کے نزول کا مقصد اصلی
قرار دیں اور آیات مذمت و عتاب و خشم آمیز سے بالکل جُدا بیان کریں
اور حسب تسلیم سبط ابن جوزی مندرجہ کتاب تذکرہ خواص الامۃ جناب امیر کو
سید الصادقین بیان کریں چنانچہ آیہ وافی ہدایہ اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین
کی تشریح میں علامہ موصوف نے لکھا ہے قال علماء السیر معناہ کونوا مع الصادقین
علی علیہ السلام و اہلبیتہ قال ابن عباس علی علیہ السلام سید الصادقین
اور ایک موقع پر انکے پدر بزرگوار اس درجہ مذمت کریں کہ ہم پلۂ کفارِ بدکردار
کردیویں۔ اگر حضرت امیرؑ نے جناب عباس کو کوئی اذیت پہنچائی ہوتی تو
ممکن نہ تھا کہ اُنکے صاحبزادے جو کہ باپ کے سامنے عاقل و بالغ ہوچکے
تھے اُسکو فراموش کرکے حضرت علیؑ کے مداح و موصف ہوتے۔ مگر قدرتِ
خدا قابل دید ہے کہ رجماً بالغیب اسی حدیث کے فقرات آخری میں بقولے
دروغ گو را حافظہ نباشد امام مسلم کی قلم سے نکل گیا ہے ثم جئتنی انت و ھذا وانتما جمیع و امرکما
واحد یعنی عمرؓ نے کہا کہ اے عباس تم اور یہ یعنی علی المرتضیٰؑ دونو میرے
پاس آئے درحالیکہ باہم متفق تھے اور بات تمہاری ایک تھی سو اِس
عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدانخواستہ چچا بھتیجے میں کوئی ملال و حرخشہ نہ
تھا نہایت افسوس کی بات ہے کہ خلفاء کی پیچیدہ باتوں کی اصلاح کے
لئے اناب شناب جو کچھ زبانِ قلم پر آیا بلا خیال اطراف و جوانب آنکھ بند
کرکے لکھدیا یہ نہ سمجھا کہ آخر کسی ایماندار با انصاف کی نظر سے گذریگا تو پرخچے
اُڑ جاینگے اصلیت یہ ہے کہ یہ فقرہ تنازعہ علیؑ و عباس کا اِس مصلحت سے بڑھایا گیا

jabir.abbas@yahoo.com

ہے کہ حضرت ائمہ کو متعصب لوگوں کی نگاہوں میں بے وقار کیا جاوے اور چونکہ جناب ولایت مآب شیخین کو بقول انہیں کے کاذب وغیرہ جانتے تھے بنا برآں اگر کوئی شخص بمقتضائے دردِ دین اعتراض کرے کہ حضرت علیؑ کو جناب عباس نے سر دربار ایسا کیوں کہا تو اسکو یہ جواب دیکر اسکت شوئی کیجا وے کہ اگر علی المرتضی خلیفتین کو کاذب وغیرہ جانتے تھے تو کونسا رکن کعبہ ٹیڑھا ہو گیا انہیں حضرت علیؑ کو عباس عم رسول نیک کردار بزرگ و جلسہ عام میں برا کہتے تھے پس حضرت علیؑ بایں عیوب ذاتی اگر کسی مرد صادق و بار د راشد کو جھوٹا خیال کریں تو کب لائق اعتنا ہے اگر کسی نے اس جواب کو دورانہ صواب سمجھ کر زیادہ تشریح و توضیح چاہی تو اسکو یہ کہکر ٹالدیا کہ میان بزرگانِ دین کے معاملہ میں ہماری عقول کو دخل نہیں اور نہ ہم اسپر مامور ہیں کہ انکی ڈھول جوتی لپا ڈگی یا اختلافات و مشاجرات پر نظر کریں ہمکو بہر نہج یہی زیبا ہے کہ انکے تنازعات کو محمول بہ قضا یا متحدانہ کریں اور اپنی زبان سے کسی بڑے کو بھی برا نہ کہیں اظہار الہدیٰ مؤلفہ مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی جوکہ برائے نام جواب انوار الہدیٰ مصنفہ جناب مولانا شیخ احمد صاحب دیوبندی ہے اسکے صفحہ ۱۴۱ میں سطری ملاحظہ طلب ہے جسمیں وہ نہایت نرم زبان سے سر قلم نیچا کرکے بدوں کے برا کہنے سے بیزاری ظاہر فرماتے ہیں نہ معلوم مولوی صاحب اہل عقیدہ کی پابندی سے آیۂ وافی ہدایہ یلعنهم الله ویلعنهم اللاعنون کس گروہ سے متعلق فرمائینگے ہرچند کہ خلاف مبحوث عنہ ہے مگر یہ نکتہ بلیغ اس موقع پر قابل اندراج معلوم ہوتا ہے کہ سوائے شیعہ مرتضوی اور جمیع طرق اسلام کو مسلمان پر کیا بلکہ کفار لیام پر بھی لعن کرنے میں کف اللسانی ہے اور شیعاء حیدر کرار صفت تبرا سے ایسے مخصوص کئے گئے ہیں کہ محتاج بیان نہیں پس عاقل

کو یہ دیکھنا لازم ہے کہ قرآن پاک میں جا بجا کاذب وظالم پر خدائے پاک نے
لعن وارد فرمایا ہے اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ لعن کاذبین وظالمین اہل اسلام
سے متعلق ہے اگر تعبیر بہ کفار کیا جاوے تو مسلمان کو جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے
میں پوری آزادی ہے پھر تو اعملوا ماشئتم یعنی جو چاہو سو کرو اہل بدر کے لئے
حسب مقولہ اہل سنت مندرجہ آیات بینات نہایت ہی صحیح ہو جائیگا حق یہ ہے
کہ خطاب بہ لعن سوائے کفار بد انجام بپاداش کذب وظلم وکتمان آیات جناب
احدیت اہل اسلام سے بھی ایسا ہی تعلق رکھتا ہے کہ جیسا دیگر کاتمان آیات
الٰہی سے حضرات اہل سنت کے امام اعظم ابو حنیفہ سے جو درباب لعن یزید
پلید استفتا کیا گیا تو انہوں نے غایت وفور ایمان سے سکوت فرمایا شاید
امام صاحب کے نزدیک جناب خامس آل عبا آیات خدا میں داخل نہوں اور
یزید کو بھی ظالم نہ تجویز فرماتے ہوں ایسے ذی اقتدار بانئے مذہب کے سکوت
نے یہ اثر کیا کہ اہل سنت کو ارتکاب لعن میں جسارت ومبادرت نہی ۱۸۸۵ء میں
بمقام ڈیرہ اسمٰعیل خان نواب سرفراز خانصاحب کے مکان پر درباب جواز
وغیر جواز لعن یزید علمائے سنیہ کا بہت بڑا جلسہ ہوا اور اطراف وجوانب کے
علمائے وحفاظ منتخب کرکے بلائے گئے بڑے بڑے ریش دراز عالم قرآن کو حمائل
کیے ہوئے بصد غیظ وغضب یہ اصرار کرتے تھے کہ بوجہ سکوت ابو حنیفہ یزید
کسی طرح سے مستحق لعن نہیں ہو سکتا انجام کار انہیں کی ڈگری ہوئی اگر شک
ہو تو نواب الہ داد خانصاحب خلف الصدق نواب سرفراز علی صاحب بہادر
رئیس اعظم ڈیرہ اسمعیل خان سے دریافت کرلیا جاوے پس سمجھ لینا چاہیئے کہ تمامی
فرقہ اسلامیہ میں سوائے گروہ شیعہ کے اور کسی کو ایسی جرأت نہیں کہ کاذب ظالم
وغیرہ پر جیسا کہ خدائے اکرم لعنت کرتا ہے کریں اور صفت لاعنون سے بہرہ ہی

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

گروہ مقصود ہے جو کہ لعنت کرنیوالا ہے نہ کہ وہ لوگ جو کہ صامتوں و ساکتوں میں داخل ہیں اور بلاشبہ وہ اہل سنت ہیں کہ اعدائے دین پر لعن و تفرین کرنے سے بفراسخ بھاگتے ہیں پس حضرات اہل سنت چونکہ بزرگوں کو بُرا کہنے سے اعتراض فرماتے ہیں تو لازم آیا کہ کتاب اللہ کے ایک جزو پر عامل نہیں اور جس گروہ نے کسی فعل یا ترکِ فعل سے ایک جزوِ قرآن پاک کو متروک العمل جانا۔ اسکو میں مرکب الفاظ میں نہیں کہہ سکتا کہ کیا ہے مگر مفردات میں عرض کرتا ہوں کہ اسکے ک ا ف ر ہونے میں کسی کافر کو بھی شک نہیں چونکہ یہ موقع اس بیان کا نہیں ہے کہ حضرات اہل سنت نے کسقدر قرآن کو متروک العمل کر دیا انشاء اللہ اس رسالہ کے حصہ دوم میں وہ جملہ آیات کہ جنکے عمل سے اہل سنت کو حرمان ہے بیان کرونگا لیکن اتنا اور بھی ذہن نشین فرمالیجے گا کہ حضرات اہل سنت نے یہ اہتمام کیوں کیا کہ بالکل سدِ باب لعن فرما دیا اور تارکِ حکم قرآنی ہوئے اسمیں ایک بھاری مطلب کی تخم ریزی منظور تھی یعنی اگر کبھی کسی شخص نے بھولے سے بھی بپاداش و مکافات سوادبی بمقابلہ خاندان رسالت صحابہ معیوب کی نسبت فتح باب جرح کیا تو پھر ثلاثہ چونکہ بانی ظلم و جور ہیں کسی طرح نہیں بچ سکتے یہ سارا انتظام اُنکی عیب پوشی و بچاؤ کے لئے کیا گیا ہے کیونکہ خاندان نبوت پر جو شدائد مثل حق تلفی و تہدید خانہ سوزی وغیرہ واقع ہوئیں وہ شیخین ہی کے دوران خلافت میں ہوئیں آئندہ جو سلاطین طور مسند آرائے حکومت ہوتے رہے وہ پچھلی یادداشتوں کو ملاحظہ فرماکر عمل کرتے رہے ہیں اس ثبوت میں کہ صحابہ در حقیقت قابل اس ہی کے تھے کہ اُنکے افعال پر اعتراض کیا جاوے مگر بمصلحت خاص سدِ باب تشنیع کیا گیا ہے شاہ ولی اللہ پدر صاحب تحفہ کا ایک قول پیش کرتا ہوں جنکو اُنکے خلف الصدق نے آیتی من آیات اللہ و معجزہ

jabir.abbas@yahoo.com

من معجزات رسول اللہ بیان فرمایا ہے۔ ولی اللہ موصوف رسالہ مسمی بمقالہ وضیہ
فی النصیحۃ والوصیۃ میں اپنے ہم مذہبوں کو بایں عنوان ہدایت فرماتے ہیں کہ وصیت
دیگر آنکہ در حق اصحاب آنحضرت اعتقاد نیک باید داشت و زبان را بجز مناقب
ایشان جاری نباید ساخت دریں مسئلہ دو صنف خطا کردہ اند قومی گمان
میکنند کہ ایشاں باہم سینہ صاف بودند و ہرگز مشاجرت میان ایشان نہ
گذشتہ و ایں ہم صرف است زیرا کہ نقل مستفیض شاہد است بر مشاجرات ایشان
و انکار ایں نقل مستفیض نمیتوان کرد و قومے ایں چیزہا بدیشان منسوب دیدند
زبان بطعن و لعن کشادند و در وادیہ ہلاک افتادند بریں فقیر ریختہ اند کہ اگرچہ
اصحاب معصوم نبودند و از بعض عوام ایشان لیکن کہ چیزہا بوجود آمدہ باشد
کہ اگر از دیگران مثل آں بوجود آید مورد طعن و جرح گردد اما ماموریم بکف
اللسان از مساوی ایشان و ممنوعیم از سب و طعن تعبداً بنابر مصلحتے و آں
مصلحت ایں است کہ اگر فتح باب جرح در ایشان شود روایت از حضرت پیغامبر
منقطع گردد و در انقطاع روایت برہم خوردن ملت است۔ انتہی ان چند
سطور میں فوائد عدیدہ پیدا ہوئے۔ اول یہ کہ صحابہ باہم سینہ صاف نہ تھے
بلکہ بغض و عداوت و کینہ و حسد و حقد و مشاجرات کہ بدترین عیوب ہے باہمدگر
رکھتے تھے چونکہ طائفہ سنیہ صحابہ کو مجموعاً عادل قرار دیکر بغرض تکفیر شیعہ بغض صحابہ
کفر قرار دیا گیا ہے۔ پس درحالیکہ صحابہ عظام ایک دوسرے سے بغض
رکھہ کر تشاجر و تخاصم رکھتے تھے لہذا حسب مذاق سنیہ کل کافر سمجھے جاسکتے
ہیں کیونکہ اس باب میں آزادی نہیں دیگئی کہ اصحاب کرام آپس میں تو بغض رکھا
کریں تو ماجور رہیں اور معترض معتوب۔ دوم جو لوگ کہ اصحاب کرام کے سینہ
صافی اور آپس کے ارتباط و اتحاد کے مدعی ہیں وہ منکر نقل مستفیض یعنی اخبار علماء

jabirabbas@yahoo.com

صحابہ ہو کر راہِ خطا اختیار کئے ہوتے ہیں۔ اس مرضِ متعدی میں عام جہلا اہلسنت
گرفتار رہیں از انجملہ عقوقِ والد ماجد سے بے پروا ہو کر حضور شاہ صاحب بھی بنظر
دہو کہ دہی و حق پوشی انکار مشاجراتِ صحابہ فرماتے ہیں۔ سوم جو معاملات کہ صحابہ
و سیما ثلاثہ سے بمقابلہ خاندانِ رسالت و دیگر اصحاب مکرمت مآب مثل اخراج
از بلد و جبر و قسر و سب و شتم و اتلافِ مال مومنین و زد و کوب وغیرہ وقوع پذیر
ہوئے اور انکو نقل مستفیض سے تعبیر کیا کیوں پیش نظر نہ کیا جاوے صحابہ کی
بدعملی پر طعن نکرنے کو شاہ صاحب بایں توہم منع فرماتے ہیں کہ اگر بجرم مخاصمت
باہمی انکو نشانہ تیرِ ملامت کیا گیا تو انقطاع خبر یعنی اسقاط سلسلہ حدیث آنحضرت
سے ہو جائیگا پس ایسے حضرات کی اخبار کب معتبر ہو سکتے ہیں ممکن کیا بلکہ ضروری
ہے کہ نقل روایات و احادیث میں ایسے لوگ اغراض نفسانیہ کو دخل دیکر
خلائق کو بدراہ کریں جیسا کہ انہیں اوراق میں حدیث لا نورث پر کہ جسکا
سلسلہ حضرت صدیق سے ہے سخت گیر و دار ہو رہی ہے ایسے گروہ کے
اقوال کبھی قابل استدلال نہیں ہو سکتے ہمنے ثلاثہ یا انکی امثال کے ہاتھ سے
سوائے رنج و تعب کوئی ایسا فائدہ نہیں اٹھایا کہ باوجود ایسے ثبوت و نقل
مستفیض کے کہ جنکی تصریح میں دفاترِ طوال موجود ہیں اعتنا نہ کریں اور انکو
کنتم خیر امۃ کا مصداق سمجھ جاویں حق یہ ہے کہ حضرات اہل سنت اُن تمام
زیادتیوں کو جو کہ خاندانِ رسولؐ مقبول پر دستِ اشقیاء امت سے صادر
ہوئیں بخوبی جانتے ہیں اور کتب میں بصراحت موجود ہیں مگر بالکل خیال
نہیں ہوتا اور نہایت ایمانداری سے سمجھ بوجھ کر چپ ہو جاتے ہیں اور
اگر کسی نے حجت ہائے قویہ سے ساکت کرنا چاہا تو بالآخر نہایت نا انصافی
و بیحیائی سے یہ کہکر دامن کش ہو جاتے کہ خواہ وہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں مگر چونکہ

rebuild.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

متقدمین نے اُنکی ریاست و امامت کو تسلیم کر لیا لہذا ہم کو گنجائش کلام باقی
نہیں رہی احتمال جملہ دوم صاحبانِ ایمان و اربابِ الیقان کی خدمت میں نہایت
ادب سے دست بستہ ملتمس ہوں کہ احتمال جملہ ہذا پر سرسری طور سے نظر نہ کریں
براہِ شان مسلمانی بلا غور و خوض امور بدیہی سمجھ کر انصاف فرماویں کہ اصحاب
صداقت مآب و ہمنشینانِ رسولِ مقبول کی حضراتِ اہل سُنت نے کس خوبی
و شایستگی سے حالت کذائی بیان فرمائی ہے اور کیسے کیسے الفاظ صاف و روشن
سے اُن کے ایمانیں داغ لگایا ہے سوائے اہل سُنت کے اور مذہب کا آدمی
کہ جسکو حقائق اسلام سے آگاہی ہو ایسے واقعات و قضایائے ناشایستہ
کو دیکھ کر ضرور ہے کہ مسلمانی کو سراسر بے ایمانی سمجھے صحابہ رسول مقبول
کو باعتبار زہد و اتقا ہر شخص بالانصاف کہہ سکتا ہے کہ نوعِ بشر میں ایسے
انفاسِ متبرکہ بے شبہ نادر الوجود ہیں اور خصوصاً جناب امیر علیہ السلام
کے طرزِ عمل و رفتار نیک کردار پر باوصفِ عداوتِ اسلام کفار لیام نے
بھی آجتک کوئی ایراد نہیں کیا مگر حضرات اہلسنت اُنکو ایسے افعال رذیلہ
و کردار قبیحہ سے منسوب فرماتے ہیں کہ جس سے اُنکا سخت دنیا طلب بے
ایمان ہونا بلا کسی تامل کے ثابت ہوتا ہے ذرا غور سے دیکھو اور ایمانداری
سے انصاف کرو کہ جناب عباس و حضرت علیؑ نے بشمولِ زبیر و جناب عثمان
وغیرہ خدائے پاک کو صفاتِ مخصوصہ سے یاد کر کے حدیث لا نورث کا زبان
فیض ترجمان سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام سے سماعت فرمانا روبروئے
حضرت عمر بحلف بیان فرمایا ہے اور اموال بنی النضیر و ما افاء اللہ کے
مقامات مصرف کو بعد رسول اللہ تسلیم و تصدیق کیا اور باین علم و آگہی
حسب شہادتِ خلیفہ عمر خلافتِ حضرت ابو بکر میں بخلاف اپنی شہادت کے

jabir.abbas@yahoo.com

بہ تعیین استحقاق خود ہا جیسا کہ حدیث ما بہ النزاع میں تصریح موجود ہے
دعوئے وراثت کیا اور جبکہ خلیفہ اوّل نے بموجب حدیث کہ جس کی صداقت
وصحت کے دعویداران شاہد تھے مقدمہ وراثت میں فیصلہ صادر کیا تو اُن
کو جھوٹا و بے ایمان و دغا باز جانا اور بعد وفات ابوبکر بعہد خلافت عمرؓ
مجدداً بطریق دہوکہ وہی حکام اُسی نوع اور حیثیت سے مقدمہ ارجاع ابر
کیا اور جبکہ خلیفۂ عمر نے اپنے مستخلف یعنی ابوبکر کی سُنّت عدم سماعت مقدمہ
کو زیر عمل فرماکر دعوے کو بحیثیت اوّل رجوع ہونے سے منبر پر نہ چڑھایا
اور باستدلالِ تجویز اوّل خارج کیا تو حضرت امیرؑ و جناب عباس نے ایسے
فاروقِ حق و باطل کو بھی مثل ابوبکر کاذب و خائن وغیرہ جانا حضرت امیرؑ
و جناب عباس سے عمرؓ نے وقوع کذب و غدر وغیرہ بطور اخبار بیان فرمایا
ہے صورتِ حال یا کسی مقال سے دریافت کیا ہوگا۔ کہ عباس و علیؑ ابوبکر
و ذاتِ خود کو جھوٹا یقین کئے ہوتے ہیں بہرحال حضرت عمرؓ کا انصاف
قابلِ داد ہے کہ اُنہوں نے حضرت امیرؑ کے مافی الضمیر و عندیہ خاطر کو سر
جلسہ بیان فرماکر شیعیانِ مرتضوی کے لئے گنجائش کلام وسیع تر پیدا کردی
ہم نہایت شکر گذاری کے ساتھ اُنکو اُسی ہدیہ کے لائق سمجھتے ہیں کہ جس کی
قابلیت اُنہوں نے خلافتِ چند روزہ میں بمقتضائے ادب کیشی خاندان نبوت کے
عزو احترام اور اُنکے حفظِ حقوق میں حاصل فرمائی غالباً بعض حضرات جنکو
محض دین آبائی پسند اور غوامض آیاتِ احمدی پر نظر نہیں وہ حضرت عمرؓ کو نہتّہ
زہر آلود نگاہوں سے دیکھ کر ضرور یہ کہتے ہونگے کہ خلیفہ کی طولِ قامت و راست
بیانی نے ہمارے تمام انتظام کو درہم و برہم کردیا حضرت امیرؑ جہت اسکاتِ خصم و اتمام
حجتِ شرعی ہر خلیفہ کے وقت میں اپنے حقوق کا اعلان فرماتے رہے ہیں چنانچہ

jabir.abbas@yahoo.com

مسندِ احمد بن حنبل میں بھی کہ اعتبار و وثوق میں ہمپایہ کتب بستہ ہے خلیفہ عثمان کے وقت میں حضرت علیؑ کا دعویدار ہونا لکھا ہے اور جنابِ عثمان کا باتباعِ سنتِ شیخین کہ جسکے عامل ہونے کیلئے حسبِ ایمائے عبد الرحمٰن مجلسِ شوریٰ میں آمادگی ظاہر فرمائی تھی مقدمہ وراثت کا سماعت نہ فرمانا درج ہے حقدار کو واجب ہے کہ سلطانِ وقت پر اپنے حقوق جایزہ کا اعلان کر کے خواستگار رہے دنیا دنیا باختیار رحاکم ہے جناب امیرؑ کے وقت میں ثلاثہ نامدار مسند آرائے حکومت تھے انہیں سے حضرت علیؑ نے حق طلبی فرما کر حجت شرعی تمام کی مگر ہر محکمہ میں ایسے صادق البیان کا دعویٰ برابر ڈسمس ہی ہوتا رہا جنابِ عثمان چونکہ حسبِ عقیدہ سنیہ ذیشان کانِ حیا اور ایمان ہیں لہذا مناسب موقع معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے تعلقات بھی اس حدیثِ لانورث میں ظاہر کئے جائیں کہ کیسی صفائی کے ساتھ ہیں انکا نمبر سب سے بڑا ہوا ہے کیونکہ جناب عثمان نے بھی روبروئے حضرتِ عمر بشمول چند صحابہ حدیثِ لانورث کا بسمع ہمایوں جنابِ رسولِ مقبول کی زبان مبارک سے سماعت فرمانا بحلف ظاہر کیا ہے اور بروایت بخاری جناب ابن عفان نے ازواجِ طاہرہ کی جانب سے بخلاف رائے عائشہ صدیقہ خلیفہ اوّل کے زمانے میں حصہ ہشتی کا دعویٰ وکالتاً دائر کیا۔ کتاب المغازی میں جو کہ ایک حصہ بخاری کا ہے حدیثِ بنی النضیر کے آخر میں یہ عبارت بحوالہ زہری مندرج ہے فحدثت هذا الحديث عروة بن زبير فقال صدق مالك بن اوس انا سمعت عائشة زوج النبي تقول ارسل ازواج النبي عثمان الى ابابكر يسالنه ثمنهن مما افاء الله على رسوله فكنت انا اردهن فقلت لهن الا تتقين الله الم تعلمن ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول لا نورث ما تركناه صدقة يريد بذلك

نفسہ انما یاکل ال محمد فی ھذا المال الی آخرہ ما حصل اس روایت کا یہ ہے کہ سوائے بی بی عائشہ صدیقہ کے اور کوئی ازواج نبی سے اس بات کی اطلاع نہ رکھتی تھی کہ نبی صلعم کے ترکہ میں اجرائے احکام وراثت ممنوع ہے کیونکہ یا وصف ممانعت عائشہ دیگر ازواج محترمہ نے خلیفہ عثمان صاحب کو وکیل کرکے دربار میں بھیج ہی دیا یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ رسول اکرم نے امہات المومنین سے اس نئی وضع کے حکم کو کیوں پوشیدہ کیا چونکہ آپ کے ذمہ تبلیغ احکام الہی نہایت ضروری تھی اور بحکم وانذر عشیرتک الاقربین انداز تنبیہ قبائل وعشائر پر واجب عینی پس لازم تھا کہ دیگر ازواج طاہرہ کو تنبیہ فرما دیتے کہ ہمارے متروکات میں عام حکم خدا کی پابندی نہ ہوگی یہ کیا معنے کہ بی بی عائشہ سے کہدیا اور دیگر ازواج سے کتمان کیا شاید حضرت یہ سمجھے ہوں کہ انجام کار عائشہ صدیقہ مجتہدہ ہو کر سیاہ سالاری کریں گی لہذا انہیں سے کہدینا چاہئے کہ انکی داب مجتہدانہ وکار مردانہ سے ضرور ہے کہ دیگر ازواج کو جرأت رجوع دعوی وراثت نہ ہوگی مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی قلم سے کتاب ہدیۃ الشیعہ میں جسکے اکثر مضامین تحفہ شاہ صاحب سے ماخوذ کئے گئے ہیں۔ ایک سچا فقرہ بیساختہ نکل گیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ جسوقت جناب سیدہ بحجت عدم جریان وراثت بہ ترکۂ انبیا فدک وغیرہ سے روک دی گئیں۔ تب گھر گھر غل پڑ گیا واہ جناب مولوی صاحب کتنی سچی بات لکھی ہے چونکہ آپ دنیا کو بحال خود چھوڑ کر راہگرائے عالم بقا ہو گئے۔ لہذا ہم آپکی صاف بیانی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور آپکے لئے حاکم حقیقی سے مستدعی ہیں کہ جناب اس صلہ میں بروز قیامت اپنے خلیفہ برحق و امام الصدق امیر معاویہ کے ساتھ محشور ہوں اور سنخ ندک

jabir.abbas@yahoo.com

فی الواقع حسب معتقدات شیعہ حق ہے تو مانعین اول کو جنکے فیصلہ کی تائید
وتشدید میں آپ نے وہ کارنمایاں کیا کہ حسب فتاوائے علمائے شیعہ مثبتۂ ظہر تحفۃ
الاثنا عشریہ جواب ہدیۃ الشیعہ کافر محض قرار دئے گئے جو ثواب وجزا ملی اس مین
آپکا چونکہ موئید وشید افعال خلفا ہیں دو تہا حصہ قرار دیا جاوے انشاءاللہ
بجلدوئے اصلاح افعال خلفا وتخطیہ جناب سیدہ جس کے ثبوت میں تتمہ بحث
فدک مندرجہ ہدیۃ الشیعہ موجود ہے آپ کو وہ ثواب عظیم ملیگا کہ روح مقدس
ابدالآباد محظوظ ومتلذذ رہے گی متوقع رہئے ردوجزا عنقریب آنیوالا ہے جناب
ممدوح کا یہ فقرہ کہ بفور انقطاع مقدمہ فدک گھر گھر غل پڑگیا صاف دلالت کرتا
ہے کہ قبل از فیصلہ فدک اہل مدینہ اس امر سے مطلع نہ تھے کہ انبیا کے ورثا انکی
متروکات سے بحکم قرآن محروم ہوگئے ہیں ورنہ ہر گھر میں دفعتاً شور وغل
برپا ہوجانا کیا معنی رکھتا ہے اجنبی وغیر عادی بات ہمیشہ قابل چرچا ہوا کرتی ہے
شاید اس غوغائے عام کا اثر نبی صاحب کے گھر تک نہ پہنچا ہو ورنہ ممکن نہ تہا
کہ ازواج طاہرہ کو نوع ممنوع السماعت پر گنجائش رجوع دعوے ملتی در
حالیکہ منع عائشہ محبوبہ وضجیعہ رسول خدا بھی سنگ راہ ہوسکتا تہا یہی سمجھ میں آتا
ہے کہ امہات المومنین نے بیان عائشہ کو محمول باغراض نفسانیہ کرکے صحیح
طور پر باور نہ فرمایا اور محض بغرض اتمام حجت شرعی دعوی پیش کردیا اس جگہ
مجھکو ایک نہایت باریک مضمون لکھہ کر ارباب نکتہ رس ودقیقہ سنج سے داد
طلبی منظور ہے اور وہ یہ ہے کہ بہ تصریح صاحب ہدیۃ الشیعہ فدک پر فیصلہ صادر
ہونیکے وقت تک سوائے ابوبکر کے اور جملہ صحابی آیۂ یوصیکم اللہ کے اسرار
وغوامض بلکہ معنی ظاہری سے بالکل بیخبر اور جاہل محض تھے۔ کیونکہ مولوی
صاحب ممدوح بمتابعت فاضل دہلوی رقمطراز ہیں کہ نفس پاک نبی صلعم آیۂ

jabir.abbas@yahoo.com

یوصیکم اللہ سے مستثنیٰ ہے بایں معنی کہ اس موقع پر خدا بمثل کلکٹر اور رسول خدا
بمنزل سررشتہ دار و پیشکار ہیں پس بروقت حکم سنانے کے جب سررشتہ دار یہ
کہتا ہے کہ صاحب تمکو یہ حکم دیتے ہیں تو اسوقت یہی مفہوم ہوتا ہے کہ سررشتہ دار
محض حاکم کے حکم کا سنانے والا ہے اس حکم کا نفع و ضرر سررشتہ دار کی ذات
سے متعلق نہیں ہوتا ایسے ہی یوصیکم اللہ میں نبی صاحب خدا کی جانب سے
امت کو سناتے ہیں کہ خدا تمکو ایسی ہدایت کرتا ہے جناب محمد صلعم بالکل اسکے
اثر سے بچے ہوئے ہیں پس نتیجہ یہ ہوگا کہ جسوقت تک صدور فیصلہ فدک سے گھر
گھر غل نہ پڑا تب تک اصحاب محمد صلعم آیہ موصوفہ کو یہی سمجھ کر تلاوت کرتے رہے
کہ اسمیں کوئی استثنا نہیں ہے کاش اسکے حکم کی خصوصیت سے واقف ہوتے
تو امر معلوم ہے مگر کیوں غل پڑ جاتا جبکہ سیدہ ارث پدری سے ممنوع کی گئیں
تب مدینہ کے ہر گھر اور علی الخصوص حافظان قرآن میں ایک سخت تہلکہ پڑ گیا۔
پس یہ بات نہایت آسانی کے ساتھ ثابت ہو گئی کہ حسب تصریح اہل سنت اصحاب
رسالت مآب نہایت بے تمیز تھے کہ آیات قرآنیہ کے عموم و خصوص میں امتیاز
نہ کر سکتے تھے اور یہ عقدۂ لا ینحل تیرہویں صدی کے علمائے سنیہ کے تخیلات
بالغہ سے حل ہوا افسوس کہ شاہ صاحب اور اُن کے مایۂ دولت کے ذریات
محمد قاسم نے ایسے لوگوں کی سمجھ پر جو کہ ہم زمانہ رسول مقبول بلکہ آنحضرت
سے مطالب قرآن سیکھے ہوئے تھے تخطیہ کیا اور ہم گروہ ناجیہ شیعہ امامیہ
اثنی عشریہ معنی یوصیکم اللہ بمثل اشخاص قریب العہد عام سمجھ کر اُن بزرگواروں
کے فہم کی تصویب کرتے ہیں شکر خدا کہ ہم تابع آل اطہار و اصحاب اخیار
ہیں پس بخوبی ثابت ہو گیا کہ اس وقت جملہ اصحاب آیہ یوصیکم اللہ کو یہی
سمجھتے رہے کہ نبی و غیر نبی سب کے لئے شامل ہے اور آنحضرت نے سوائے

jabir.abbas@yahoo.com

ابوبکر کے اور کسی کو اس کے حقیقی معنی نہ سمجھائے تعجب ہے کہ ایک اجنبی شخص
کو جسکا وراثت نبوی سے کوئی تعلق نہ تھا آنحضرت نے آیت کے معنی سمجھا دیے
اور جن بزرگواران کے کہ وراثت سے بیش از بیش تعلقات تھے انکو نہ سمجھایا
اور نہ وراثت پر مدعی ہونے سے روکا اور اگر منع فرما دیا تھا تو یہ اور غضب
ہے کہ ورثا نے اپنے مورث کی واجب التعمیل حکم سے انحراف کر کے مال مسلمین کا
غاصب ہونا تجویز کیا اب پھر عنانِ اشہب کلام بمیدانِ دار و گیر عثمان منعطف
کرتا ہوں دریں حالیکہ حدیث منع وراثت رسول صلعم سے عثمان بن عفان
حسب مفادِ حدیث مندرجہ مسلم سن چکے تھے تو از ولج لاعلم کو استغاثہ
نامشروع سے کس لئے نہ روکا اور اپنی ذاتِ ستودہ صفات کو آلائش
رسالت ناجائز سے کیوں نہ بچایا جسکو انتہا درجہ کی پیچیدگی و سرگرانی لاحق
ہو رہی ہے اور سخت متوحش و حیران ہوں کہ اصحابِ رسول مقبول خصوصاً
گواہان حدیث لانورث کس طبیعت کے آدمی تھے اور در باب اکتساب حطام
دنیا انکا کیا خیال تھا حسب اندراج صحیحین بلاکسی توجیہ و تاویل و تعلیل کے
ثابت ہوتا ہے کہ اگر در باب فدک فیصلہ جناب ابوبکر جائز طور پر صادر ہوا
تو بیشک حسب تصریح مسندین ملتِ سنیہ اعنی بخاری و مسلم و دیگر علمائے
متاخرین مثل شاہ صاحب و محمد قاسم نانوتوی وغیرہ یہ لوگ سخت بے ایمان
و دنیا طلب تھے۔ کیونکہ معائنہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی ان حضرات
نے رسول پاک سے حدیث لانورث کا سننا بیان کیا اور جب موقع دیکھا خلاف
و برعکس اپنی گواہی کے دعوی کر دیا اور جبکہ بموجب اسی حدیث شنیدہ و مسلمہ تو انکے
حکام نے فیصلہ چھوڑا تب بجائے اسکے کہ اپنے عمل مخالف سے نادم و پشیمان ہو کر
سر در گریبان ہوتے انکو چھوڑنا اور دعا پانا چاہا حضرت امیر و جناب عباس کا

jabir.abbas@yahoo.com

تو ذاتی فائدہ بھی تھا بمقتضائے نفسانیت وجلب منفعت جو کرتے تھے تو بُرا تھا مگر عثمان
صاحب نے تو برائے شگون کے لئے وہ کام کیا کہ جسکو بڑی ناک والے خوب جانتے
ہیں یہ حضرت تو از جملۂ واقفان حدیث تھے انکو واجب تھا کہ امہات المومنین
سے کہدیتے کہ آپ کیسا دعویٰ رجوع کرنا چاہتے ہیں میرے مواجہ میں رسول اللہ
نے بموجودگی چند اصحاب جلیل الشان اپنے متروکات پر نفی وراثت فرمائی ہے
نہ اُن بیچارے پردہ نشینوں کو ناجائز دعویٰ سے روکا اور نہ آپ اُس کے
وکالت پر خسارت سے دامن کش ہوئے انگریزی عملداری میں ایسی اینچ پینچ
کی کارروائی دھوکہ بازی وبے ایمانی سے فوراً مقدمہ قائم ہو کر مجرم جہنم
واصل کیا جاتا ہے مگر افسوس ہے حضرت صدیق کی چشم پوشی و فروگذاشت
پر کہ ایسے شخص کو بالزام دھوکہ دہی دورہ سپرد نہ فرمایا مگر چونکہ جناب ابو بکر
کی یہ فروگذاشت ایک بڑی مفسدہ کا سبب ہوئی لہذا بجائے آفریں اُسکے سزاوار
کچھ اور کہنا چاہیئے کیونکہ بقول سعدی ع نکوئی با بدان کردن چنان است
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں + اگر خلافت مآب اُنکو اس جرم نمایاں سے
رہائی نہ دیتے تو اُنکو ہرگز یہ جرأت نہوتی کہ اپنے عہد دولت میں بجرم محو جملہ
مسلین تھا مروان بے ایمان کی جاگیر میں بجز بی صلہ رحمی و کنبہ پروری فدک کو غیر
کو دیدیتے کیونکہ حب اعتقادات شتنیہ اس قسم کی رعایت دوست افشانی سے
رحمائیتہم کی صفت سے مخصوص سمجھے گئے ہیں پس یہ کیا شان مسلمانی ہے کہ جس
چیز کے نہ ملنے سے سیدہؑ نے رنجیدہ و پُرغضب ہو کر ابو بکر سے مہاجرت کی اور
مدت العمر کہ زائد از شش ماہ نہیں ہے کبھی گفتگو نہیں کی اُسکو ایسے شخص کی
جاگیر میں عنایت فرمایا جاوے کہ جسکا بے ایمان و مترود ہونا کسی کے نزدیک
بھی مشتبہ نہیں ہے سبحان اللہ کیا معقول شخص تھے حدیث لانورث کے

jabir.abbas@yahoo.com

گواہ ہو کر عام مسلمین کے حقوق کو ایک راندۂ درگاہ کے حوالہ کر دیا چنانچہ مدتِ متمادی تک مروان اور اُسکی اولاد ناپاک باین سلسلہ فدک پر قابض و دخیل رہے عبدالعزیز عباسی کے وقت میں ردِّ فدک دست سادات عمل میں آیا ہے روایات کتب ذیل اِس واقعہ کی تصدیق میں ملاحظہ طلب ہیں۔ فتح الباری شرح بخاری و موطا علی قاری و مفاتیح شرح مصابیح و مرقات وغیرہ بخوف تطویل عبایر کتب متذکرہ صدر باتمام نقل نہیں کی گئیں محض مضمون فتح الباری پر اکتفا کیا گیا بشرط مطابقت اور جملہ حوالہ درست سمجھیں اگر خلاف پائیں حقیر سے دست پنجہ ہوں اُس کی جوابدہی بذمہ تخیف ہے فتح الباری کے باب فرض خمس میں در بابِ فدک بحث طولانی عبارت ہے محض ایک فقرہ مثبت عطائے فدک بمروان از جانب عثمان ہدیۂ خدمت ہے قال الخطابی انما اقطع عثمان فدک لمروان عبارات کتب محولہ و مضمون فتح الباری بچشم ایمانداری ملاحظہ ہو شیخین کرام نے زمانِ حکومت میں اولادِ رسول کو بدلیل لانورث فدک سے محروم فرمایا اور جناب عثمان اپنے عہدِ دولت میں حالانکہ بگوش خود فدک کا صدقہ ہونا رسول اکرم سے سن چکے تھے تنہا مروان بے ایمان کو کہ جسکے فضائل مستغنی عن البیان ہیں مستفید فرمائیں ناظرین تحریر ہذا کو یہ بھی خیال فرمانا ضرور ہے کہ جس وقت جناب سیدۂ نے بعد ردّ دعویٰ ہبہ جسکا استرداد خلافت مآب نے بوجہ عدم مطابقت و عدم تکمیل نصاب شہادت کیا تھا بغرض افہام و اسکات ابوبکر و اتمام حجت شرعی فدک کو مقبوضہ و مملوکہ رسول خدا قرار دیکر وراثتاً دعوے پیش کیا اور در بابِ وراثتِ انبیا سخت محاجہ ہوا واقفان مقصد تنزیل و رموز دان قرآن و راسخون فی العلم یعنی اہلبیت طاہرین جو کہ بہ تعلیم نبوی ہر ایک آیۂ قرآنی کے معنی و مطالب سے کماہی آگاہی رکھتے

تھے اور صحابہ عظام بعد الوقوع تنازعات اُنکے ارشاد کو بالاترین اقوال جانکر
واجب التسلیم سمجھتے تھے ایک سمت اور جناب ابوبکر جنکو زبردستی پکڑ کر لوگوں نے
سندِ خلافت پر بٹھا دیا تھا اور وہ اکثر اور ہمیشہ اپنی ناقابلیت کے معترف رہتے
تھے جیسا کہ اقالہ بیعت سے ظاہر ہے۔ اور علمیت کی یہ حالت تھی کہ کلالہ تک کے
معنی بتا نہ سکتے تھے مع رفقا سقیفہ کہ جن میں اوّل درجہ پر حضرت عمر تھے ایک طرف
معدنِ علم و حکمت و محلِ نزولِ وحی و ملائکہ جو کہ اعلم الناس رہتے تھے اور آنحضرت
نے اخذِ احکام دینیہ اُن سے متعلق فرمایا تھا یہ حجّت کرتے تھے کہ انبیا کا ورثہ
بحکمِ قرآن ضرور ہے۔ اور وارثانِ انبیا بلا یقین برابر ورثہ پاتے رہے
ہیں آیہ یوصیکم اللہ عام ہے مگر بڑا پُر آشوب وقت تھا کسی نے نہ سُنا اور سیدہ
کو قطعاً اُنکے باپ کے ترکہ سے محروم قرار دیدیا تفصیل اس قصّہ کی دوسرے
حصّہ میں بوجہ اتم کی گئی ہے ابتدائی زمانہ آدم علیہ السلام سے آجتک کبھی
کسی کی اولاد پر ایسا جبر و ظلم نہیں ہوا کہ متروکاتِ پدری سے روکی گئی ہو اس
نئی بات کی نظیر سوائے جناب سیدہ محترمہ کے اور کسی کی نہیں پیش کیا جا سکتا
چونکہ اس موقع پر میرا منشا گواہان حدیث کی حالت ظاہر کرنے کا ہے بنا بر
آں آویزہ گوشِ مبارک کرتا ہوں کہ جب فدک کا مقدمہ پیش ہوا اُسوقت
جملہ صاحبان مندرجہ حدیث مدینہ طیبہ میں تشریف رکھتے تھے اور وہ محل وقوع
یا شہادت سے سبکدوش ہونے کا تھا مگر کسی مورخ و محدث نے اپنی تالیف
و تصانیف میں بغرض تکمیل مثل ایک گواہ کا بیان بھی لیا جانا اب تک ظاہر نہیں
کیا بلکہ بخلاف اسکے حضرت علی علیہ السلام کا بطرفداری جناب سیدہ تو
قرآن پاک سے جہت اثبات وراثت انبیا مستدل ہونا ثابت ہوتا
ہے مگر چونکہ بپاس خاطر سیدہ بیکس حضرت امیر کا احتجاج فرمانا انکی

منفعت ذاتی پر محمول تہا لہذا انکی استدلال پر کب عمل فرما ہوسکتے تہے ہاں
جب کوئی مسئلہ لاحل و پیچیدہ پیش ہوتا تہا کہ جسکے سلجہنے پر نفس خلافت
میں بٹہ لگے تو حضرت علیؑ کو وارث علم نبی اور اقضیٰ ترین امت احمدی سمجہہ کر
حل مسائل مشکلہ میں استمداد کیا جاتا تہا اسجگہ بہلا کون موقع تہا کہ اُن کے اجتہاد
کو تسلیم کیا جاتا مآل کار خلیفہ صاحب نے بلا بینہ و شہود محض استماع ذاتی پر
کار فرما کر مقدمہ کو زیر تجویز سے خارج فرمایا اور حضرت امیرؑ نے جو در باب
جریان وراثت ترکہ انبیاء علیہم السلام استدلال کیا اسکو محمول باغراض
نفسانیہ و ذاتیہ کرلئے تہا قبل اس بیان کے کہ ابوبکر کا حدیث منع وراثت
کو زبان رسول اکرمؐ سے بذات خود سنکر عمل فرما ہونا کیا اقتدار و اعتبار
رکہتا ہے مجہکو اس بات کا عرض کرنا ضروری معلوم ہوا کہ بہ ثبوت وراثت
انبیاء جناب امیرؑ کا احتجاج ابوبکر کو کہانتک پابند کرسکتا تہا اس بات کے ثابت
کرنے میں کہ حضرت علیؑ کے استدلال پر ابوبکر کو عمل کرنا از جملہ واجبات تہا مدارج
النبوۃ سے کہ معتمد ترین کتب سنیہ سے ہے ایک عبارت نقل کرتا ہوں اور وہ یہ
ہے جبکہ رسول مقبول نے زمانہ ابتدائی میں جہت تعلیم و تلقین احکام شریعت
حضرت امیرؑ کو ملک یمن کیطرف روانہ فرمایا تو یہ اہتمام کیا کہ عمامہ مبارک
انکے سر پر باندہا اور اپنے ناقہ خاص پر سوار کیا اور برسم تودیع چند گام
مشایعت فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ ترا فرستادم و بر مفارقت تو دریغ
میخورم بعد ازاں آنحضرت صلعم دست مبارک بر سینہ علیؑ کرم اللہ وجہہ نہاد
و گفت اللھم ثبت لسانہ واہد قلبہ لاجرم در علم قضا بمرتبہ رسید کہ
زبان معجز بیان رسول اللہ باین منقبت ناطق گشت کہ اقضاکم علیؑ و این منقبت
عظیم است صاحب مدارج کی یہ عبارت کہ اے علیؑ بر مفارقت تو دریغ میخورم

jabir.abbas@yahoo.com

صاف طور پر دلالت کرتی ہے کہ ختمی مآب کو حضرت امیرؑ کی جدائی سے سخت
افسوس تھا یقین ہے کہ اگر اہل اسلام سے کوئی دوسرا شخص قابلیت تعلیم
وتلقین احکام شریعت رکھتا تو ضرور ہے کہ آنحضرت مفارقت امیر المومنینؑ
گوارا نہ فرماتے اور کیونکر ایسا ہوتا تبلیغ احکام شریعت امورات عظام سے
ہے سوائے نبی یا نفس نبی کے کون متکفل ایسے امر سترگ کا ہوسکتا تھا۔ سورہ
برأت کہ جسکی تبلیغ سے بحکم آسمانی عزل ابوبکر ہوا زبان زد اطفال اہل اسلام
ہے۔ رسالہ ہذا کے حصہ دوم میں مضمون سورہ برأت کو عجیب شان سے عرض کیا
گیا ہے انشاء اللہ ناظرین اسکو دیکھ کر از بس متحظی ہونگے۔ خلاصہ کلام کہ جب قوت
حسب مفاد مدارج النبوت رسول اکرم نے جناب امیرؑ کو اقضی ترین امت
کیا ہوگا ضرور ہے کہ حضرت ابوبکر نے بھی چونکہ مصاحب خاص تھے سنا ہو۔ مگر
افسوس ہے کہ ایسے صحابی جلیل القدر نے تکذیب ارشاد نبوی کرکے اجتہاد در تصویب
کو معصوم عن الشوائب خطا و غلطی نہ سمجھا بلکہ بحث وراثت میں جناب امیرؑ کو حضرت
صدیقہ نے متنجج با مر باطل سمجھ کر اپنی تنہا رائے پر عمل کرکے مقدمہ ارث کو غارت
کر دیا بہرحال اس معاملہ میں ابوبکر کا حدیث لا نورث سنکر حکم دینا صحیح ہوگا یا
حضرت امیرؑ کا استدلال اس واقعہ کو ہم ارباب ایمان کے روبرو پیش کرکے
طالب حکم ہیں منجملہ دو اصحاب کے جس کے تصویب مناسب ہو کر دیویں۔ مگر اتنا
اور ملحوظ خاطر رہے کہ اگر جناب ابوبکر کے افعال کی اصلاح میں کوشش کیجائے
گی تو فوراً دو معصوم کی تکذیب لازم آجائیگی کیونکہ حضرت امیرؑ کے ساتھ علاوہ
ثنائی ممکنات ہی ہیں اسلئے کہ رسالتمآبؐ نے بحق حضرت امیرؑ لفظ اقضاکم ارشاد
فرمایا ہے بس تعجب کی بات ہے کہ قاضی ترین امت احمدی ایسے مسئلہ پر بحث کرے
جو کہ سراسر خلاف قرآن ہو چونکہ حسب تصریح کتاب مسلم حدیث لا نورث کے وقوع

jabir.abbas@yahoo.com

پر چند صحابیوں نے بعہد عمر ابن خطاب گواہی دی اور ابوبکر کے رو برو ذرا
لب کشائی نہ کی اور خلیفہ صاحب نے اپنے علم ذاتی پر عمل کر کے انفصال مقدمہ فرمایا
اور علمائے اعلام سنیہ نے جنکے نام نامی ذیل میں لکھے جاتے ہیں بتجویز مقدمہ
ارث میں ابوبکر کے تفرد کو مستند سمجھکر انفصال مقدمات میں استناد بخبر احاد
کیا ہے لہذا بادی النظر میں چونکہ اس کارروائی پر جرح وارد ہوتی ہے اسکو
بیان کیا جاتا ہے پہلے انکے نام سن لیجئے جنہوں نے ابوبکر کے فیصلہ کی تصدیق
بوجہ تفرد کی ہے سیوطی صاحب تاریخ الخلفاء علامہ عضد الدین صاحب
مواقف در شرح مختصر الاصول و کشف الاسرار شرح اصول بزدوی تصنیف
عبد العزیز بن احمد محمد البخاری ابن حجر در صواعق محرقہ فخر رازی در کتاب
المحصول بمقام اثبات عمل بخبر واحد غزالی در منخول مولوی نظام الدین پدر
عبد العلی در صبح صادق ابن ابی الحدید معتزلی در شرح نہج البلاغۃ جملہ کتب
متذکرہ صدر کے عبارات کا نتیجہ یہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جو از جانب عمر و
ابوبکر در باب اسکات انصار حدیث الائمۃ من قریش پیش ہوئے وہ از جملہ
احاد ہے اور سیدہ کے محروم کرنیکی غرض سے جو نحن معاشر الانبیاء رسالتمآب
کیجانب منسوب کیا گیا وہ بھی ایسا ہی ہے کہ سوائے ابوبکر کوئی دوسرا راوی
نہیں ان دونوں باتوں کے راوی اصدق الصادقین جناب ابوبکر صاحب
ہی ہیں۔ اور کل علماء موصوف نے اُن کی روایت کو باوصف واحد ہونیکے
واجب التسلیم جانا ہے مگر ابن ابی الحدید نے تعجب ظاہر کیا ہے کہ روایت
وراثت کے اتنے گواہ اور بموقع ضرورت پر منبہ ذہن یہ کیا معنی مگر قدرت خدا
قابل دیدنی ہے اس جماعت کثیرہ جم غفیر پر نظر کرنا چاہیئے کہ کیسے کیسے معتمد آدمی
خبر واحد کو جائز جانکر انفصال مقدمات میں برائے آئندہ فتوے جواز ہی دیتے

jabirabbas@yahoo.com

ہیں اور محمد اسمعیل بخاری جو کہ اساطین دین سُنیہ سے ہے وہ اِس سے قطعی مخالف
ہیں لکھتے ہیں کہ حسب مقولہ اہل حجاز حاکم پر حرام ہے اپنے ذاتی علم پر کسی مقدمہ میں
حکم کرنا تا وقتیکہ علی رؤس الاشہاد گواہان سے باضابطہ اظہار حلفی نہ لیا جاوے
عبارت بخاری یہ ہے قال القاسم لا ینبغی للحاکم ان یقضی بعلمہ دون علم
غیرہ مع ان علمہ اکثر من شہادۃ غیرہ ولکن فیہ تعرض لتہمتہ نفسہ غیر
المسلمین و ایقاعاً لہم فی الظنون وقد کرہ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ ظن الی آخرہ
قاسم بیان کرتا ہے کہ حاکم کو اِس جہت سے اپنی ذاتی علم پر مقدمات میں انفصال کرنا
ممتنع کیا گیا ہے کہ اہل اسلام بدگمان ہو کر حاکم کے متہم کرنیکے اسباب پیدا کر سکتے ہیں
پس لازم ہے کہ کسی مقدمہ میں حکام ذوی الاحترام اپنے علم کو جو اِس مقدمہ کی
نسبت اُنکو حاصل ہو چکا ہو دخل نہ دیویں بلکہ شہادت صحیحہ پر ڈالدیں اگرچہ اُنکا علم
بہ نسبت اور لوگوں کے شہادت کے زیادہ ہو اور امام بخاری نے یہ بھی لکھا ہے
کہ فقہائے اہل عراق مثل ابوحنیفہ وغیرہ اس طرف گئے ہیں کہ حاکم کو اپنے ذاتی
علم پر بھی تصفیہ تنازعات میں عمل کرنا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ علم بوقت
پیشی مقدمہ پیدا ہوئے وقائع پیشین جو اولین پر عمل فرما ہونا ناجائز محض ہے
سو بحمد اللہ معاملہ فدک میں خلیفہ صاحب کو کوئی خیال بوقت روبکاری مقدمہ
نہوا تھا کہ جس سے اُنکے ذاتی علم کی علت ثابت ہو جاوے بلکہ عدم وراثت
انبیا کا علم اُن کو بزمانہ حیات ختمی مآب بقول خود شان حاصل ہو چکا تھا
عبارت بخاری مع تشریح فتح الباری یہ ہے قال بعض اہل العراق ما سمع
او رآہ فی المجلس القضاء قضی بہ وما کان فی غیرہ لم یقض الا بشاہدین
اور شارح بخاری نے یہ قول ابوحنیفہ کا ظاہر کیا ہے واضح ہو کہ دو باتیں
اِس باب میں بیان کی گئی ہیں اول یہ کہ روایت حدیث لا نورث کے مجرد

jabir.abbas@yahoo.com

بیان کرنے سے علمائے سُنیہ نے ابو بکر کے تصرّف کی توثیق کر کے جائز و واجب التعمیل سمجھا ہے۔ دوم یہ کہ بروایت بخاری فقہائے حجاز و عراق نے اپنی ذاتی علم پر کارروائی کرنے سے حاکم کو مجرم بلکہ مرتکب حرام قرار دیا ہے تیسری بات اور سنئے کہ مولوی عبد العزیز صاحب تحفہ کے باب دہم میں بذیل مطاعن ابو بکر طعن دوازدہم کے ایک موقع پر ایں عبارت رقمطراز ہیں چون ابو بکر این خبر را خود شنیدہ بود حاجت تفتیش بدیگرے نداشت اسوقت خلیفہ صاحب کی روح عجب کشاکشی میں ہے ایک گروہ برخطا دوسرا برصواب پاتا ہے نہ معلوم کس کو ڈگری ملتی ہے مگر ہم بفراست یہ کہہ سکتے ہیں امام بخاری و ابو حنیفہ کی تکذیب میں برہی ملت سُنیہ متصور ہے اُسکو گوارا نہ کرینگے اور شاہ صاحب کو ہندوستان کا ایک کالا آدمی سمجھ کر بے شبہ جھوٹا قرار دینگے بخاری کے مطالب نے ہمکو یہ نتیجہ بخشا کہ خلیفہ صاحب کا مرتکب بفعل حرام ہونا نہایت آسانی کے ساتھ بلا تکلیف ثابت ہو گیا شاہ صاحب نے جو تحفہ میں حضرت صدیق کے لئے درباب انفصال مقدمہ فدک اشکال عدیدہ بیان کئے ہیں منجملہ اُنکے یہ بھی عذر کیا ہے کہ اگر ابو بکر فاطمہ علیہا السلام کو فدک دیدیتے تو اُنکو سخت مشکل پیش آتی اور برائے آئندہ انتظام انفصال مقدمات بگڑ جاتا اور رفاضیوں کو نہایت آزادی ہو جاتی کیونکہ لوگ یہ کہہ اُٹھتے کہ خلیفہ نے اپنے نبی کی بیٹی کی رعایت کی اور عام مسلمین کے حق کو بپاس خاطر خاص کی رعایت اُسنے مخصوص کر دیا پس یہ فیصلہ قضات کے لئے ازمنہ آیندہ میں دستاویز ہو کر باعث رعایت احد المتخاصمین ہو جاتا اسلئے اُنہوں نے اُسوقت کی رنجیدگی کو گوارا کر کے محض بخیال انتظام نیچی گردن کر لی ہدیۃ الشیعہ میں بہت شاخ و برگ لگا کر یہ مضمون بیان کیا گیا ہے میری دانست میں جیسا کہ حسب

تصریح بخاری و روایت قاسم مندرجہ بخاری جناب ابوبکر کو اپنے ذاتی
علم پر کہ جسکی صحت ہنوز محل کلام میں ہے فیصلہ دینے سے بدنامی ہوئی اسحالت
میں ممکن نہ تھی نہ معلوم خلیفہ صاحب کو کیا ضرورت شدید لاحق ہوئی کہ بغور بر
رجوع دعویٰ بلا اقرار ادا مر تنقیح اپنی ذاتی واقفیت پر کہ جسکا ثبوت عندالسنیہ
بھی ممنوع ہے تصفیہ کر ہی دیا چونکہ خانوادہ نبوت کے مقابلہ میں ایک شخص
اجنبی حاکم تھا لہذا خلیفہ صاحب پر فرض تھا کہ اپنی برأت و تقویت رائے کے لئے
بخیال زبان بندی خلائق دو چار گواہ کا بیان حضور قلمبند فرما لیتے یہ کیا معنی
کہ مقدمہ ہبہ بعذر عدم تکمیل نصاب بینہ خارج کیا جاوے اور اسجگہ باوصفیکہ
شاہدان حدیث متعدد تھے ایک کا بیان قید قلم میں نہ لایا جاوے میں بکمال تنزل
تمام حقوق سے دست بردار ہو کر عرض کرتا ہوں کہ اگر خلیفہ صاحب کو روایۃ
عدم وراثت انبیا کوئی حدیث ختمی مرتبت سے بفرض محال پہنچی بھی تھی تو چونکہ
سیدہؑ کو فدک کے لینے میں ایسا اصرار و استبداد تھا کہ ہمیکی دشمنی پر نہ رو کیں
اور وراثتاً دعویٰ پیش کیا تو لازم تھا کہ خلیفہ ایسی چال چلتے کہ وہ بھی رضامند
رہتیں اور عنداللہ اور عندالناس انپر بھی کوئی مواخذہ عائد نہوتا کیونکہ
انکو اپنے زمانہ اقتدار و دوران حکومت میں اختیار حاصل تھا کہ جس حق
عام کو چاہتے خاص کر دیتے چنانچہ شاہ صاحب معترف ہیں کہ خلیفہ وقت ویرا
خواہد بچیزے تخصیص نماید۔ پس بحکم حدیث مشہور کہ ہر شخص کی اولاد کے ساتھ بربنائے
مروت پیش آؤ وہ بخیال حقوق انکے والدین کے خلیفہ صاحب پر واجب تھا کہ بپاس
خاطر رسول مقبول و بخیال حقوق مربیانہ و اشفاق آنحضرت جناب سیدہ سے انکو
مخصوص فرما دیتے اور بنظر احتیاط اہل اسلام سے کہدیتے کہ اے بھائیو ہمکو جو
کچھ امارت و ریاست حاصل ہوئی وہ اس صاحبزادی کے پدر بزرگوار ہی کی بدولت

jabir.abbas@yahoo.com

سے ہے ورنہ ابتدائے اسلام میں اپنی بے زری و کم وقاری سے ہمیشہ ابن ربیعہ کی جوتیاں کھاتے رہے ہیں چونکہ ایسے وقت میں کہ اسکو اپنے باپ کی مفارقت کا نہایت ملال ہے اور بظاہر کوئی شکل اوقات گذاری کی بھی نہیں ہے اسکا خیال سب مسلمانوں کو کرنا چاہئے چونکہ یہ سیدۂ محترمہ فدک کے لینے پر اڑی ہوئی ہے پس مناسب ہے کہ سب صاحب اپنے اپنے حقوق بحل کر دیویں میں نہیں خیال کر سکتا کہ اور کوئی صاحب سوائے عمرؓ کے اسوقت کے مسلمانوں میں انکار کرتے البتہ جناب عمرؓ کو سخت امر آ رہا تھا کہ فدک داخل خالصہ کر لیا جاوے چنانچہ ہبہ نامہ کا چاک ہونا ناظرین باتمکین حصہ دوم میں ملاحظہ کر کے اس بات کو ضرور مان لیں گے کہ عمرؓ صاحب کو فی الواقع بوجہ فظاظت و غلاظتِ طبعی ایک نوع کی ہٹ دھرمی تھی مجھ کو اس موقع پر تائید کلام خود رسول پاک کے زمانہ کا ایک قصہ یاد آ گیا وہ یہ ہے کہ جب شوہر زینب دختر رسول خدا بذلیل کفار گرفتار ہو کر آیا اور اس شخص کی رہائی کیلئے فدیہ تجویز ہوا تو زینب نے اپنے شوہر کی مخلصی کے واسطے اپنا قلادہ یعنی گردن بند آنحضرت کی خدمت میں بھیجدیا رسول پاک اسکو دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا میں سمجھتا ہوں زینب کا زیور لینا تب سب مسلمانوں نے بخاطر داشت رسالتمآب اپنے اپنے حقوق سے جس جسقدر کسی کو پہنچتا تھا دست برداری کی اور وہ قلادہ واپس دیا گیا۔ یہ مقام ذرا غور طلب ہے کہ رسالتمآب کو اپنی ایسی بیٹی کے زیور لینے کا کہ جنکے صلبی و ربیبہ ہونے میں گفتگوئے عظیم ہے یہ صدمہ ہوا کہ آنسو نکل پڑے تو نہ معلوم جبکہ سیدۂ محترمہ کے ساتھ ایسی سختی کی گئی ہو گی کہ چاک شدہ وثیقہ لیکر دار شریعت سے برآمد ہوئی ہونگی تو روحِ رسولِ اکرم پر کیا تعب گذرا ہو گا اصل حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب نے جناب معصومہ کے مقابلہ میں از قسم دلشکنی و حق تلفی و رنجدہی دقیقہ از دقائق فروگذاشت

نہیں کیا اور حضرات اہل سنت آجتک اُنہیں اُمور کے جسطرح کہ بن پڑتا ہے تائید کئے
جاتے ہیں چنانچہ میں نے شیخ محبوب عالم مولوی پنجابی سے جو کہ آپکی اطفال کی تعلیم
دینے میں مامور ہیں ایک روز بر سبیل تذکرہ تعجباً پوچھا کہ حسب روایت مسلم حضرت
امیرؑ و جناب عباس کا وقوعِ حدیث لانورث پر گواہی دینا اور ما افاء اللہ
ومالِ بنی النضیر کے طرز تقسیم بعہدِ رسول اللہ حضرت عمر سے سُنکر بلفظ نعم اُسکو
تصدیق کرنا اور بخلاف اُس علم و آگہی کے شیخین کے اوقات حکومت میں دعویٰ
کرنا یہ کیا معاملہ ہے جواب فوری ملا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اجتہاد میں
غلطی کھائی ارباب بصیرت سے نہایت ادب کے ساتھ ملتجی ہوں کہ برائے خدا
زمامِ انصاف ہاتھ سے نہ دیں خطائے اجتہادی اگر حسب قواعدِ مقررۂ اہلسنت
کوئی اثر رکھتی ہے تو اس معاملہ میں اُسکو کیا مناسبت ہے خطائے اجتہادی
یہ ہے کہ مجتہد کسی مسئلہ شرعی میں بلا اغراض و تعلقات بہ نیک نیتی اپنی رائے
سے حکم دے اور وہ خلاف ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ اجتہاد میں خطا کھائی اور
یہ تو صاف طور کی بے ایمانی ہے اور سلاطین کو مغالطہ میں ڈالنا ہے اگر
خاطی فی الاجتہاد ہوتی تو شاید ایک مرتبہ تین مرتبہ ہر خلیفہ کے وقتمیں دعویٰ
کیا اور ایک ہی حجت لانورث پر باطل ہوتا رہا صغیرہ پر اصرار کرنا داخل کبیرہ
ہے اور کبیرہ کو جائز جاننا مصر ہونا منجر بکفر ہے اندرینصورت قائل بخطائے
اجتہادی کے نزدیک حضرت امیر علیہ السلام نے بزعم ذیشان ارتکاب کفر
فرمایا سبحان اللہ کیا با ایمان گروہ ہے جو زبان پر آتا ہے بے کھٹکے کہدیتی
ہیں ایمان رہے یا نہ رہے مگر ابوبکر کسی طرح بچیں سو یہ بخیر بعض محققین اہلسنت
جیسا کہ مولوی عبدالعزیز صاحب جنکو اکابر سنیہ امام المجتہدین ہندوستان
جانتے ہیں اور اُن کا نام مبارک نہایت تعظیم و تکریم سے بہ لفظ مولانا

jabirabbas@yahoo.com

واولاتا لیتے ہیں وہ تحفہ کے باب دہم میں بذیل جواب مطاعن عمر طعن
تحریم متعہ کے ایک موقع پر تحریر فرماتے ہیں کہ پس ہر کہ غزوۂ خیبر را تاریخ
تحریم متعہ گوید گویا دعوی غلطی و استدلال حضرت مرتضی علی میکند و این
دعوی شاہد جہل و حمق او را بس است - یہ فقرہ صاف دلالت کرتا ہے کہ
حضرت امیر سے وقوع خطا از جملہ محالات ہے اور حسب تسلیم شاہ صاحب
جناب امیر علیہ السلام کے استدلال پر ایراد کرنا افراد سفہا و حمقا میں داخل
ہونا ہے اندریں حالت شاہ صاحب بہادر کے نزدیک خلیفہ اول ہی اعلی
درجہ کے سفیہ و احمق قرار پاتے ہیں - کیونکہ عند المحاجہ سیدہ خلیفہ صاحب نے
بنا منظوری احتجاج حضرت امیر خلاف فیصلہ صادر فرمایا ہے چونکہ جناب
علی المرتضی کا ختمی مرتبت کی زبان گوہر فشان سے بگوش حق نیوش حدیث
لانورث سماعت فرمانا اور برخلاف اسکے دعویدار ہونا نہایت پیچیدہ و مشکل
قصہ ہے اور جواب اسکا موہنہ کا نوالہ نہیں لہذا علمائے اہلسنت نے بہت
چلکپھیریاں کھائی ہیں اور قوت عقلیہ و زور طبیعت سے طرح طرح کے جواب تحریر
فرماتے ہیں - مگر بحمد اللہ آجتک کوئی جواب ایسا نہ بن پڑا کہ جسکو دس برس کا بچہ
بھی تسلیم کر لیوے مولوی محمد قاسم نانوتوی نے جو کہ علمائے متاخرین میں بنظر
اہلسنت اعلی درجہ کے شخص گذرے ہیں اور حضرات اہلسنت کو انکی طلاقت و لیاقت
پر بہت ناز ہے اس باب میں کہ نہایت اہم اور مشکل ترین قضایا ہے ایسی بدیہی البطلان
توجیہ کی ہے کہ جسکے دیکھنے سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کا تمامتر
اہتمام سوائے حق پوشی و خلاف گوئی کے اور کچھ نہیں ہے صاحب موصوف اواخر
ہدیۃ الشیعہ میں نہایت ناز و تبختر سے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت نے جو باوصف
سماعت حدیث لانورث دعوی وراثت بجناب سیدۃ دائر کیا اسکی وجہ یہ ہوئی

jabir.abbas@yahoo.com

کہ آخر انسان تھے اور لازمہ انسان سہو نسیان ہے پس بوقت رجوع دعویٰ ارشاد
نبوی کو فراموش فرما کر خلاف اپنی شہادت کے دعویٰ پیش کر دیا جب ابوبکر نے یاد
دلایا تب یاد آگیا اور عالم بیخودی میں بے ثبوتِ نسیان توجیہاتِ بے پایاں کیے ہیں
مولوی صاحب تو اسوقت موجود نہیں مگر میں آپ سے چونکہ اُنکے مقلدین خاص سے
ہو بتکلف دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ جواب ایسا معقول ہو گیا کہ جسکی تعلیم پر ہم
بروئے قواعد عقلیہ و نقلیہ بالکل مجبور کر دیے جاویں اب سنئے کہ جنابِ امیرؑ نے
بروایت معتمدہ شیعہ ہر سہ خلفائے نامدار کے زمانہ میں دعویٰ کیا ہے اور ہر بار
خارج ہوتا رہا تو کیا ہر محکمہ میں دعوی کے رجوع کرنے پر پہلا حکم بھولتے رہے لطف
یہ ہے مادہ نسیان ایسا جوش زن ہوا کہ عباس بھی بھول گئے اور حسبِ روایت
احمد بن حنبل حضرت عثمان سے جو خواستگار ہوئے اُسوقت بھی بھول گئے اور طرہ
برآن یہ ہے کہ خلیفہ عثمان نے جبکہ ازواج طاہرہ کی جانب سے دعویٰ کیا اور
بعد ناسموعی اپنے عہدِ دولت میں کہ نہایت آزادی کا زمانہ تھا مروان کی جاگیر
میں فدک کو دخل کیا وہ بھی بھول گئے۔ یہ عجب بھول بھلیاں ہے کہ اپنے مطلب کے
خلاف کبھی کچھ یاد نہیں آتا ہے مگر خلیفہ اوّل کی یادداشت قابلِ داد ہے کہ بمجرد
رجوع دعویٰ وہ حدیث تمام تر یاد آگئی تعجب ہے کہ کبر سنی بھی باعثِ نقص حافظہ
نہ ہوئی اور نوجوان آدمی یعنی حضرت امیرؑ کو قوتِ حافظہ نے ایسا جواب دیا کہ
باوصف تنبیہات متواترہ بھولتے رہے عجب بھولن چھیا تھا اب مجھکو بغرض تنبیہ
غافلین یہ ثابت کرنا ضرور ہوا کہ آیا حضرت علیؑ احکامِ الٰہی و ارشادِ رسالت پناہی
کے حفظ کی قابلیت کس درجہ رکھتے تھے اور معاملات مواریث میں کہ مقدم ترین قضایا ہے
سہو و نسیان اُنکی ذاتِ اقدس سے واقع ہو سکتا تھا یا نہیں تفسیر اسباب نزول و تفسیر ثعلبی
و کشاف و حلیۃ الاولیا و تاریخ طبری وغیرہ میں لکھا ہے کہ جسوقت آیۃ کریمہ و تعیہا

اذنٌ واعیۃ کہ جسکے یہ معنی ہیں کہ یاد رکھے نصیحت و احکام صمدیت کو کان یاد رکھنے والیکا
نازل ہوئی اسوقت حضرت صلعم نے جناب امیرؑ کو سینۂ فیض گنجینہ سے چپاں فرمایا
اور ارشاد کیا کہ اے علیؑ مجھکو حکم خدا ہوا ہے کہ تمکو اپنے نزدیک رکھوں اور
دور نہ کروں اور جو احکام کہ تمکو تعلیم کروں انکو سنو اور یاد رکھو پس حدیث
لانورث کا زبان ختمی مرتبت سے سننا ایسے احکام میں ضرور داخل سمجھا جائیگا
حضرت امیرؑ فرماتے ہیں کہ بعد از دعائے نبوئی میں کوئی حکم فراموش نہیں
کیا یہی وجہ ہے کہ شاہ ولایت سر ممبر پکار پکار کر فرمایا کرتے تھے کہ پوچھو تم
مجھسے قبل اسکے کہ تم کھو مجھکو اکابر سنیہ مقر ہیں کہ امت محمدی میں کسی نے
یہ دعوی جلیل سوائے امیر المومنین کے نہیں کیا اور نہ کوئی ایسے لفظ کے کہنے
کا منصب رکھتا تھا یہ بات پوشیدہ نہیں عوام جانتے ہیں کہ جب صحابہ کے روبرو
کوئی عقدۂ مشکل و مالاینحل پیش ہوتا تھا تو حضرت امیرؑ کی طرف عاجزانہ طور پر
رجوع کرتے تھے اور باتفاق کل امت ہر مسئلہ اختلافی میں ارشاد مرتضوی
کو مطابق مرضی ختمی مرتبت سمجھ کر واجب التسلیم جانتے تھے افسوس ہے کہ معاملہ فدک
میں خلافت مآب نے استدلال مرتضوی کو نہایت بے اعتباری سے دیکھا مولوی
محمد قاسم نے تو بجائے خود عذر نسیان سے اپنے مقلدین و اہل ملت کو مطمئن کر دیا مگر متقدمین
متسدین کی بھی سنئے کہ وہ کیا کہتے ہیں ابن حجر شارح بخاری نے جناب عباسؓ و حضرت امیرؑ
کا حدیث لانورث سنکر اسکے برخلاف دعوی کرنا ان حضرات کی شان سے منافی
و بعید العقل سمجھ کر بدنسبت ہر دو بزرگوار ان عمرؓ و ابوبکر کا ظالم و فاجر ہونا تسلیم کیا ہے اور
ایسا ہی ابوبکر جوہری نے جو کہ ثقات علمائے سنیہ سے ہیں کتاب سقیفہ میں ظاہر کیا ہے کہ
حضرت امیرؑ بعد سننے لانورث ابوبکر و عمرؓ کو ظالم و فاجر جانتے تھے عبارت ہر دو کتب یہ ہے ابن حجر
عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں وفی ذالک اشکال شدید وھو ان اصل القصۃ صریح

فی ان العباس و علیا قد علما بان النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال لا نورث فان کانا سمعاہ
من النبی صلی اللہ علیہ و سلم فکیف یطلبانہ بعد ذلک من عمر و الذی یظہر واللہ
اعلم حمل الامر فی ذلک علی ما تقدم فی الحدیث الذی قبلہ فی حق فاطمۃ و ان کلا
من علی و فاطمۃ و العباس اعتقد ان عموم قولہ لا نورث مخصوص ببعض
ما یخلفہ دون بعض و لذلک نسب عمر الی علی و العباس انما کان یعتقد ان
ظلم من خالفہما فی ذلک پس حسب تصریح شارح بخاری و ابوبکر جوہری
بفحوائے لاینال عہدی الظالمین ہر دو بزرگواران دائرہ امامت سے خارج ہوکر
زمرۂ فساق و فجار میں داخل ہوکر امامت عظمیٰ و نیابت کبریٰ سے نکل گئے چنانچہ
شاہ ولی اللہ پدر صاحب تحفہ نے بھی کتاب خزائن الحکمت میں اس قصہ کو از
جملہ قضایائے مشکلہ سمجھ کر تسلیم کیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام و حضرت
عباس ارثان حکمت و صاحبان عصمت اور قطب و امام مستنیر بنور نبوت ہیں ان
بزرگواران کے ذوات قدسیہ سے بعید کیا بلکہ محال ہے کہ بلا وجہ موجہ ابوبکر
و عمر کو جھوٹا اور گنہگار و غادر و خائن سمجھتے تھے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ خلاف
قرآن حدیث وضع کرنے اور دیگر اقسام کے افترا پرداز ہونے سے جناب امیر انکو
جھوٹا اور خائن جانتے تھے۔ ورنہ یہ کب ممکن ہے کہ نائب سید المرسلین و عم خاتم النبیین
کسی مرد صادق و راشد کو جھوٹا خیال کریں بالآخر جملہ حالات مذکورہ پر نظر کرنے سے تین
باتیں پیدا ہونگی اول یہ کہ حضرت امیر و جناب عباس نے حدیث لا نورث سنکر
بطور ناجائز غاصبانہ طریقہ سے مال مسلمین لینا چاہا اور ہمیشہ حکام کو دھوکہ دیتے
رہے اور بوقت نزاع سیدہ کہ عین موقع اظہار امر حق تھا کتمان شہادت
کر کے لا تکتموا الشہادۃ کہ حرام محض ہے لب بستگی فرمائی اور سب سے زیادہ
حضرت امیر ملزم قرار پاتے ہیں کیونکہ انہوں نے سیدہ کو دعویٰ سے نہ روکا بلکہ مزید برآں

تائید کلام کی اگر رسول پاک سے سُن چکے تھے کہ آنحضرت کا کوئی وارث نہیں ہے
تو کہدیتے کہ آپ فضول رنج اٹھا ئینگے آپکے والد بزرگوار اپنے متروکات سے ورثا
کو محروم فرما گئے ہیں اور بوجہ رسالت ازواج وعطائے فدک بر و ان ہی کیفیت
جناب عثمان کی ہے۔ دویم یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی جانب سے ایک بحر دیا
مضمون وضع کرکے مستحقین کو اُنکے حقوق واجبہ سے بیدخل کرکے بمصلحتِ سلطنت
قطعاً محروم کردیا اور کچھ پاس و احترام خاندانِ نبوت نہ کیا۔ سوم یہ کہ اگر
اِن جملہ واقعات و قضایائے مصرحہ بالا کو بپاس خاطر خلفا و علیؑ و عباس
غلط محض قرار دیا جاوے تو صحیحین چونکہ انہیں یہ تمامی حالات مندرج ہیں
بالکل جھوٹی اور موضوع قرار پاتی ہیں اور بربنائے مُسلم و بخاری اس قصہ
خاص میں جس جس عالم و مورخ نے جو کچھ لکھا سب کے سب کاذب و مفتری
قرار پاتے ہیں اور اِن دو کتب کے اغلاط پر مذہب اہلسنت کے برہمی تصور
و تخیل ہے نہ معلوم شقوق ثلاثہ سے کونسی شق مشبوع طبائع حضرات اہلسنت ہو
احتمال جملہ سوم جناب ابوبکر نے اپنی ذات بابرکات کو بقول عمرؓ صاحب انا ولیّ
رسول اللہ بیان کیا آنکا یہ ارشاد باعتبار اخبار متواترہ و مستفیضہ مندرجہ
کتب موثقہ و معتبرہ غلط محض ہے کیونکہ رسول پاک نے اُنکو اپنا خلیفہ قائم نہیں
فرمایا بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں اوّل عمر و ابوعبیدہ جراح نے بیعت کی بعد جیسا
کہ کتب سیر میں منقول ہے اور لوگ سلسلہ مبایعت میں داخل ہوئے پس بایں شان
آنکا یہ فرمانا کہ ولی رسول اللہ سراسر خلاف ٹھیرا دیکھو صحیح مُسلم کی جلد دوم
میں بحوالہ ابن عمر مرقوم ہے کہ عمرؓ نے قریب وفات کہا ان اللہ یحفظ دینہ وانی
لا استخلف فان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لم یستخلف یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ حفاظت کریگا اپنے
دین کی اور تحقیق کہ میں خلیفہ نہ بناؤنگا کسیکو کیونکہ نبی نے کوئی خلیفہ نہیں مقرر فرمایا

jabir.abbas@yahoo.com

اور اسی کتاب میں بمقام دیگر مسطور ہے کہ جب ابو لولو کی ضرب سے جناب دوم مجروح
ہوئے تو سب لوگ انسے کہتے تھے کہ کسیکو خلیفہ مقرر کیجئے پس بروایت راوی یعنی
ابن عمر انھوں نے فرمایا کہ اگر میں کسیکو خلیفہ مقرر کردوں تو کچھ عیب نہیں کیونکہ
ابوبکر نے جو مجھ سے افضل تھے بجائے خود خلیفہ قائم کیا ہے اور اگر نکروں
تب بھی مجھ پر اعتراض وارد نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ نبی صلعم نے جو کہ مجھ سے اور
ابوبکر سے بہتر و افضل تھے اپنا ولی قائم نہیں فرمایا عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ جسوقت
انھوں نے آنحضرت کے خلیفہ نہ کرنیکو ارشاد فرمایا اسیوقت میں سمجھ گیا کہ یہ اپنا
جانشین مقرر نہ کرینگے جناب عبداللہ بفراست ذاتی یہ سمجھ جانا کہ یہ کسیکو خلیفہ نکرینگے
دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ جناب بھی عدم استخلاف نبی پر مطلع تھے اور شک نہیں کہ
ابن عمر جلیل صحابہ شمار کئے گئے ہیں پس عمر و ابن عمر دو صحابی جلیل الشان کی شہادت
عدم نص خلافت پر بہر حال قابل قبول ہے اور یہ قول عمر حالت بیماری کا بیان کیا گیا
جبکہ سب لوگ کہتے تھے کہ خلیفہ مقرر کیجئے اور جو انھوں نے بیان عمر پر اعتراض
نہیں کیا معلوم ہوا وہ بھی اس بات کو جانتے تھے کہ نبی بلا وصی انتقال فرما ہوگئے ہیں اور یہی
قول عمر بخاری میں مندرج ہے پس گویا ایسی تحدیث محدثین و اندراج صحیحین نسبت ابوبکر
رسول اللہ کا غیر مستخلف ہونا اگرچہ بطریق نفی عام استخلاف ہی بخوبی ثابت ہوگیا نظر بحالت
مذکورہ بالا صدیق اکبر کا بشہادت عمر اپنی ذات کو نا ولی رسول اللہ کہنا خطاب
صاحب تقیت ہو کہ خلفائے جمہور سنیہ سے نقل کرکے نبی معصوم پر افترا و اتہام کی حد
غایت پر پہنچانیوالا ہے اور عمر صاحب چونکہ خلافت ابوبکر کی فرع ہیں لہذا بنائے فاسد
علی الفاسد ٹھیرے مگر وہ بھی حسب مضمون حدیث مسلم اپنے تئیں آپ چھپا کر ناولی
رسول اللہ کہنے میں معلوم انکا یہ دعوے کیسے صحیح ہوگا کیونکہ باتفاق عام روات سنیہ
ابوبکر نے انکی خلافت کی وصیت کی تھی حالانکہ اہل اسلام بعدہ فقط غلیظ ہیں وصیت ابوبکر

jabir.abbas@yahoo.com

کو تنبیہ کر کے خلافت عمری سے نا رضامندی ظاہر کرتے تھے شاید رسول پاک نے تخلیص صاحب
کی خلافت پر کوئی نص خفی بروایت ام المومنین حفصہ فرمائی ہو جیسا کہ جناب عائشہ سے امامت
ابو بکر کیلئے ارشاد ہوا تھا بعد ختم توجیہات ہر سہ احتمالات کچھ اور حالات قابل توجہ
ارباب انصاف عرض کرتا ہوں چونکہ جناب امیر کا عمر و ابو بکر کو کاذب وغیرہ حسب روایت مسلم
و بخاری جاننا اہلسنت کیلئے نہایت رنج دہ اور پرسوز داستان ہے بنا بر آں انکے علماء
نے جہانتک ممکن ہو سکا ہے اس بحر ناپیدا کنار میں بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہیں مگر ساحل مقصود
تک نہیں پہنچے مولوی نانوتوی صاحب ہدیۃ الشیعہ جیسا فہیم کر کے بہت کچھ سیر فرمائی فوق
تحت و یمین و شمال ہوئے ہیں مگر ایسے فاضل جلیل القدر کی تحریر طول طویل کا نتیجہ کچھ
نہیں نکلا وہ فرماتے ہیں کہ کاذب غادر وغیرہ کا قصہ دیگر گوں ہے عمر صاحب نے عند الوقوع تنازع تولیت
الفاظ کذب و غدر وغیرہ مبالغۃ بطور شکایت احباب فرمائے تھے مقدمہ وراثت میں کوئی
ذکر اس قسم کا نہیں ہوا یہ توجیہہ بڑی حیرت بخش ہے ہمنے آجتک نہ دیکھا نہ سنا کہ کسی غیبت سے
ایسے سلطان ذیشان کو جسکے رعب و دبدبہ سے صحابہ کا پتا آب خطا ہوتا تھا بقصد مبالغہ یا
شکایت جھوٹا اور خائن کہا یا سمجھا ہو اور ہر وقت اعتراض اس بادشاہ کی عدم بجا آوری
شرایت عذرات سے اغماض کر کے سکوت اختیار کیا ہو ہماری سمجھ میں باوصف فروتنائی بسیار اسوقت
تک یہ بات جائز نہیں ہوئی کہ مبالغہ سے شکایت مند ہو کر احباب کو بے ایمان اور جھوٹا
کسطرح کہا کرتے ہیں اگر حسب بیان صاحب ہدیۃ الشیعہ متولی ہونے پر رنجش سے ایسی سخت
کلامی کی تھی تو عمر صاحب کی انتہا درجہ کی نادانی ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں
کہ ابو بکر کے روبرو عباس و علی باستحقاق جداگانہ نبی صلعم کے ترکہ سے طالب وراثت ہوئے
تھے اسوقت جناب ابو بکر نے مقدمہ شمس کی وجوہ میں حدیث لا نورث فرمائی تعجب ہے کہ حسب تصریح
مولوی محمد قاسم صاحب عمر نے وراثت کو بمعنی تولیت تعبیر کیا اور اس سے زیادہ خلیفہ اول کی عقل و دانش
پر حرف آتا ہے کہ مدعی دعوی حصول تولیت کرے اور حاکم وجوہ نامنظوری دعوے میں ایسی دلیل لائے جس

jabir.abbas@yahoo.com

سے سقوط وراثت لازم ہو اور متولی ہونیمیں استحقاق کو کب دخل ہے عباس کہتے تہے
کہ مجھکو چچا ہونیکی جہت سے رسول پاک کا ترکہ ملنا چاہئے اور حضرت علیؑ فرماتے
تہے کہ میری بی بی اپنے باپ کی وارث ہے بھلا تولیت کو اس تفصیل سے کیا نسبت
مالک کو اختیار ہے جسکو چاہے متولی کر دے کسیکے متولی نکرنے پر مذمت مالک کوئی جرم
کذب و خیانت وغیرہ لازم و عائد نہیں ہو سکتا بلکہ اگر خواستگار تولیت کو کسی چیز کا
کوئی متولی نہ کرے اور وہ اپنی ناکامی سے رنجیدہ ہو کر مالک کو برا بہلا کہے تو
طالب تولیت کی نسبت عقل سمجھی جاویگی اور عمرؓ نے تو انکو بزعم حضرات اہلسنت
متولی بہی کر دیا تہا اور بمفاد حدیث مسلم انفصال تنازع تولیت ہی کیلئے عباس
و علیؑ دونوں آئے تہے پہر اس ناکردہ گناہ کو کیوں کاذب وغیرہ بقول انہین
کے سمجھا ہو تو کیا مصحح نے یہ بہی لکہا ہے کہ حضرت امیرؑ اوپر کے دل سے خلفا کو کاذب جانتے
تہے میں عرض کرتا ہوں کہ دل ایک قطرہ خون ہے اسکا تحت و فوق کیا ہوگا اور بفرض
اوپر کے حصہ میں جمع ہوا دعناد بوجہ نامسموعی مقدمہ وراثت جمع ہوا تہا اسکا اثر نیچے تک پہنچنا
کیا بعید تہا اگر فدک واپس دیدیا جاتا تو ہم مان لیتے کہ کسیقدر کدورت دل کے حصہ فوقانی
سیرابی تہی مگر رد فدک سے یہ طرف ہو گئی اور جبکہ اسکو ایسے طریقہ مضبوط سے ضبط کیا گیا کہ
آل مروان تک متمتع ہوں مگر بیٹی فاطمہ اسکی آمدنی سے ایک حبہ نپائیں تو ضرور ہے کہ اس
صدمہ جانکاہ سے اذیت سخت پاکر قلب کا حصہ آخریں بہی کبیدہ ہو گیا ہو اور پہر تہ
دل سے انکو کاذب وغیرہ سمجھنے لگے ہوں فرمائیے اسمیں کیا استبعاد لازم آتا ہے بعض
صاحب یہی معنی نکالتے ہیں کہ عمرؓ نے حضرت علیؑ کو بطریق استفہام کہا تہا کہ کیا آپ نے
مجھکو اور ابوبکر کو منع فدک میں جہوٹا اور بے ایمان سمجہا حقیر عرض پرداز ہے کہ بلا ضرورت
جائز معنی حقیقی سے عدول کرنا کیا سبب رکھتا ہے حدیث میں پہلے خلیفہ دوم نے ابوبکر کے عہد
میں جو معاوی ہوا تہا اسکا تذکرہ کیا بعدہ اپنے عہد کرامت عہد کا اور صدیق اکبر و ذاتی فحش

jabir.abbas@yahoo.com

کو کذب و غدر وغیرہ کی اضداد حقیقی یعنی بار و راشد وغیرہ سے تعبیر فرمایا تو ایسی صورت میں استفہام
انکاری کب مسلّم ہوتا ہے الفاظِ بار و راشد اپنی زبان سے کہنا خود اسبات پر دلالت کرتا ہے
کہ یہ مقابل اُسکے خلاف سمجھے جاتے ہے عجب نہیں کہ آپنے یہی معنی سمجھکر حل یوں فرمایا ہے دیکھو یہ قصّہ
ایسا پیچیدہ و مشکل ہے کہ محمد اسمٰعیل بخاری نے کمال تدیّن و دینداری سے الفاظِ کذب
و غدر کا بالکل ذکر نہیں کیا اور بجائے اُنکے کذا کذا لکھدیا ہے اور الفاظِ صادق بار و
راشد کو بہت خوشخطی کے ساتھ لکھا ہے امام بخاری نے چونکہ دیانتداری میں اعلیٰ درجہ
حاصل کیا ہے لفظ کاذب و غادر وغیرہ کو محض اس دوراندیشی سے حذف فرمادیا کہ میری تحریر کے
اعتبار پر عجب نہیں کہ لوگ اُنکو جھوٹا خیال کرنے لگیں مگر یہ نہ سمجھے کہ ان الفاظ کے مقابلہ میں
غادر و خائن خود پیدا ہوگئے کیونکہ عام قاعدہ ہے جبتک کوئی کسی کو بے ایمان نہ سمجھے گا۔
تب تک بے ایمانداری پر اقامت دلائل کی تکلیف ضرورت نہیں ہے الغرض عمر صاحب کا اپنی ذات
اور ابوبکر کو صادق کہنا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت امیرؑ بخلاف اُسکے جانتے
تھے نہ معلوم استفہام انکاری سے حضراتِ اہلسنت کو کیا فائدہ پہنچیگا اس موقع پر بعرضِ
محال اگر مثل شریک الباری مطلب لفظ فرائتماوہ کا بطریق استفہام یہ ہوگا کہ اے علیؑ و عباس
جبکہ بدلیل لانورث ابوبکر نے تمہارا دعویٰ نامسموع کیا تو کیا تم نے اُنکو جھوٹا خائن
وغیرہ جانا تخیف کہتا ہے کہ ہاں جناب ضرور جھوٹا اور دغاباز سمجھا خلیفہ جی صاحب حضرت
امیرؑ کے معاملہ پر کیوں استبعاد کرتے ہو آپکے حضور میں مجدد دعویٰ کرنا صاف دلیل ہے
کہ جناب علی علیہ السلام نے حدیث لانورث پر متمسک ہونے سے ابوبکر کو جھوٹا اور
خائن جانا چونکہ آپ ہی اُسی حدیث غیر مسلمہ کو دستاویز گردانکر مقدمہ کو خارج فرماتے
ہیں لامحالہ آپکو بھی ویسا ہی سمجھا گیا اور اس محکمہ سے ناکامی حاصل کرکے خلیفہ عثمان کے یہاں
دعویٰ رجوع ہوگا اور جب وہاں سے بھی جواب ملیگا تو بوکالت جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم روبروئے خداوندِ علّام مقدمہ دائر کیا جاویگا حضور والا آپ پہلے ہی سے استفہام

jabir.abbas@yahoo.com

کیوں بخاری فرماتے ہیں یہ تو صاف بات ہے اگر ابوبکر کو جھوٹا نہ سمجھتے تو آپکی عدالت میں کیوں رجوع کرتے اور جبکہ آپ بھی وہی فیصلہ دیتے جو کہ ابوبکر دیچکے تھے تو چونکہ جناب فاروق اعظم ہی فرما دیجئے کہ پھر کیا سمجھا جاوے پس بوجوہات بالا ثابت ہو گیا کہ حضرت امیر بیشک ابوبکر و عمر کو کاذب و غادر و خائن سمجھتے تھے اور جسکو جناب ولایتمآب نے کاذب و ظالم و فاجر و خائن سمجھا وہ بلا شک و شبہ منافق عنید ہے چنانچہ بخاری میں بھی تین چار علامتیں منافق کی بیان کیگئی ہیں کتاب موصوفہ کا باب علامات المنافق ملاحظہ طلب ہے اور بخیال ثبوت کلام عبارت مسلم و بخاری بھی نقل کیجاتی ہے عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا و من کانت فیہ خصلۃ منہن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعہا اذا اؤتمن خان و اذا حدث کذب و اذا عاہد غدر و اذا خاصم فجر انتہی اور دوسری حدیث یہ ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ آیۃ المنافق ثلث و ان صام و صلی و زعم انہ مسلم اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف و اذا اؤتمن خان پس حسب تصریح بخاری و ربیان خود عمر اپنے آپ کو حسب تصریح کتب معتمدہ سنیہ واللہ انا من المنافقین فرمایا کرتے تھے اور اکثر حذیفہ سے جنکو علم المنافقین تھا پوچھا کرتے تھے کہ لیلۃ العقبہ میں آنحضرت نے مجھکو بھی بذیل اہل نفاق شمار فرمایا ہے یا نہیں بوجوہ کما ینبغی ثابت و محقق ہو گیا کہ شیخین عظام بسبب کذب و غدر و خیانت وغیرہ کے اعلیٰ درجہ شقاق و نفاق میں کہتے تھے اور اپنے مومن کامل ہونے پر انکو بھی خود یقین و وثوق نہ تھا کیونکہ عمر کا واللہ انا من المنافقین کہنا کسی نوع سے محمول بفروتنی و کسر نفسی نہیں ہو سکتا جن علمار اہلسنت نے ارشاد فاروقی کو ہضم نفس سے تعبیر کیا ہے انکی حصہ دوم میں خوب خوب خبر لی گئی ہے ناظرین غور فرمائیں کہ یہ کوئی قاعدہ نہیں کہ بادشاہ جلیل القدر اپنی ذات کو رعایا کے سامنے ایسی صفات رذیلہ و خبیثہ سے منسوب کرے کہ جن سے اسکا اخراج ازدائرہ ایمان

تیقن ہو جاوے یہ قدرت خدا ہے کہ اُن لوگوں نے اپنے بطون و اسرار ضمائر کو لوگوں پر
منکشف کر دیا تائید اس قول عمریہ کی اس استفسار سے بخوبی ہوتی ہے کہ جو حذیفہ
اسرار رسول خدا سے کہا کرتے تھے اگر اُنکو اپنے نفاق پر یقین نہ ہوتا تو حذیفہ
سے بار بار نہ پوچھتے کہ آیا آنحضرت نے بمکافات گستاخی لیلۃ العقبہ مجھکو بھی منافق
شمار فرمایا ہے یا نہیں اگر یہ حضرت اُن لوگوں کی جماعت میں داخل نہ تھے
کہ جنہوں نے شب مذکور میں آنحضرت کی ہلاکت کے سامان و اسباب بہم پہنچائے تو
خواہ مخواہ ختمی مرتبت سے کیوں بدظنی کی کیا یہ ممکن ہے کہ رسالتمآب کسی مومن کو منافق
کہدیویں اور انکار حذیفہ بھی اس بات کو ظاہر کرتا۔ کہ بیشک آنحضرت نے جناب
عمر کو منافق فرمایا کیونکہ حذیفہ نے عندالاستفسار عمریہ بیان کیا ہے کہ مجھکو اس
راز کے پوشیدہ رکھنے پر آنحضرت نے تاکید کی ہے پس اگر حضرت عمر اس جماعت
منافقین میں نہ تھے تو حذیفہ صاف کہدیتے کہ آپ کیوں گھبراتے ہیں وہ اور لوگ
ہیں جنکو منافق کہا گیا ہے مگر چونکہ میں امین ہوں لہذا اُنکے نام بیان نہیں کر سکتا
اور یہ عام قاعدہ ہے کہ ہر پوچھنے والے کی نسبت ایسا اطمینان دلایا جا سکتا ہے اتنی بات
بیان کرنے سے حذیفہ پر الزام افشائے راز عائد نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ افشائے راز کا
جرم اُسی وقت وارد ہوتا کہ جب حذیفہ ایسے شخص کے استفسار پر بیان کر دیتے کہ جس کو
فی الواقع آنحضرت نے منافق فرمایا تھا ایسے پاک و پاکیزہ آدمی کے پوچھنے پر
کہ جیسے حضرت عمر تھے بنظر اطمینان مومن صاف و روشن الفاظ میں بیان کر دیتے
کہ آپکی ذات تک نفاق کی ہوا بھی نہیں خواہ مخواہ کیوں مضطر ہوتے ہو معلوم ہوتا
ہے کہ جناب حذیفہ نے ایک مومن کو ہمیشہ تک اس شبہ میں ڈالا کہ اُسکو اپنی مومن و
منافق ہونے میں گنجایش امتیاز نہیں رہی اس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ بزرگوار منافق کامل تھا اور
جبکہ بوجوہات مندرجہ بالا انکا نفاق ثابت ہو گیا تو بحکم آیہ انی ہداہ واللہ یشہد ان المنافقین

iqbal.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

لگا ذِ بُوں ُ محض قرار پا گئے چونکہ قرآن پاک میں کاذبین کو بصفت لعنت اللہ علی الکاذبین
یاد دیا برآں ہم گروہ شیعہ تعمیل آیہ موصوفہ پر مجبور رہتا وقتیکہ عبارت مسلم میں و بہم قائم
فرماکر ہمکو عامل تو ہم نہ قرار دیا جاوے تب تک آیہ موصوفہ کی تعمیل سے معذور رہینگے و العذر عند کرام الناس
مقبول۔

تتمہ کلام

چونکہ حضرت نے کاذب و خائن و غاور و آثم پر بحث شروع کی تھی بنا برآں حق تعمیل اسکی بوجہ
طور سے تشریح کیگئی اور حصہ دوم میں دلبعض معاملات بیان کئے گئے ہیں جن سے خلفا کی
زیادتیاں بمقابلہ خاندان رسالت ظاہر ہوتے ہیں اور وہ بالیقین ایسے ہیں کہ بعد ثبوت آنہار
رد قول علمائے متقدمین و متاخرین علمائے سنیہ و شیعہ اہل اسلام کو خلفا سے بالکل
متنفر کر دینگے اسوقت اُن حالات کا لکھنا خلاف مبحث کا شبہ پیدا کرتا ہے لہذا بالفعل
ترک کیا گیا اور آپکو بھی جوابدہی تمام معاملات کی دفعتاً مشکل پڑجاتی اگر یارا
کلام ہے تو اسی کا جواب عنایت فرماکر گلو خلاصی فرمائیے۔

شرائط جواب

اگر آپ بخیال حفظ آبرو مستقل جوابدہی ہوں تو اسباب کا لحاظ رکہنا کہ جواب مجمل ہو حسب
دابِ مناظرہ ہر فقرہ کا جواب عنایت ہو اور کل اعتراضات کا جواب کتب اہلسنت سے ہو کیونکہ
بنا کلام آپکی ہی کتب پر ہے اور اگر الزاماً علی الخصم کتب شیعہ سے بھیجئے تو علم درایت رجال
صحت روایت کیکے عدم تعارض و تخالف کتاب و سنت ملحوظ خاطر کر کے لکھنا ورنہ مقبول
نہوگا البتہ بعد بجا آوری شرائط صحت جو چاہنا تحریر فرمانا اور اپنے جواب کی توثیق جناب
مولوی محمد رشید صاحب گنگوہی و جناب مولوی محمود حسن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند و جناب

jabir.abbas@yahoo.com

مولوی محمد خلیل صاحب انبہٹوی وجناب نواب تمام راد صاحب پنجابی حکیم مظفر نگر وغیرہ علماء سے
موثوقین سے ثبت دستخط کرا کر بھیجے اور جو کہ اس سالہ میں رسالہ نفاق شیخین بحکم
صحیحین از جانب شیعہ بمقابلہ مولوی رشید الدین خان صاحب شاگرد شاہ صاحب لکھا گیا ہے
اسکو ملاحظہ فرما کر جواب لکھئے اور جو دلائل رسالہ مذکور میں مثبت نفاق شیخین
درج ہو چکے ہیں انکو باطل کر کے حضرت علی کے نزدیک خلفا کا سچا ہونا ثابت
کیجیے اگر اس رسالہ کی دستیابی آپکو ممکن نہو تو میں بھیجتا ہوں غرضکہ ہر نوع سے
تشفی ہو جانی چاہیے تاکہ آپکا وہم دفع ہو۔

کارروائی بعد حصول جواب ثبوت

واضح ہو کہ کوئی اجتماع یا جلسہ وغیرہ بغرض بحث سوال وجواب کیا جاویگا بلکہ اہتمام
علما منتخب کر کے ایک موقع پر خواہ اُس ضلع میں یا بمقام دیگر انکو کاغذات فریقین
دیے جاوینگے ازانجملہ دو عالم شیعہ دو عالم سنی حسب پسند خود ہا و دو عالم عربی
دان از قوم حضرات ہنود و دو عالم از قوم وملت نصاریٰ مقبول فریقین جمع
ہو کر ملاحظہ اثبات و استرداد دلائل کذب وغدر وغیرہ پیش کردہ فریقین کرینگے
اور اُنکے وکلا سے رد وقدح کر کے فیصلہ آخر دیویں گے اور رودہ فیصلہ چھپا کر
اُس ضلع کے اکثر دیہات میں کہ جہاں مسلمان کثرت سے رہتے ہوں آویزان کیا
جاویگا۔ واضح ہو کہ جناب اور نیاز مند اس مقدمہ کے فریق اور جو جو علما کہ میرے
اور آپکی تحریر کی توثیق فرماوینگے وہ وکیل سمجھے جاوینگے اور علمائے ہشت گانہ مذکورہ بالا
حاکم شمار ہونگے جب اس عنوان کے ساتھ آپ ثابت کردیوینگے کہ حضرت امیر فی الواقع
عمر و ابوبکر کو جھوٹا نہ جانتے تھے اور عبارت مسلم سے وہم پڑتا ہے اور تقریر الزامی
مطابق واقع ہے اور جملہ فسق و فجور شیخین مندرجہ حصہ دوم جنکو کتب اہلسنت سے ثابت کیا گیا

اور روبرو بڑے علمائے موقع موعود پر پیش کیجاویں گی اور اُنکو آپ رد فرمائیں گے تب سمجھا جاویگا کہ آپ نے غلبہ حاصل کیا اُسوقت مبلغ ایکہزار روپیہ کہ جسکا رقعہ جداگانہ باضابطہ آپ کو دیا گیا ہے بطور شکرانہ ادا کرکے میں مذہب اہلسنت اختیار کروں گا۔

العبد سید سجاد حسین ولد محمد حسین ساکن بہرہ سادات بقلم خود ۔ ۴ ۔ ۲ ۔ جون ۱۸۹۲ء

عبارت توثیق از مولوی غلام حسین صاحب کنتوری

سید سجاد حسین ولد محمد حسین ساکن موضع بہرہ سادات نے یہ تحریر ہمارے سامنے پیش کی اس غرض سے کہ اُسکی صحت وسقم پر نظر کیجاوے چنانچہ میں نے اُسکے مطالب دیکھکر خوب جانچ لیا اور بہ نسبت اُن مطالب خواہ حوالہ کتب کے اگر کوئی اعتراض کرے تو ہمپر اُنکا اثبات لازم ہوگا اسلیئے کہ وہ اکثر عبارات ماخوذ کتاب تشئید المطاعن سے ہیں جو کہ جواب باب دہم تحفہ اثناعشری کا ہے اور ہمارے جد مرحوم اعلی اللہ مقامہ کی تصنیف سے ہے جسکے جواب میں آجتک کسی عالم اہلسنت والجماعت کو قلم اٹھانیکی مجال نہیں ہوئی۔ العبد مولوی غلام حسین صاحب

مولوی محمد حسن صاحب لکھنوی

از بسکہ ملاحظہ سے یہ رسالہ جناب مولوی غلام حسین صاحب دامت معالیہ و برکت ایالیہ ولیالیہ کے گذرا ہے اور توثیق جناب ممدوح نے فرمائی ہے لہذا مجھ کو عذر نہیں

العبد مولوی محمد حسن صاحب

مسکت المخالف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ حقیر پر تقصیر خاکپائے شیعیان
شاہ مردان و حسنین و حیدر صفدر السید سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم و مغفور
غفر لہ ذنوبہ و ستر عیوبہ ساکن موضع بہڑہ سادات متعلقہ سادات بارہہ
واقع ضلع مظفر نگر بخدمت جمیع حضرات اہل سنت و الجماعت بنہایت عجز
و ادب کے ساتھ ملتمس ہے کہ جناب مستطاب معلی القاب مولوی ابو القاسم
صاحب حنفی المذہب الہ آبادی نے ایک چہار ورقہ باین سرخی (کہ
سوال از جمیع علمائے شیعہ) چھاپ کر باین غرض شائع کیا ہے کہ بہ
نظر خلایق اُن کو وقعت حاصل ہو ہر چند کہ اس ہیچمدان کو یہ قابلیت
حاصل نہیں کہ درباب معاملات مذہبی گفتگو کر سکے مگر مولوی صاحب
ممدوح کے سوال طبع زاد و نو ایجاد کی شان کچھ ایسی انوکھی معلوم
ہوئی کہ جس کے معائنہ سے بادی النظر میں صاف طور پر مجھ کو یہ یقین
ہوا کہ اس تحریر بے نظیر کے جواب میں تصدیعہ اٹھانا غالباً اہل علم و
صاحبان سواد اپنا کسر شان و تضیع اوقات سمجھ کر باین خیال
خاموشی اختیار فرمائینگے کہ ع آنست جوابش کہ جوابش نہ دہی

یہ بات عام حضرات اہل سنّت کے نخوت و غرور کی ترقی کا سبب ہوگی
کیونکہ ہمارے حضرات کو معاملات مذہبی سے عموماً واقفیت ہوتی ہے
اس لیے کہ بانیانِ مذہب و موجدانِ ملّت نے بنظرِ دوربینی و عاقبت اندیشی
پہلے ہی سے یہ انتظام فرما دیا ہے کہ اُن کتب کو جن میں صحابہ کے جھگڑے
درج ہیں نہ دیکھنا چاہیے پس نہ مذہبی کتابیں وقفِ انظارِ عوام الناس
ہونگی اور نہ مشاجرات و مخاصماتِ صحابہ پر کسی کو اطلاع حاصل کرنے کا
موقع ملیگا شاید مشیدینِ ملّتِ سنّیہ نے اس انتظام سے یہ مصلحت سمجھی ہوگی
کہ مبادا کوئی سنّی پاک طینت بہ معاینۂ حالات بغض و عناد و تشاجر و تخاصم
بعض صحابہ مقبولین سے منحرف و غیر معتقد ہوکر گروہ شیعہ سے ملکر راکبِ
سفینۂ نجات ہو جاوے۔ درحالیکہ اکابر حضراتِ سنّیانِ فریشان کو صحابہ
کے اُن افعالِ رذیلہ و قبیحہ پر بوجہ عدم معاینۂ کتب مناظرہ و تسفرِ صحبت
شیعہ مطلق اطلاع نہیں تو بیچارے جہلا کس شمار میں ہیں نظر برآں مجھکو
یہ کھٹکہ پیدا ہوا کہ سنّی صاحبان چونکہ مساجد میں برابر یہ وعظ فرماتے
رہتے ہیں کہ سنو بھائی مسلمانو نہ خلفا نے اہلبیت پر ظلم کیا نہ اُنکے گھر پر آگ
اور لکڑیاں لیکر گئے نہ محسن کو شکم مادر میں شہید کیا نہ خلافت کو بہ محرومی
صاحبان استحقاق زیر قبضہ لائے نہ مقدمۂ فدک میں حضرت امیر و حسنین
علیہم السلام کی شہادت کو رد فرمایا اور نہ دین میں ایجاد کیا نہ نبی معصوم
پر الزام ہذیان لگایا اور نہ جیشِ اُسامہ سے تخلف کر کے ختمی مرتبت کی
زبان مبارک سے صدمۂ نفرین اٹھایا نہ کسی لڑائی سے بھاگے وغیرہ
وغیرہ لہذا عجب نہیں کہ اندریں صورت مولوی صاحب موصوف
کی تحریر پر تاثیر خارج از جواب رہ کر اُن کے خیالات پادر ہوا کے

jabir.abbas@yahoo.com

استحکام کا سبب ہو جائے بنابر آں ایک عریضہ بوعدہ عطائے مبلغ پچیس ہزار روپیہ مؤلف صاحب کی خدمت با سعادت میں بایں غرض بھیجدیا کہ جواب باصواب عنایت فرماکر مبالغ مندرجہ صدر داخل خزانہ عامرہ فرماویں مگر نہایت افسوس کے ساتھہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ بہ تقلید متقدمین حضرت ممدوح نے عدم جوابدہی کو سنت موکدہ سمجھہ کر سد باب کلام کیا ناچار اس خط کی نقل مطابق اصل شایع کرکے جمیع حضرات اہل سنت کی خدمت گرامی میں ملتمس و مستدعی ہوں کہ براہ دینداری دونوں تحریریں کے مطالب و مضامین پر بامعان نظر غور فرماکر مذہب حق کے حاصل کرنیمیں کوشش بلیغ فرمائیں اگر کوئی صاحب بپاس حیا و ایمان درد دین بتائید تحریر مولوی صاحب مطالب مندرجہ عریضہ کو رد فرمانا چاہیں تو انکو بھی زر مذکورۃ الصدر انہیں قیود و شروط سے دیا جائیگا جو لہ اصل مؤلف پر ظاہر کی گئی ہیں جن جن حضرات اہل سنت کی نظر انصاف اثر سے یہ اوراق گذریں انکو خدا و رسول کی قسم دیتا ہوں کہ علمائے متبحرین و فضلائے کاملین سے عرض کریں کہ حضرت جواب لکھکر ہم خرما و ہم ثواب پچیس ہزار روپیہ لے لیجئے اور ہمارے عقائد کو تقویت دیجئے اگر حضرات علما ان جملہ امور کی جوابدہی سے جنکو متن عریضہ میں عرض کیا ہے کچھہ سوچ سمجھہ کر مثل مؤلف صاحب پہلو تہی فرمائیں تو بے تکلف باور کر لینا چاہیئے کہ مذہب اہلسنت بالکل باطل و لغو اور ریا لو کی دیوار ہے جسکا انہدام شیعہ دلائل و براہین کی ہوائے تند و تیز سے یکسر کرنے پر آسانی قدرت رکھتے ہیں چونکہ اس خط کا جو کہ بطور ایک رسالہ کے ہو گیا ہے حضرت مخاطب سے جواب نہیں دیا گیا اور نہ تمام ہند میں انشاء اللہ تا قیام قیامت

کسی اہلِ سُنّت سے دیا جائیگا منظر پر آن تاریخی نام شکست المخالف رکھا
گیا وماتوفیقی الا باللہ حسبی اللہ نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر پہلے حضرت
الہ آبادی کا جو ورقہ نقل کیا گیا ہے اور پھر اُس کا جواب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

سوال از جمیع علمائے شیعہ

التماس - میرے چند احباب شیعہ مذہب جنکو زبانی مناظرہ کا
بہت شوق ہے ہمیشہ چھیڑ چھاڑ مذہبی رکھتے اور وہی پُرانے ڈھرلے
سوالات کیا کرتے اور جواب دینے پر امرحق کو کبھی تسلیم نہ کرتے
اُن میں سے بعض اہل انصاف نے تو کتاب ہدایات الرشید جو
زمانہ حال میں تالیف ہوئی ہے اور جسکو عجائب قدرت خداوندی کا نمونہ
کہنے تو بجا ہے دیکھ کر سکوت اختیار کیا مگر بعض دیگر نے جنمیں مادہ
تعصب و ہٹ دھرمی بہت زیادہ ہے امرحق کو تسلیم نہ کیا اور وہی
پُرانے لغو اعتراضات و سوالات پیش کرتے رہے لہذا خاکسار
مجبور و لاچار ہو کر سوال معروضہ ذیل جمیع علمائے شیعہ کی خدمت
میں بغرض جواب پیش کرتا ہے تاکہ جواب دینے کے وقت دلائل اہل
سُنّت کی وقعت و قدر اُن کو ظاہر ہو جائے اور یہ ثابت ہو جائے
کہ جناب امیرؑ کی ہی ایمان و فضیلت ثابت کرنے کے لئے اِس قسم

jabir.abbas@yahoo.com

کے دلائل سے بڑھکر کوئی دوسری دلیل دشمن کے مقابلہ میں نہیں ہوسکتی علمائے شیعہ سے التماس یہ ہے کہ اپنے ہی اصول کی بناء پر ایسا جواب عنایت فرمائیں کہ خصم پر حجت ہوسکے ساتھ ہی اس کے کوئی کلمہ سخت خلاف تہذیب استعمال نہ فرمائیں تمہید صحابہ مقبولین اہلسنت وجماعت مثل حضرت ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہ رضی اللہ عنہم جناب پیغمبر خدا صلعم کے ہاتھ پر اول ہی زمانہ دعوت اسلام میں (کہ اُس وقت کوئی اُمید نفع دنیا کی نہ تھی) ایمان لائے اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑکر آنحضرت صلعم کا ایسے وقت میں ساتھ دیا کہ اُسوقت آپکا کوئی رفیق و غمگسار نہ تھا اور تمام اپنے اور بیگانے آپ کے دشمن تھے آنحضرت کی اعانت میں زر و مال اپنا صرف کیا کفار و مشرکین کے ہاتھوں اذیتیں اُٹھائیں خدا اور رسول کے لئے اپنا وطن مالوف چھوڑکر مدینہ کو ہجرت کی اور مہاجر کہلائے سفر اور حضر میں ہمیشہ آپ کے ہمراہ رہے آپکی صحبت میں رہ کر آپکے معجزات و خرقِ عادات اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور آپکے ارشادات و کلمات اپنے کانوں سے سُنتے رہے حضرت ابوبکر صدیق نے آپکے ساتھ غارِ ثور میں ایسی رفاقت کی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کلمہ لصاحبہ آپکی شان میں ارشاد فرمایا اور لفظ یارِ غار ضرب المثل عام ہوا حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی دختران پاک گہر حضرت عائشہ و حفصہ آنحضرت کی زوجہ منکوحہ ہوئیں آنحضرت صلعم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کے عقد میں آئیں حضرت فاطمہ زہرا کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم حسب اعتراف حضرت امام جعفر صادقؑ و حدیث اول فروع غصب منا و علمائے شیعہ مثل سید مرتضیٰ علم الہدیٰ و نوراللہ شوشتری صاحب تہذیب و صاحب شرائع

jabir.abbas@yahoo.com

ناسخ التواریخ وغیرہ حضرت عمرؓ کے عقد میں آئیں آنحضرت صلعم ان صاحبوں
سے دین کے کاموں میں مشورہ لیتے رہے۔ آنحضرت صلعم نے (بروایت
عوالی اللالی ابن جمہور و فخر رازی امامیہ) حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو حضرت
ابراہیمؑ و حضرت نوحؑ سے تشبیہ دی آنحضرت صلعم نے (بروایت شیخ
ابن بابویہ در عیون) حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمان رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ
تم لوگ بمنزلہ میرے گوش و چشم و دل کے ہو۔ حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں اکثر
و بیشتر مقامات میں ان حضرات کی مدح و ثنا بزمرۂ صحابہ و مہاجرین و
انصار فرمائی اور اپنی رضا و خوشنودی انسے ظاہر کی۔ اسلام و ایمان سے
تنہا خود ہی نہیں فائدہ اٹھایا بلکہ تمام عالم کو اُس سے فائدہ پہنچایا۔ قرآن
شریف مختلف و منتشر اوراق میں تھا انہیں حضرات کی سعی و کوشش سے
یکجا و مرتب ہوا اور تمام عالم میں شائع ہوا اور شیعہ کو بھی پہنچا اسلام کی
حقیت و وقعت انکے دلوں میں اسقدر سمائی تھی کہ اُسکی ترقی و شیوع
کی کوشش آنحضرت صلعم کی حیات میں بھی کی اور نیز بعد وفات آپ کے انکو
دنیا کے بہت بڑے حصہ میں پھیلایا انہیں کی ہمت و کوشش و سرگرمی سے
اسلام نے ایسا رونق و عروج پایا کہ دنیا کے تمام مذاہب و ملل نے رشک
کیا دکیا ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی دین کی حقیت کا سچے دل سے معتقد
نہو اور اُسکو قابو پاکر اسقدر رونق و عروج دے دشمن دین تو قابو پاکر
اُسکے مٹانیکی کوشش کریگا۔ اللہ اکبر کہیں جناب امیرؑ کے ہاتھ سے اسقدر شوکت و
عزت و اشاعت و ترقی اسلام ظہور میں آتی تو معلوم نہیں کہ شیعہ کیا کچھ شور مچاتے
زمین و آسمان کا قلابہ ملا دیتے۔ شیعہ نے حضرت امیرؑ کی تعریف میں ڈھائی کروڑ جن
کے کاٹ ڈالے۔ لاکھوں جن قتل کر ڈالے۔ تمام قوم عاد کو ہلاک کر ڈالا (الخ)

زمانہ خلافت میں بہت بڑی فتوحات ملکی بھی ہوئی مگر ان حضرات نے عیش
دنیا کی طرف کبھی التفات نہ کیا۔ دین و شریعت کا اسقدر پاس تھا کہ حضرت
عمرؓ نے عین اپنی عہد خلافت میں اپنے فرزند دلبند پر حدِ شرع جاری فرمائی اور
دُرّے لگائے (دیکھو حضرات شیعہ انکو خدا و رسول کا تو کچھ خوف ہی نہ تھا
پھر اپنے فرزند دلبند پر کیون دُرّے مارے) حضرت عمرؓ نے وقتِ وفات
اپنی خلافت اپنے صاحبزادے کو نہ دی بلکہ جب لوگوں نے سفارش کی
کہ اپنے صاحبزادے کو خلیفہ مقرر کیجئے تو ترش روئی سے جواب دیا کہ اس
میں لیاقت خلافت کی نہیں ہے کارِ دین کے انصرام کرنے کے لیئے لایق
آدمی چاہیئے چونکہ ان حضرات نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی و
خوشنودی کے لیئے دینِ حق کی اشاعت کی اور کفار سے جہاد کیا اس
لیئے اللہ تعالیٰ نے انکی جماعتِ قلیل کو کفار کے گروہ کثیر پر حسب ارشاد
خود کم من فئۃٍ قلیلۃٍ غلبت فئۃً کثیرۃً غالب و منصور فرمایا چنانچہ تھوڑی مدت
میں سلطنتِ کسریٰ و قیصر کو لے لیا اور تمام دنیا میں اسلام پھیلا دیا ان
حضرات کے زمانہ خلافت میں جناب امیرؓ انکو ہمیشہ صلاح و مشورہ نیک
دیتے رہے اور ہر طرح سے تائید فرماتے رہے اور مثل شیر و شکر آپس میں
ملے رہے اور اُن کی ثنا و صفت انکے زمانہ میں بلکہ اپنے زمانہ خلافت
میں بھی (بلکہ دیگر ائمہ بھی اپنے زمانہ میں فرماتے رہے جسکا نتیجہ یہ ہوا
کہ بنائے خلافت و حکومت مستحکم ہو گئی حضرات شیعہ فرمائیں تو سہی
کہ کفار و منافقین کی تائید کرنا اور اُن کی تعریف بیان کرنا اور اُن
کے امورِ خلافت کے استحکام کا باعث ہونا عنداللہ اجر و ثواب ہے
یا گناہ) حضرت عمرؓ نے بروقت جنگ فارس و جنگ روم کے اپنے جانے

jabir.abbas@yahoo.com

یا نہ جانے کے بارہ میں حضرت امیر سے مشورہ لیا آپ نے جو کلمات
ارشاد فرماتے دیکھئے نہج البلاغۃ اور اسکے شروح اُنمیں اُسوقت کے
مسلمانوں کو جو حضرت عمرؓ کے حکم و بیعت سے اور آپ کو خلیفہ رسول اللہ
سمجھکر جہاد پر گئے تھے خدا کا لشکر فرمایا اُسوقت کے اسلام کو جسمیں خلفا کی
خلافت مانی جاتی تھی خدا کا دین فرمایا اُسوقت کے جہاد کی تمثیل زمانہ
رسالت کے جہاد کے ساتھ دی تعجب تر یہ فرمایا کہ اہل اسلام کی فتح
و شکست اُنکی قلت و کثرت پر موقوف نہیں ہے بلکہ وعدہ خداوندی ہے
جو پورا ہوتا ہے اور اس وعدہ سے مراد آپکی (جیسا کہ شارح نہج البلاغۃ
علامہ ابن میثم بحرانی و ملا فتح اللہ شیرازی نے فرمایا ہے) وعدہ آیہ استخلاف
ہے یعنی وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض (آیۃ) و یہ
آیت بروایت قمی وغیرہ خلافت راشدہ شرعی حضرت امام مہدی پر نص
ہے نتیجہ یہ ہے کہ حضرت امیر کے نزدیک حضرات خلفا کا زمانہ خلافت اس
وعدہ آیہ استخلاف کے پورا ہونیکا زمانہ تھا چنانچہ حضرات خلفا کے حکم و فرمان
سے اور اُنکی بیعت سے اُسوقت کے اہل اسلام (و بزعم شیعہ متبعین
علی الضلالہ و مخالفین و کاتمین نص غدیر تھے اور محض دنیا حاصل کرنے
کے لیے کفار سے لڑتے تھے) جہاد کرکے مال غنیمت لاتے تھے اُسمیں جناب
امیر حصہ لیتے تھے۔ کئی لاکھ صحابہ بعد وفات آنحضرت صلعم موجود تھے
جنمیں غالباً بارہ ہزار صحابی معدودین شیعہ یا اکثر و بیشتر اُنمیں کے شامل تھے
اُن سبھوں نے حضرت ابو بکر کو افضل ترین مومنین صالحین و لایق خلافت اور امام
و پیشوا و نائب رسول اللہ صلعم جانا اور مانا اور کسی ایکنے بھی کبھی کسی موقع
پر حدیث غدیر (جو بزعم شیعہ حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل پر نص ہے) ظاہر نہیں

jabir.abbas@yahoo.com

نہ کی حضرات شیعہ فرمائیں تو سہی کن کن لوگوں نے اور کب حدیث غدیر
پیش کی اگر پیش نہیں کی تو کیوں نہیں کی یا تو آپکے نزدیک حدیث غدیر سے
حضرت امیرؑ کی خلافت بلافصل مراد نہ تھی یا یہ کہئے کہ صحابہ کلہم اجمعین جنکے
واسطہ سے آنحضرت صلعم کی نبوت و معجزات و اعجاز قرآن و معجزہ بلنا وغیرہ
کی خبریں اُمت مابعد کو پہنچیں اور اُنہیں کی سچائی و دیانت کے ثبوت پر اقوال
وافعال صحابہ سابقین کا ثبوت بھی موقوف ہے اور اُنہیں کی سچائی و ایمان
داری کے بھروسہ پر آنحضرت صلعم کی نبوت و معجزات وغیرہ کفار کے مقابلہ میں
ثابت کئے جاتے ہیں ایسی طبیعت و مزاج کے لوگ تھے کہ جنہوں نے دنیا کے
لالچ سے وصیت پیغمبر و حدیث غدیر کو کہ آنحضرت صلعم نے ہزار در لاکھوں
آدمیوں کے مقابلہ میں فرمایا تھا چھپایا اور اُسکے خلاف عمل کیا اور کسی
نے بھی کبھی کسی موقع پر ظاہر نہ کیا اور کفار و منافقین کو اپنا امام و پیشوا بنایا
اور ایک چھوڑے اور بنائے ہوئے پیشوا کے اتباع و پیروی کی پس ایسی
صورت میں یہ بات قرین قیاس ہے کہ اِن لوگوں نے دُنیا کے لالچ سے
ایک پیغمبر بنا لیا ہوا اور طرح طرح کے قصّے و حکایتیں مشہور کر دی ہوں
آخر اس قدر تو شیعہ و نیز دیگر کفار کہتے ہی ہیں کہ اُس زمانہ میں جو اسلام
ملکوں میں پھیلایا گیا وہ صرف دُنیا کے لالچ سے پھیلایا گیا دُنیا کے لالچ
نہ ہوتے تو حضرت امیرؑ کی امامت بلافصل کیوں باطل ٹھہرائی جاتی حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی
صدق ایمان و عقیدت کی اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہو گی کہ اپنے کو آنحضرت صلعم
کے پہلوئے مبارک میں دفن کرایا اور جناب امیرؑ نے بھی باوجودیکہ تجہیز و تکفین میں
شریک تھے منع نہ کیا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں کہ مشتے نمونہ از خروارے و قطرہ از بحار
ہیں اگر یکجا کرکے میزان عقل انصاف میں تولے جائیں تو کوئی شک باقی نہ رہیگا کہ یہ

jabir.abbas@yahoo.com

بہترین مومنین صالحین و افضل ترین امت محمدیہ اور سچے خیرخواہ اپنے پیغمبر اور دین اسلام کے تھے حتےکہ مورخین غیر مذہب دمثل ڈاکٹر کین و ڈیون پورٹ وکارلائل وسیل وغیرہ) نے داد انصاف دے کر ان حضرات کو آنحضرت صلعم ودین اسلام کا سچا خیرخواہ ٹہرایا و آئے برحال شیعہ کہ باوجود ان سب اوصاف وکمالات کے پہر بہی اُنکو منافق وکافر بتلاتے ہیں اگر آیات قرآنی پیش کیجاتی ہیں تو لغو تاویلیں کرتے ہیں اگر اپنے یہاں کے احادیث معتبرہ پیش کیجاتی ہیں تو اُنکو موضوع و نامعتبر بتلاتے ہیں اگر خود انہیں کی کتابوں سے اقوال و افعال حضرت امیر و آئمہ سے سند دیجاتی ہے تو تقیہ کا بہانہ کرتے ہیں اگر علماے غیر مذہب مثل نصاری وغیرہ سے فضائل ثابت کئے جاتے ہیں تو کافر کا قول کہکر ٹالتے ہیں جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ حضرات اول ہی زمانہ دعوت اسلام میں آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر ایمان لائے ہمیشہ کلمہ پڑہتے رہے اور احکام شرع کے پابند رہے ہمیشہ آنحضرت صلعم کی صحبت میں رہے آپکی اعانت و نصرت کی ۔ دین کے واسطے کفار کے ہاتہوں سے اذیت اٹہائی آنحضرت صلعم کے ساتھ اپنے گہربار عزیز و قریب کو چھوڑکر مدینہ کو ہجرت کی آنحضرت صلعم دینی کاموں مین اُنسے صلاح و مشورہ لیا کرتے تھے شرع کے معاملہ میں اپنے فرزند تک سے رعایت نہ کی اور اُن پر حد جاری کی اسلام و ملت محمدیہ و قرآن و اخبار و آثار نبوت تمام عالم میں شائع کئے لاکہوں کروڑوں کافروں کو مسلمان کیا بنیاد کفر کو ڈہایا کفار سے بدعوی اسلام جہاد کرکے اُنکا ملک لیا بعد اسلام لانیکے آنحضرت صلعم سے ہر طرح کی قرابت قریبہ پیدا کی حضرت ابوبکر و عمر آنحضرت صلعم کے مصاحب دنیا میں بہی تھے اور قبر مین بہی ہوئے (اور

آنحضرت میں بھی انشاء اللہ تعالےٰ ہونگے) حضرت امیرؑ اُن کے امور خلافت
کی ہمیشہ تائید فرماتے رہے اور تعریف و توصیف کیا کئے باوجود حاکم و
خلیفہ ہونے کے لذات دنیا کی رغبت نہ کی وغیرہ وغیرہ تو اسوقت یہ
کہتے ہیں کہ یہ سب باتیں دنیا کے دکھلانے کی تھیں اُن کے دل میں کا راز
نہ تھا اب شیعہ ہی بتلائیں کہ جب کسی صحابہ کے ایمان و عدم کے بارہ
میں کسی مخالف سے گفتگو ہو تو کس قسم کا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے۔

سوال لہذا اب جمیع علمائے شیعہ سے سوال کیا جاتا ہے کہ آپ
لوگ حضرت امیرؑ کا مومنین صالحین و ممدوحین صحابہ سے ہونا کسی ایسی دلیل
قطعی سے (جو علاوہ اس قسم کے دلائل کے ہو اور اسکے مقدمات مسلمہ
خصم ہوں) بمقابلہ خوارج و نواصب دشمنان حضرت امیرؑ کے ثابت
کر دیں اور وہ ساکت رہ جائیں اور ایسے شبہات لغو جو شیعہ باوجود
ان تمام دلائل قویہ کے ایمان اصحاب ثلثہ وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم کے بارہ میں کرتے ہیں نہ کر سکیں۔ واضح رہے کہ مسلمان ہونا کلمہ
پڑھنا احکام شرع کا پابند ہونا۔ آنحضرت صلعم و دین اسلام کی اعانت
و نصرت کرنا۔ کفار کے ہاتھ سے دین کے بارے میں اذیت اٹھانا ہجرت
کرنا اسلام لانے کے بعد سے آنحضرت کی صحبت میں ہمیشہ حاضر رہنا بعد
اسلام کے آنحضرت سے قرابت قریبہ پیدا کرنا۔ آنحضرت صلعم کا اُنسے
دین کے کاموں میں ہمیشہ صلاح و مشورہ لینا آنحضرت صلعم کی حیات میں
اور نیز بعد آپ کے دین اسلام و ملت محمدیہ کو عالم میں پھیلانا اُسوقت
کے لاکھوں مسلمانوں کا انکو بہترین مومنین سمجھنا اور اپنا پیشوا اور امام بنانا
کفار سے بدعوی اسلام جہاد کرکے انکا ملک لینا۔ لاکھوں کروڑوں کافروں کو

jabir.abbas@yahoo.com

مسلمان کرنا۔ مٹیا دِ کفر کو مٹانا۔ شرع کے معاملہ میں اپنے فرزند تک سے قصاص میں درگزر نہ کرنا۔ باوجود حاکم و خلیفہ ہونیکے عیش و لذت دُنیا کی طرف رغبت نہ کرنا۔ جناب امیرؑ کا اُنکی توصیف و تعریف اور آپکے اُمور خلافت میں مدد و نصرت کرنا قرآن کو جمع و مرتب کرکے عالم میں شائع کرنا اپنے کو آنحضرت صلعم کے پہلوئے مبارک میں دفن کرانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب ایسے اوصاف ہیں کہ بہ تسلیم فریقین صحابہ مقبولین اہلسنت وجماعت کی ذات میں موجود تھے اور جس کسی شخص میں ذرا بھی مادہ عقل و انصاف کا ہوگا وہ ہرگز اُنکے کمال ایمان میں تردد و شک نہ کریگا لیکن شیعہ کے زعم میں یہ سب باتیں کافر و منافق کی ذات میں بھی جمع ہو سکتی ہیں اور ثبوت ایمان کے لئے دلیل کافی نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں اس قسم کی دلیلیں خوارج و نواصب کے مقابلہ میں شیعہ کی طرف سے کیونکر جناب امیرؑ کے ثبوتِ ایمان کے لئے کافی ہونگی اور وہ کب ساکت رہیں گے شیعہ نے عداوت صحابہ کرام کی وجہ سے اپنے مذہب میں ایسا رخنہ ڈالا اور اپنے پیر میں ایسا تیشہ مارا کہ قیامت تک اِسکا علاج اُنکے اصول پر ممکن نہیں حوصلہ کی بات تو یہ ہے کہ اِن سب دلیلوں کو چھوڑکر کوئی ایسی دلیل ڈھونڈکر نکالیں کہ اُسکے مقدمات بھی خوارج و نواصب کے نزدیک مسلم ہوں اور اُس سے حضرت امیرؑ کا ایمان بھی اُنکے مقابلہ میں ثابت ہو جائے مگر ناظرین دیکھہ لیں گے کہ انشاء اللہ تعالےٰ ابد الدہر تک شیعہ کو کوئی ایسی دلیل نصیب نہوگی اور ممکن نہیں کہ بلا مدد اہل سُنت وجماعت کے اُنکو دشمنان جناب امیرؑ کے مقابلہ میں کبھی کامیابی حاصل ہو یہ تو صرف ایمان حضرت امیرؑ کے ثابت کرنیکی درخواست بمقابلہ خوارج و نواصب کے شیعہ سے

jabir.abbas@yahoo.com

گئی ہے۔ بہت بڑا مقدمہ اسلام و نبوت کا ہے کہ شیعہ کے اصول پر اسکا ثابت ہونا بمقابلہ کفار و منکرین اسلام کے اس سے زیادہ محال ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب دوسرا سوال طبع ہوکر شائع ہونیوالا ہے اسمیں چند مقدمات قائم کرکے تمام دنیائے شیعوں سے استدعا کی گئی ہے کہ اپنے مذہب کی روسے آنحضرت صلعم کا پیغمبر ہونا اور اسلام کا دین خدا ہونا بمقابلہ کفار و دشمنان اسلام ثابت کردیں اور مذہب شیعہ سلامت باقی رہے ؛

السائل

محمد ابوالقاسم عفی اللہ لہ ساکن محلہ خلد آباد شہر الہ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرخیل متکلمین سنیہ۔ جناب مکرم مولوی محمد ابوالقاسم صاحب ادعایتہ! تسلیم بعد تعظیم۔ چہار ورق مرسلہ سامی کہ جنمیں تمام علمائے شیعہ سے چند امور استفسار ہوا ہے حقیر کے پاس پہنچنے میں نہایت مشکور ہوا کہ باوصف عدم سوابق معرفت جناب نے نیاز کیش کو یاد فرمایا ممکن تہا کہ محض بامتثال امر سامی بایں نادانی و بیدانشی سوالات مندرجہ اوراق مذکور کا جواب دیا جاتا۔ مگر نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے محققین سابقین و متقدمین اولین نے متاخرین کے لئے کچھ نہیں چھوڑا

نوٹ علمائے شیعہ سے گذارش یہ ہے کہ اگر ان دلائل کے علاوہ کوئی دوسری دلیل دگر مسلمے خوارج ولو اصب پیش کرسکیں تو ہرگز ہرگز قصد تحریر جواب نہ فرمائیں مطبوعہ نامو پریس الہ آباد

چونکہ امورِ مستفسرہ عالی بکرّات و مرّات زیرِ بحث و درج کتب ہو کر دستِ
فرسودِ خلایق ہو چکی ہیں لہذا مجھ کو بحکم ذہن جدّت پسند مکروہ معلوم ہوا
کہ پرانی ملی دلی طمل پر تازہ کلپ چڑھا کر اہل دانش کی نظر میں بمثلِ جناب
والا تحصیل حاصل کا الزام اُٹھاؤں۔ ہاں اگر آپ اپنی فکرِ عالی سے
کوئی جدید بات پیدا کر کے شانِ خلّاقی دکھاتے تو اتباعاً لامرِ ہم
ہی کچھ ہاتھ پھیر لاتے ذرا سوچو تو سہی در باب مباحثِ مذہبی آپ کے
شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے بایں عنوان افتتاح باب مناظرہ فرمایا
کہ بقول خود کسی مسئلہ بحث طلب کو فرو گذاشت نہیں کیا پس ضرور ہے
کہ جن باتوں کو ہیر پھیر کر جناب والا نے زینت قرطاس فرمایا ہے عزیز
دہلوی زیب وہ تحفہ فرما گئے ہیں ازاں بعد مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی
نے تحفہ موصوف سے امداد دیکر منتہی الکلام میں انتہا کا زور دکھایا اگر منجانب
شیعہ ہر دو کتب موصوفہ بالا کے جواب شائع نہ ہوتے یا کہ اجوبہ کتب مذکورہ
کا ردّ مسکت خصم حضرات اہل سنّت کی طرف سے حوالہ قلم ہو جاتا تو آپ
کو ہر طرح کے فخر و مباہات و طمطراق کی گنجائش تھی۔ خدارا آپ ہی انصاف
فرماویں کہ جب ایسی کتابوں کے جواب کہ جن کے مصنفین کو جمیع اہلسنت
خاتم المجتہدین و رؤس المناظرین اعتقاد کئے ہوتے ہیں بایں کثرت لکھے
گئے ہوں کہ الماریاں پُر ہوں تو یہ چند سطور مسطورہ سامی کہ جنکا ردّ بھی
نہ یکبار دو بار بلکہ بارہا ہو چکا ہو۔ کیا وقعت و اقتدار رکھتی ہیں۔ اگر
حضرات اہل سنّت کی طینت میں حق طلبی ہوتی تو اُن کے لئے یہی کافی
تھا کہ نہایت انصاف ایمان داری سے گوشہ تشویش میں سر زانوے
تفکر جھکا کر غور فرماتے کہ تحفہ وغیرہ کے جوابوں سے تاحال کسی عالم اہلسنت کا

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

مستعرض نہونا صریح طور پر دلالت کرتا ہے کہ صاحب تحفہ نے لوگوں کے
گمراہ کرنیکی غرض سے ایسے اکاذیب وافترآآت حوالہ قلم کئے ہیں کہ جنکے
جوابات کا ردّ اہلسنت تو کیا فرشتہ خاں کے بھی امکان سے باہر ہوگیا اللہ اکبر
علو حق اسی کو کہتے ہیں کہ شیعوں کے مقابلہ میں سنیوں کی طاقت ہر
قسمہ حسابی قاعدہ سے پندرہ سولہ درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ پس اتنے
طاقت دار گروہ کا ضعیف وقلیل جماعت کے روبرو باثبات حقیتِ خود
قلم نہ اٹھانا گویا بصد زبان اپنی فرومایگی کا اقرار کرتا ہے میرے قلم میں
طاقت نہیں ہے کہ تحفہ کی جو دھجیاں اُڑائی گئی ہیں اُن سب کو ایکجگہ جمع
کرکے کوئی تعداد اجوبہ ظاہر کرسکوں مگر بطور اظہار حال مشتے نمونہ از خروارے
اتنا عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ باب ہفتم متعلقہ امامت مندرجہ تحفہ کے
تقریباً پچاس ورق ہیں جس کے جواب میں فقط ایک عالم شیعہ نے تیس جلدیں
مسمّی بہ عبقات الانوار لکھی ہیں بعض جلد اتنی حجیم وضخیم ہے کہ چودہ پندرہ
روپیہ قیمت پاتے ہوئی ہے اور پانچ چھ روپیہ سے تو کوئی بھی کم نہیں
باب دہم جسکا تعلق مطاعن خلفا ثلاثہ و دیگر صحابہ وام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ وغیرہا سے ہے اُس کے جواب میں بڑی بھاری تین جلد لکھی گئی
ہیں منتہی الکلام کی بھی یہی کیفیت ہے کہ استقصاء الافہام سے تین جلد میں جواب
دیا گیا ہے اگر آپ وسیع النظر ہیں اور تحفہ وغیرہ کے جوابات زیر ملاحظہ کرچکے
ہیں تو صاف طور پر ارقام فرمائے کہ کسی عالم شیعہ نے تاحال آپکے امور مستفسرہ کا
جواب نہیں دیا یہ کہ شاہ صاحب وغیرہ متکلمین کو باین تبحر وہمہ دانی درحقیقت یہ
اعتراض سوجھا ہی نہیں کہ شیعہ تصدیعہ جواب اٹھاتے۔ جسوقت کہ آپ اپنی
وسعت نظر سے ایسی تحریر ہمارے حوالے فرمائینگے انشاء اللہ مع صفحہ کتاب کا

jabir.abbas@yahoo.com

نشان دے کر آپکی ادعاء تفرد کو باطل کیا جاویگا مگر چونکہ اہلسنت کو معاملات مذہب میں چنداں واقفیت نہیں ہوتی اور میں دیکھہ رہا ہوں کہ بعض ناقصین اپنی کوتہ نظری سے مضامین شہرہ سامی کو آپ ہی کا انشا کیا ہوا خیال فرماتے ہیں لہذا مجھکو بعض مصالح سے یہ بات ضروری معلوم ہوتی ہے کہ آپ کے استفسار کی حقیت واقعی منکشف کردی جاوے کہ چندین بار حضرات اہلسنت ان باتوں کو بیان فرماکر جواب پاچکے ہیں ورنہ خوف ہے کہ کہیں خدانخواستہ آپکے دماغ عالی میں یہ بات جاگزیں ہوجاوے کہ میں بھی ازجملہ مناظرین و متکلمین ہوں کتب فارسیہ و عربیہ کا دیکھنا تو شاید متعذر ہو براہ کرم گستری بالفعل ایک ردو کتاب کو ملاحظہ فرماکر اپنا اطمینان خاطر فرمالیجئے اگر اُسمیں آپکے سوالات کا پتہ نہ چلے تو مجھہ سے دست و پنجہ ہوجئے مولوی مہدی علیخان صاحب بہادر محسن الملک نے جو آیات بینات لکھی ہے اُسکا جواب ہماری جانب سے بذریعہ کتاب مستطاب رمی الجمرات تین جلدوں میں ایک فاضل کامل و عالم متبحر نے طبع کرایا ہے اور آیات بینات کا اہلسنت کی نظر میں تحفہ وغیرہ سے بھی کچھہ اقتدار بڑہا ہوا ہے ہمپر احسان فرماکر اُن جوابوں سے ایک نظر دیکھہ لیجئے میں یقین کرتا ہوں کہ انشاء اللہ آپکا پورا اطمینان ہوجائیگا ہر چند کہ درباب عدم وقوع عقد جناب ام کلثوم صاحب رمی الجمرات نے بھی بحسب ضرورت ارقام فرمایا ہے لیکن سوا اسکے مقتدانا فخر المتکلمین و رئیس المناظرین حضرت مولوی علی اظہر صاحب نے ایک رسالہ مسمّی بہ کنز مکتوم اس مادہ میں خاص طور پر بایں عنوان لکھا ہے کہ جسکو دیکھکر آپ بالیقین یہ فرماویں گے کہ بے شبہ رواۃ سنیہ نے ہبات میں غلطی اٹھائی اور ایک بے وجود چیز کو اپنی غلط فہمی سے یا دیدہ و دانستہ

jabir.abbas@yahoo.com

قایم کر دیا پہر تو امید نہیں ہے کہ آپ کبھی بہولے سے بہی اِس قصہ واہی کو صحیح
باور فرما دیں مگر یہ تو فرمائے کہ با این شوکت و مکنت علمائے اہل سُنت کی
طرف سے ایسا قصور ہمت کیوں ہوا کہ شیعہ کے مقابلہ مین آجتک قلم اوٹہانے
کی جرأت نہیں ہوئی آج دُنیا میں کوئی ایسی کتاب نظر نہیں دیجا سکتی
کہ شیعہ کے جواب کا رَدّ اہلسُنت نے لکہا ہو یا کہ اہلسنت کی کسی کتاب کا
جواب بمقابلہ اصل کتاب یا دیگر کُتب بین منجانب شیعہ نہ گیا ہو مفخرین
اُس خاندان کے اخلاف کبہی عزت نہیں پا سکتے کہ جنکے اخلاف میں کسی
نوع کا نقص ہوتا ہے۔ دیکہئے قاضی عبد الجبار متکلم اوّل واعورمین
تیمیہ وابن روزبہان وصاحب صواعق محرقہ وتحفہ ومنتہی الکلام و
سیف مسلول ونواقض الروافض ورشید الدین ومولوی مہدی علی خان
صاحب وغیرہ باعتبارِ قدامت سب آپکے بزرگ اور حضور اُن کے خورد
ہیں پس جبکہ بمقابلہ شیعہ اُن حضرات کی یہ توقیر ہے کہ ایک ایک سطر کے
رد میں جُزو کے جزو لکہدیئے گئے تو پہر آپ کس شمار میں ہیں سچ فرمائے
کہ کبہی اِس صدمہ میں خواب راحت مبدّل بہ کلفت ہوئی ہے آپ
کے بزرگواران مثل شاہ صاحب وحیدر علی صاحب کے نام مبارک
سے آجتک کسی سُنی بہائی نے الزام کذب وافترا وغلط نویسی وخلاف
گوئی دفع نہیں کیا اور نہ تا قیامت امید ہے میں یقین کرتا ہوں کہ جب
کبہی آپ کو یہ خیال ہوتا ہوگا کہ (ہیں) اہلسنت کی یہ کثرت ومقدرت وشوکت
اور بمقابلہ شیعہ ایسی پنبہ دہنی فرط ایا زاری سے نیند اُچٹ جاتی
ہوگی اور سع جو مثلے کہ طلبگار گنج قارون است۔ یہی دل چاہتا
ہوگا کہ کسی حیلہ وترکیب سے بزرگواران کے اقوال کا استرداد جو منجانب

jabir.abbas@yahoo.com

شیعہ ہوا ہے اُسکی اصلاح ہو جاوے۔ مکرم من۔ گستاخی معاف ہو جبتک
کہ ابواب تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات کے جوابات کا ابطال اہلسنت
کی طرف سے نہ ہوگا۔ اُسوقت تک آپ تمام حضرات وابستہ زنجیر ندامت و
عامل بمذہب باطل سمجھے جاویں گے خیر ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔
سابق گروہ شیعہ سے گو کہ کتب شیعہ کا رد نہو سکا مگر آپ ماشاء اللہ ذی
طبیعت و صاحب جودت نئی روشنی کے آدمی معلوم ہوتے ہیں بمقتضائے
سعادتمندی منجملہ اعتراضات عدیدہ و کثیرہ کے دو چار ہی باتوں کا جواب
عنایت فرما کر اپنے بزرگواروں کے سر پاک سے یہ بار گران کہ مشابہ
کوہ ہمالہ ہے دور کر کے خلف الرشید و سعید کا خطاب حاصل فرمائیے
اور اپنے معاصرین و ابنائے زمانہ کی نظر میں موقر و معزز ہو جیے اگر
ہمارے علما کے اُن اقوال کو جو کہ بربنائے عدم حقیت مذہب اہلسنت لکھے
گئے ہیں آپ از جملہ محالات تصور فرما کر باطل نہ کر سکیں تو حضور شاہ صاحب
کی اُس کذب نویسی ہی کو تاویل غیر علیل سے جو کہ بضدیت شیعہ غایت
حیا و ایمان و پاس اسلام سے حضور ممدوح نے بحمایت اہلسنت کی
ہے درست فرما دیجئے ورنہ ہمارے نزدیک ایسی صورت میں آپ کبھی
ممدوح خلایق نہیں ہو سکتے کہ بزرگواران بحیلہ دروغ گوئی و خلاف
نویسی و خیانت شعاری و افترا پردازی تشئید المطاعن و تقلیب المکائد و
عبقات الانوار و بوارق موبقہ و استقصاء الافحام وغیرہ کتب کلامیہ کے سنگین
حوالات میں لکد کوب متکلمیان شیعیان ہیں اور اُنکے اذناب و اخلاف جیسیکہ حضور
لامع النور ہیں یہی روشن مضامین کہ جنکے لکھنے سے بڑے بوڑھوں پر سخت
دار و گیر ہو رہی ہے نئی نئی عبارتوں میں بیان کر کے جہلا کی نظر میں اپنے آپکو

jabir.abbas@yahoo.com

عاقلِ زمانہ و فرزانۂ روزگار ثابت کرائیں۔ میں آپ کو روحِ انصاف
کی قسم دیکر پوچھتا ہوں بلکہ خلیفۂ ششم حضرت معاویہ و خلیفۂ ہفتم حضرت یزید
رضی اللہ عنہ کا واسطہ اُسپر مستزاد کرتا ہوں کہ ایمان اِسی کا نام ہے کہ شیعہ
بر خلاف اقوالِ شاہ صاحب وغیرہ تمام مطاعن و رزائل و قبائح کو خلفا کے
ذاتِ عالی صفات سے چسپاں کریں اور اہلسنت ٹھنڈے سانس بھر کر
چشمِ نیم وا اُن الزامات کو معائنہ کرکے غایت بے بسی و کوتہ دستی سے دم
بخود ہو جائیں مگر بنظرِ جِلا اُس کہنہ قبائے خلافت پر کہ جسکو اپنے بدن
زیبا سے خلیفۂ اول نے حسب الارشاد جناب امیر علیہ السلام مصرحۂ خطبۂ
شقشقیہ مندرجۂ نہج البلاغۂ مسلمۂ سُنیہ کھینچ کھانچکر چسپاں فرمالیا تھا کبھی رنگ
بیاکردہ ہو کے دیتے رہیں اور وہ دہو کے شیعیانِ مرتضوی کی تابش
سے ایسے اُڑیں کہ جیسے آفتاب سے شبنم پرانہ مانئے جناب والا نے بھی جلا
کم کردۂ خرد کے دہو کہ دہی میں دقیقہ از دقائق فرو گذاشت نہیں کیا۔
ابتدائے کلام ہی میں وہ چال چلی ہے کہ سو منشیانِ کاملِ فن کی روح شاد
و بلا گردانِ قلم ہو جاوے جیسا کہ خاتمۂ کلام پر خوارج کے مقابلہ میں
اہلِ حق سے تازہ تازہ گرم بھک بھکائی دلائل طلب ہوتے ہیں سو ویسے ہی
ابتدائے کلام میں اہلِ حق کو پرانی دہرانی باتوں کا بیان کرنیوالا تجویز
فرمایا ہے غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث بھی آپکی رائے میں
تازگی طلب ہیں حضرت من پہلے بخاری اور مسلم شریف کے ساتھ وہ عمل فرمانا
ہے جو کہ جناب عثمان کان عفت و ایمان نے قرآن کو مشتمل بہ تفرق و اغلاط
سمجھکر کیا تھا جبکہ حضور پُرنور تباسی جناب ذوالنورین گرم بازاری فرماکر کتب
صوفہ سے اُن مطالب و مضامین کو جسپر شیعہ متمسک ہو کر حضرات اہلسنت کے

jafir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

مقابلہ میں مظفر و منصور ہوتے ہیں حذف فرما دیں تب بصد لشناخت شادمانی
بخوف و خطر ہو کر ہمسے کہتے کہ ابتو شیعہ کے پایۂ استدلال کو ابن مسعود وغیرہ کے
قرآن سوختہ کے ساتھ بہ تبعیت جناب محرق القرآن ہم نے ملحق فرما دیا اب
کہیں سے نئے دلائل باثبات ظلم و جور شیخین بہم پہنچائے اسوقت جیسی مصلحت
ہو عرض کیا جائیگا۔ لیکن جبتک کہ کتب موصوفہ مصئون عن التصرف ہیں
برابر یہی کہے جائیں گے کہ وہ دیکھو بخاری میں غضب جناب سیدہ کی رنجیدگی
درج ہے صحیح مسلم میں حسب تسلیم حضرت عمر شیخین کرام کا حضرت امیر کے
نزدیک جھوٹا دغاباز خیانت شعار ہونا لکھا ہے رسول اکرم کے ارشاد
ہدایت بنیاد پر الزام ہذیان درج ہے دیگر کتب معتمدہ میں خلفاء راشدین
کا بجرم نافرمانی و تخلف لشکر اسامہ بعید مدینہ لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ
اٹھانا اور جناب امیر کے گھر پر آگ لکڑیاں لیجانا محسن کا شکم مادر میں
ضرب مشت و لگد سے شہید کرنا نبی کو بے غسل و کفن چھوڑ کر دنیا کے
پیچھے پڑجانا صحابہ مقبولین کو مار مار کر مدینہ سے نکالدینا متعدد قرآنوں
کو جلانا اہلبیت کے حقوق واجبہ کا غصب کرنا وغیرہ وغیرہ درج ہے۔
اگر حضور جوش تسنن کل کتب کو مع قرآن پاک دنیا سے اٹھا دیویں تو ہم
یہی اعتراض جدید کے پیدا کرنیمیں کوشش کریں مگر اسوقت یہی ہمکو یہ کہنے
کی گنجایش ہوجائے گی کہ حضرات اہل سنت کو شیعہ کے مقابلہ میں ایسی
پس پائی ہوئی کہ کتب احادیث کو باین عنوان درہم و برہم کردیا کہ
کسی کی فصل نہیں اور کسی کا باب نہیں۔ ما شاء اللہ آپ بھی عجیب چیز
ہیں پہلی صدی کے نصف اول میں حضرات ثلاثہ بمقابلہ خاندان نبوت
بدعملی کریں اور چودھویں صدی کے ابتدا میں آپ انکو سچا ٹھہرانا قرار

jabir.abbas@yahoo.com

دیگر ناقابلِ التفات سمجھیں ہیں نہایت خوشی کے ساتھہ سُننا چاہتا ہون کہ ہمارے بیحد و انتہا اعتراضات میں سے دس پانچ ہی کی نسبت ارشاد فرماتے کہ فلان فلان پُرانا ہے اور ہماری جانب سے اُنکے یہ سنتے ہیں جواب ہوئے ہیں ہمسیرین بنا اگر انکار شیطان کو جو کہ درباب سجدۂ آدم علیہ السلام واقع ہوا ہے ابتدائی قصہ سمجھکر فرد اعتراض سے خارج کیا جاوے تو غالباً حسب مذاق سامی دُرست ہوگا۔ کیون حضور غارِ ثور میں جناب رسالت مآب کے ساتھہ حضرت ابوبکر صدیق کا متواری ہوکر مشرف بہ تشریف ثانی اثنین اذ ہما فی الغار رہونا جسکو آپ بدا ہست خود محمول بتوصیف فرماکر بیان کرتے ہوئے جھوم جھوم کر دوہرے ہو ہوجاتے ہیں۔ ہجرت کی پہلی شب کا قصہ ہے تعجب ہے کہ وہ پُرانا ہوا اور حضراتِ خلفا کی وہ بے ادبیاں جو کہ دورانِ خلافت میں بمقابلہ خاندانِ نبوت سرزد ہوئی ہیں ناقابلِ بیان تجویز کئے جاویں۔ اجی حضرت جن اعتراضاتِ شدیدہ کا کسی عالم اہلسنت سے از بدو افتتاح بابِ کلام الی الآن کہ زائد از تیرہ سو سال ہوتے ہیں کوئی جواب نہین دیا گیا وہ پُرانے ہوکر مبدم مضبوط ہوتے جاتے ہیں یاد رہے کہتے پُرانا اعتراض اہل زبان کی اصطلاح میں اُسی بات کو کہتے ہیں کہ جسکا جواب نہ ہوا ہوا ور جو اعتراض کہ حجت ہائے بالغہ و دلائل کاملہ سے مندفع ہوجاتا ہے اُسکو پُرانا نہیں کہتے بلکہ وہ قطعی باطل خیال کیا جاتا ہے۔ کیون جنابِ عزل جناب ابوبکر از تبلیغ سورۂ برأت و تخلف شیخین از شرکتِ لشکر اُسامہ و قصہ طلب داشت قرطاس و خامہ و معاملہ فدک و ضبطی خمس و ایجاد تراویح و منع متعہ وغیرہ وغیرہ اِن پُرانے اعتراضات کا یہی جواب ہوتا ہے

jabir.akbas@yahoo.com

کہ ہمارے کتب کے مقابلہ میں قلم شکستہ کر دیا جاوے آخر فرماتے تو سہی جھٹک
آپ جواب ندیں شیعہ معترض ہونے سے کیوں رکیں جناب من ہندوستان
کے ذی رتبہ اہل سنت آپ کے ان فقروں میں نہ آئینگے کیونکہ دانشمندان
ہند کو شاہ صاحب کی تراش خراش کا جوابوں کے دیکھنے سے کچھ کچھ
حال معلوم ہوگیا ہے وہ جو گئے ہو رہے ہیں خیال جھیلا۔ البتہ ایسی گھڑت
کو زیادہ پسند کرتا ہے سو آپ کی ندرت دامن کشاں جس طرف چاہیے بیجائیے
کیا خوب قانون تادی نے گھر کے گھر عاق کردئے آپ بجلد الناس علی
دین ملوکہم معدن رسالت کے حقوق جائزہ کے مقابلہ میں اُس کا اتفاق
چاہتے ہیں سو یہ بخیر ہمارے دعوے میں بعنایت الٰہی کسی طرح ہو ہی دی
نہیں سکتی۔ بموجب احکام قرآن و حدیث پہلے ہی ڈگری حاصل کر چکے
ہیں۔ اجرا ہی ہوگیا منکران حقیت گرفتار ہو ہو کر اپنے اپنے مقامات
پر پہنچ گئے کسی پر تشئید المطاعن و عبقات الانوار کا پہرہ لگا ہوا ہے کوئی
تحفۃ الاثنا عشریہ کے سرہنگوں کی سختی سے بجرم تبدیل معانی قرآن دماغ کفر
آرچا کر حدود اسلام سے سات پار اتار اگیا۔ دیکھو فتاوائے علمائے سنیہ
منتہیٰ بطر تحفۃ الاثنا عشریہ جواب ہدیۃ الشیعہ ایک صاحب استقصاء الافحام
کے محکم قلعہ میں مقید رہکر بعد ائے ہائے ہائے مقلدان و مریدان کو پکار
رہے ہیں کہ خدا را جواب دے کر مجھکو اس قید شدید سے چھڑاؤ۔ آخر سب
پینہ بگوش ہوگئے ایک دم نہیں مارتا ہی ابھی مولوی جہانگیر خاں صاحب
مولف اظہار الہدیٰ حضرت علی کے کرامات و خرق عادات کو جو کہیں
اور رہتیوں کی شعبدہ بازیوں سے مشابہت دیکر تازیانہ کفر کھاتے
کھاتے چراغ پا ہوگئے کتاب معیار الہدیٰ کا ورق آخر ملاحظہ طلب ہے

jabir.abbas@yahoo.com

جسمیں چند علمائے سنیہ نے اسکے کفر کا فتویٰ دیا ہے حضرت من یہ اپنا ہی
ڈگری ہے کہ جس کسی نے اسکے نا واجب ہونیمیں چون وچرا کیا فوراً کافر ہو گیا
کا سپردار ان عدالت العالیہ کے ساتھ ہوا لیان اہلبیتؑ برابر نشانہ تیغ
ہوتے پھر رہے ہیں جس کسی کو ذرا بھی اس قدرتی ڈگری کے منتقا بنیں
اُڑتا ہوا دیکھتے ہیں فوراً یا بدستے ڈگرے دست بدستے ڈگرے منکرین
اوّلین کے ساتھ ملحق کردیتے ہیں ہمکو آپکی دانشمندی پر کمال افسوس آتا
ہے کہ ایسی ڈگری جسکا جسٹر اجرا سے کبھی خالی جیب ہوا ہے نہیں بعد
ستدادِ مدت کیونکر نا قابل استعمیل ہو سکتی ہے۔ خیر ع این کار از تو آید
و مرداں چنیں کنند۔ کتاب ہدایات الرشید کی آپنے بڑی مداحی فرمائی
ہے اور بجد سے مبالغہ کیا ہے کہ اسکو عجائب قدرت خداوندی کا نمونہ
قرار دیا ہے۔ خیر یہ اپنا اپنا پندار ہے اگر آپ اسکو نقل لوح محفوظ یا
مولف صاحب کو خدا کہنے لگیں تو کون زبان روکتا ہے میں بہت اشتیاق
کے ساتھ آپکی زبان مبارک سے اس بات کو سننا چاہتا ہوں کہ وہ کیا
نئی بات درج کتاب موصوف ہو کر آپکے لئے مایہ فخر و ناز ہوئی ہے جسکا
ذکر کتب اوّلین و پیشین میں نہ آیا ہو آپکو حضرت پیران پیر کے اُس قدم
مبارک کی قسم دیتا ہوں جو کہ حسب قاعدہ سامی تمام اولیاء کے دوش پر
مقدم ہے کیا صاحب ہدایات الرشید نے مطاعن خلفا سے کسی طعن کو اٹھایا
متخلفین جیش اسامہ سے جملہ لعن اللہ دفع کیا فدک کے متعلق دریچہ قصہ
کو صاف کیا جناب سیدہؑ کے گھر پر آتش باری کی تصویب کی سقط محسن کو جواز دیا
نکث عہد غدیر کی کوئی تاویل بیان کی۔ الزام تحریم متعہ و سقاطِ حی علی خیر العمل
کی کوئی علت صحیح ارشاد ہوئی۔ تقیہ کو باطل فرمایا۔ حضرات شیخین کا ایمان

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہونا ثابت کیا آخر فرمائیگا تو یہی مؤلف کتاب موصوف نے کیا ایسا کارنامہ
کیا جسکی وجہ سے ان کی کتاب کو نمونہ قدرتِ خداوندی کہا گیا۔ حقیر نے بھی
اسکو معائنہ کیا ہے وہی صواقع و تحفہ و منتہی الکلام کے پرانے مضامین الٹ
پلٹ کر برنگِ تازہ بیان کئے ہیں۔ جنکو آپ بھی بوجہ قدامت ناپسند فرماتے
ہیں۔ مؤلف کتابِ موصوف اگر ہمارے چند و انتہا اعتراضات میں سے
کسی ایک دو کا ہی جواب مسکت عنایت فرماتے تو شاید ہم خود مجوب ہو کر
ہمہ دم ثنا گر بیان ہوتے مگر چونکہ آپ نے پُر شوکت الفاظ میں اُس کتاب کا
ذکر فرمایا ہے عجب نہیں کہ دیگر حضرات بھی اُسکو ایسا ہی سمجھکر نادیدہ
مصدق ہو جائیں۔ بنا بر آن مناسب معلوم ہوا کہ دو ایک مقام مندرجہ
کتابِ موصوفہ کی حالت پیش نظر عقلاء زمانہ کر کے اُنکے انصاف پر محمول
کردیویں کہ جس کتاب کا مصنف ایسا پاکدامن و زیرک و راست گفتار
ہو اُسکی تحریر کیا کچھ ہوگی واضح ہووے کہ حضراتِ اہلِ سنت کو ہمیشہ سے
یہ اہتمام مدنظر رہا ہے کہ کوئی قرینہ ایسا بہم پہنچایا جائے کہ جس سے سیدہؑ
و خلیفہ ابوبکر کی رضامندی درباب فدک ثابت ہو کر فی الجملہ رفع خجالت
ہو۔ نظر بریں خواجہ نصر اللہ کابلی صاحب صواقع نے ایک کتاب مسمی بہ
مجالج السالکین مع چند سطور عبارت غلط طور پر منسوب بہ شیعہ کرکے بدینست
خود اس بات کو ثابت کرنا چاہا کہ سیدہ علیہا السلام معاملات فدک
میں خلیفہ ابوبکر سے رضامند ہوگئیں صاحب تحفہ اثنا عشری و مؤلف
سیف مسلول چونکہ کاسہ لیس کابلی ہیں انہوں نے بلا تلاش و معائنہ
اصل کتاب بقولے نقل را چہ عقل اُسی طرح لکھدیا۔ متقدمین شیعہ نے
بروقت جواب نویسی نہایت شور مچایا کہ کوئی کتاب مجالج السالکین ہی

jabir.abbas@yahoo.com

کتابوں میں نہیں ہے یہ بے پر کا کبوتر کیسے بنایا گیا جبکہ علمائے شیعہ نے زور دیکر دبایا تب بیچارے مقلدانِ شاہ صاحب کی جان پر بنی اور ربا تو نکا تو جواب نہ ہو سکا مگر مجاج السالکین کی بابت انہوں نے ایک مضمون تجویز کیا مگر ایسا ہے جیسا کہ بقول بعض ظرفا حضرت انسان نے خدا سے منظوری حاصل کر کے چمگادڑ یعنی شپرک بنایا تھا چونکہ احسن الخالقین کا کام نہ تھا لہذا ناقص خالق نے کل اعضا و مقامات بنائے مگر مقعد بنانی بھول گئے تھے یہی حال جناب حافظ فضل احمد صاحب مؤلف ہدایات ارشیہ کا مجاج السالکین کے توجیہ میں ہوا تمام رخنہ بندیاں کیں۔ مگر ایک جگہ ایسے بہکے کہ کل کارروائی درہم و برہم ہو کر مثال مشہورہ صدر کے دار و گیر کرنے پر ہم کو باعث ہوئی صاحب ممدوح کتاب مذکورہ کے صفحہ (۴۶۳) پر یہ رقام فرماتے ہیں کہ در اصل وہ کتاب جسکا حوالہ صاحب تحفہ نے دیا ہے مصباح السالکین ہے کاتب کی غلطی سے کتاب صواقع میں جس سے شاہ صاحب ناقل ہیں صاد و با کی جگہ حا و جیم بدلکر مجاج ہو گیا۔ غالباً اسی قسم کی تاویلِ رکیکہ نے جناب والا کو کتاب مذکورہ کی عجائب قدرت خدا و خلق پر اعتقاد کرنے سے مجبور کیا بخاطر داشت سامی تحفہ حافظ صاحب کی اس تاویل کو منظور کر کے عرض کرتا ہے کہ صاد کا حا کے ساتھ بدل جانا تو ممکن ہے مگر با اور جیم کا تبادلہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ان دونوں حروف میں کسی نوع سے تجنیس خطی پیدا نہیں ہو سکتی اگر صاحب صواقع کو ایسا ایسا غلط نویس محرر ملا تھا کہ با اور جیم کی شانِ کتابت میں امتیاز نہ دے سکتا تھا تو نہ معلوم اپنی خوش فہمی سے متن کتاب میں کیا کچھ تغیر کیا ہوگا۔ شاید مقابلہ کی نوبت نہ پہنچی ہوگی ہماری سمجھ میں ایک بات

jabir.abbas@yahoo.com

آتی ہے اگر آپ بھی چونکہ انصاف دوست ہیں پسند فرمالیویں تو اسکا
تصفیہ بآسانی ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عبارت مصباح السالکین
مندرجہ ہدایات الرشید و عبارتِ مجاج السالکین محولہ تحفہ کا باہم مقابل
کیا جاوے اگر عبارتِ مصباح وہی ہے جو کہ صاحبِ تحفہ نے بحوالہ
مجاج ارقام فرمائی ہے تو بے شبہ بقول جناب حافظ خلیل احمد صاحب
کاتب کی غلطی سے بجائے مصباح مجاج لکھا گیا ورنہ اگر خدانخواستہ
عبارتوں میں تفاوت ہے تو نہ شاہ صاحب وغیرہ شیعہ کی داروگیر
سے بچتے ہیں اور نہ ہدایات الرشید نمونہ عجائب قدرت خداوندی
مانی جاسکتی ہے میں نے تو خوب دیکھ لیا دونوں کتابوں کی عبارات
میں اتنا فرق ہے کہ جتنا مجھ میں اور آپ میں اب فرمائے جبکہ عبارتیں
ایسی متفاوت ہیں کہ باہم کسی نوع کا ربط ہی نہیں تو سوائے ازیں
اور کیا خیال کیا جاوے کہ صاحبِ صواعق نے کتاب کے ساتھ ایک
عبارت بھی گھڑ لی ہے تو ہم خواجہ نصر اللہ کابلی کو صرف مجاج السالکین
کے لفظ پر کاذب و مفتری خیال کرتے تھے اب جناب مولوی حافظ خلیل احمد
صاحب کی تحقیق و تنقید و دقت نظری سے ایک طولانی عبارت بنانیکا بھی انپر
الزام قائم ہوگیا واہ صاحب جس کتاب میں امیر خسرو کیسے اٹکل اور بے تال و متر
باتیں درج ہوں آپ اسکو عجائب قدرت خداوندی کا نمونہ لکھتے ہیں الحمد للہ
کہ مجاج السالکین پر ہمارے اعتراض قدیم کو جناب حافظ صاحب کی تحقیق
جدید نے ایسا استحکام ہوا کہ ایک سے ہزار درجہ پر پہنچ گیا دیکھنے جناب تائید ذوالمنن
اسکو کہتے ہیں جیسا کہ آپ کے ممدوح صاحب ہدایات الرشید کرتے ہیں اگر صاحبان
ایمان جنکو ایک ماشہ بھی پاس اسلام ہے رتی بھر غور فرمائیں تو انکی نسبت بے تکلف

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ کہہ سکتے ہیں کہ فی الواقع یہ کوئی غوث یا قطب یا ابدال ہیں یا انکہ اُن کے جسم لطیف میں پیران پیر کی رُوح پُر فتوح نے حلول فرمایا ہے۔ میرا قلم جرأت نہیں کرتا کہ اُنکے وجوہ اپنا تداری کی تفصیل میں کچھ کام ہوسکے ماشاء اللہ حضرت کو وہ باریک مضمون سوجھتے ہیں اور ایسی توجیہات دکھلا کر بیان فرماتے ہیں کہ جس سے اسلام کا وقار کفار کی نظر میں بھی مشکل ہو دو بو قیس ہو جاوے چونکہ حافظ صاحب آپکے ممدوح و پیشوا اور رحمت کے عنایت فرما ہیں لہذا میں آنکی کتاب پر ایراد کرنا مکروہ سمجھ کر آپ کو فقط اسقدر دکھائے دیتا ہوں کہ بلا شبہہ وہ کتاب اگر عجائبات قدرت خدا پر مشتمل نہ سمجھی جاوے تو کسی دوسری قدرت پر ضرور اسکا اشتمال ہے بحکم نقل کفر کفر نباشد۔ صاحب ہدایات الرشید کے ایک توجیہ جو کہ بپاس صحابہ دنیا طلبان کیگئی ہیں بہ ہدیہ خدمت کرتا ہوں ذرا اسکے نتائج پر غور کیجئے شیعہ قدیم سے یہ اعتراض کرتے چلے آئے ہیں کہ حضرت خلفا نے دنیا کی طمع سے آنحضرت کے جسد اطہر کو بلا غسل و کفن و دفن و نماز جنازہ وغیرہ چھوڑ دیا اور در باب خلافت باہم لڑتے بھڑتے رہے یہ اعتراض ایسا جگر خراش و ندامت افزا ہے کہ اچھے اچھے دانشمند سرنگوں ہوجاتے ہیں اور غایت اضطراب سے کچھ جواب نہیں دیسکتے مگر مؤلف ہدایات الرشید نے چونکہ مصدر عجائبات قدرت خداوندی ہیں ہمارے اعتراض کو تسلیم فرما کر ایسی دلیل بیان فرمائی ہے کہ جسکا انعام ہمارے پاس سوائے اس دُعا کے نہیں ہے کہ خدائے کریم بتصدق غوث الثقلین و بی بی عائشہ صدیقہ مولوی صاحب موصوف کو بروز حشر حضرت عمرؓ و جناب معاویہ کے ساتھ محشور فرما کر جمیع اہلسنت کو انکے سایہ

jabir.abbas@yahoo.com

عالطفت میں مقام رفیع عنایت فرماتے جناب موصوف ہدایات الرشید کے صفحہ (۱۵۱) پر بایں مطالب رقمطراز ہیں کہ یوم انتقال سے حضرت تیسرے دن دفن ہوئے اور پھر بفاصلہ قلیل اُسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ مسئلہ خلافت بہ نسبت دفن رسول اللہ صلعم اہم اور ضروری اور خطرناک تھا اگر حضرت کے دفن میں تعجیل نہ کیگئی تو کچھ باک نہیں آپکا بدنِ مقدس بگڑنے اور متعفن ہونے سے پاک ومنزہ تھا اگر دفنِ نبیؐ کو انتظام خلافت پر مقدم کیا جاتا تو بڑا بھاری اندیشہ اسلام کی برہمی کا لگا ہوا تھا کیونکہ جسطرح انصار کی منشا تھی اگر اُسی طرح سے خلافت متفرق ہوتی تو اسلام واہل اسلام درہم وبرہم ہوجاتے۔ انتہی بقدر الحاجت کہاں ہیں مسلمان مولف عجائب قدرتِ خداوندی کی نکتہ رسی اور دقیقہ سنجی کی داد دیکر اُنکی قطبیت وغوثیت کے قائل ہوں اور دست بیع ہوکر حضرت کے صاحبِ حال ہونیکا عقیدہ کریں تمام دُنیا کا قاعدہ ہے ہر اور ضروری تو اُس پر خاک ڈالکر پہلے میت کو دفن کرتے ہیں۔ مگر یہ نئی بات سوائے رسول اکرم کے نعش مبارک کے اور کسی کے ساتھ نظیر نہیں دیجاسکتی کہ تین روز تک گھر میں جنازہ رکھا رہا شاید فرطِ محبت سے بی بی عائشہ نے نہ دفن ہونے دیا ہو جبکہ اُنکے پدر بزرگوار سقیفہ بنی ساعدہ سے دستار امامت باندہ کر آئے ہونگے تو غالباً اُنہوں نے اُس سوگ نشین مسندِ ماتم داری کو سمجھا بجھا کر آمادۂ دفن و کفن وغسل وغیرہ فرمایا ہوگا بڑی غلطی کی اسسے تو اطمینان ہی تھا کہ بوجہ اعجاز نبوت آپکا لاشہ عفونت نہیں کرسکتا پھر اُس ماہِ رسالت کیوں نہ خاک کیا۔ ویسے ہی تختۂ میت پر پڑا رہنے دیتا تھا سب لوگ آپکا روئے منور دیکھکر تا قیامت زیارت سے مشرف ہوا کرتے۔ اُمت کی بڑی حق تلفی ہوئی۔ بھلا خلفا تو اپنے اُس کام

jabir.abbas@yahoo.com

میں بجان و دل مشغول تھے جس کے حاصل ہونے کی اُمید میں حضرت کو دوات
قلم نہ دیا جیش اسامہ کی شرکت سے سرتابی بلکہ سرکشی کی بفور انتقال ختمی مرتبت
مصنوعی محبت سے خود رفتہ ہو کر شمشیر بدست ہو گئے اہلبیت علیہم السلام کس
کام میں مشغول نہ تھے کہ گھر میں مردہ پڑا رکھا جنازہ [illegible] تو شور [illegible] تشییع
میں بھی شریک نہ تھے پھر کیا کرتے رہے چونکہ آپ بھی موالیان اہلبیت
بلکہ شیعہ اولی میں داخل ہیں کچھ ولی اللہ ارشاد تو فرمائیے یہ کیوں [illegible]
وکفن ہوتے شاید آپ یہ جواب دیں کہ تجہیز و تکفین [illegible] مفلس [illegible]
و دفن کیلئے خرچ کہاں سے آتا بیت المال پر تو پہرہ تھا [illegible]
خلیفہ مقرر ہو گیا تب انہوں نے مثل [illegible] سلاطین دنیا [illegible]
کے برآمد ہونیکا حکم دیا کیونکہ شاہان دنیا کا قاعدہ [illegible]
مر جائے تو خدام و کار پردازان سلطنت [illegible]
حضور کی عمر و میں ایک شاندار آواز [illegible]
تجہیز و تکفین کا انتظام ہوا چاہئے [illegible]
قائم ہوا تھا کاش اگر دس بیس روز تک تخت نشینی خلافت میں مشغول رہ کر [illegible]
وفادار [illegible] کی ڈھول بجتی رہتی تو جسد اطہر سپرد زمین نہ کیا جاتا تو
تو یہی ہے کہ جب تک مردہ دفن نہ ہو کھانا دانہ [illegible] معلوم تین
تین روز متواتر فاقہ کریں اہلبیت اور حضرت عائشہ بی بی [illegible]
پر کیا گذری ہوگی ہائے افسوس [illegible]
شفقیہ اپنی زندگی میں خلیفہ کے نہ قائم فرمانے سے اسلام میں سخت تفرقہ و فساد
برپا فرما دیا ادنے ادنے باتیں حتی کہ مسائل جائے ضرور و آداب
مباشرت وغیرہ سب بیان فرما گئے مگر ایسی بھاری اور ضروری

مسئلہ کو جو کہ بقول صاحب ہدایات الرشید آپ کے دفن و کفن پر بھی
مقدم تھا صحابہ کی رائے پر چھوڑ گئے میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسا فعل
اور اسے گروہ کی نسبت حضرت کو کیونکر اطمینان ہوا آخر انصار کا بھی
بڑا ہتھوک تھا اور قرآن پاک میں جابجا انصار کی روشن الفاظ میں
تعریف آئی ہے اس گروہ کی تو حسب تسلیم صاحب ہدایات الرشید ایسی
بھی یہ رائے شامل تھی کہ اگر انکی منشا کے موافق انتظام خلافت ہوتا
تو اسلام کا تختہ ہو جاتا تعجب ہے کہ جناب حافظ خلیل احمد صاحب
نے ہدایات الرشید میں ایسے ذی عزت و باوقعت گروہ کو جنکی توصیف
پر قرآن پاک شہادت دے رہا ہے ملت بیضا اور شریعت غرا کی تباہی
کا سبب تجویز کیا جو کہ عین منشاء کفار بدکردار ہے ہم تو کب بیاد اتنی
بے ادبی خاندان نبوت کر دیں گر ذرہ بھی اپنی معمولی اصطلاح سے کسی مہاجر
و انصار کی خدمت میں حرف زن و نکتہ چیں ہوں تو رافضی کہے جاویں
اور اہلسنت و جماعت ایسے آزاد و گستاخ ہوں کہ انصار کو
مصدر کفر و ارتداد بیان کرنے سے بھی معتوب نہوں بلکہ عجائب
قدرت خداوندی کے نمونہ سمجھے جاویں عجب حال ہے امامت کو
فروعات دین میں داخل کرکے کبھی ایسا بے حقیقت سمجھتے ہیں کہ امام
کے ظالم اور کاذب اور فاجر اور فاسق اور غادر اور خائن ہونے
سے ایک ذرہ ضرر اسلام خیال نہیں فرماتے ہیں چنانچہ مئی [illegible]ء میں
خود مؤلف ہدایات الرشید نے مدرسہ دیوبند میں بمواجہ چند طلاب [illegible]
حجت حقیر ارشاد فرمایا کہ بے شبہ حسب روایات مندرجہ صحیح مسلم بقول جناب
عمر حضرت امیر علیہ السلام خلیفہ اول و دوم کو کاذب و غادر و خائن وغیرہ جانتے

jabir.abbas@yahoo.com

تھے مگر اُنکے کاذب ہونے سے اہلِ سُنّت کو کیا مضرت نہیں پہنچ سکتی باایں
معنی کہ ہمارے نزدیک خلافت اصولِ دین میں داخل نہیں ہے کہ جس سے
خواہ مخواہ خلیفہ کا با ایمان اور سچّا ہونا لازمی ہو اور رہا ہے اُسکو ایسا
اہم امر نہیں سمجھا ظاہر فرماتے ہیں کہ رحمت اللعالمین کے دفن پر مقدم
کرکے خلیفہ کے تعیین نہ ہونے سے امورِ اسلام کی برہمی و ابتری تصور
کرتے ہیں خدا را غور فرمائے اگر امامت کوئی چیز نہیں اور ہر فاسق
اور فاجر و ظالم و زانی شقی و کاذب و غادر اُسکا متحمل ہو سکتا ہے تو
انصار کی برخاستی در بابِ تجویز خلیفہ اسلام کی چلتی ہوئی کشتی کے ڈبونے
والے کیوں تجویز کئے گئے۔ اگر قبیل انصار سے کوئی خلیفہ قائم کیا جاتا تو
بیش بریں نیست کہ فاسق و منافق ہوتا پھر اُس سے اِسلام کو کیا ضرر
پہنچتا آخر حضرت ثلثہ بھی تو چشمِ بد دور ایسے ہی تھے اُنہیں کے جوازِ خلافت
کے لئے تو یہ تعمیم کیگئی ہے کہ ہر فاسق و فاجر امام ہو سکتا ہے ہمارے فی السنت
میں صاحب ہدایات الرشید کو یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ اگر انصار میں سے خلیفہ
ہوتا تو شاید بوجہ نرم مزاجی فاطمہ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں نہ لیجاتا۔
فدک کو ضبط کرکے آلِ احمد کو محتاج محض نہ بناتا شکمِ سیدہ میں محسن معصوم
کو شہید نہ کرتا حلال خدا کے حرام اور حرام خدا کے حلال پر رعیت کو مجبور
نہ کرتا بیگناہ لوگوں پر بالزامِ ردّت سیف اللہ نہ چلتی ازواجِ مسلمین سے
زنا کاری نہ کیجاتی ہم ان تو ہم رائے لگاتے ہیں کہ لاریب اگر انصار وغیرہ دیگر
دنیوی خلعتِ خلافت سے [illegible] ہو کر اہلبیت کے احترام میں کوشش کرتے تو حسب
قواعد موضوعہ اہلسنت اسلام ڈوب جاتا مسلمانی نے تو جب ہی رونق پکڑی
جبکہ رسالت [illegible] دیا گیا الحاصل ہمکو سخت تعجب ہو رہا ہے۔ درحالیکہ امامت کی

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ ضرورت شدید ہو کہ سلطانِ کون و مکان معاذ اللہ تین روز تک مرے
پڑے رہیں اور اُسکو ایک امر خفیف سمجھ کر صحابہ عظام متوجہ بدفن نہ ہوئے داخل
اصول کیوں نہ کیا گیا تھوڑا سا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات اہلسنت
کو خلافت و امامت کے داخل اصول کرنے میں ایک سخت لاچاری واقع ہوئی
اور سوائے اُسکے کہ ہر ظالم و فاسق و کاذب کو امام بنا لیا جاوے اور
کسی طرح سے اُسکا دفعیہ نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ کل شیعہ کا اتفاق
ہے کہ ہادی خلائق و پیشوائے اُمت جمیع ارجاس و ادناس سے پاکیزہ و بری
ہو علم و کمال میں اپنا نظیر نہ رکھتا ہو کسی مسئلہ مشکل میں دوسرے کی ہدایت
کا محتاج نہ ہو قول نبی صلعم اور غوامض فرقانی کو سمجھ کر استنباط و
استخراج مطالب پر قدرت تامہ رکھتا ہو اہلسنت بخلاف اسکے کہتے
ہیں کہ افضلیت شرط امامت و خلافت نہیں اور بنظر سہولیت ایک
عام قاعدہ تجویز فرمایا ہے کہ سوائے انبیاء کے اور کوئی گناہ صحابہ کے
شرف صحابیت کو دفع نہیں کر سکتا دیکھو ہدایات الرشید کا صفحہ اگر حضرات
اہلسنت ایسی تعمیم نہ کرتے تو کبھی کام نہ چلتا کیونکہ صفات مجوزہ شیعہ حضرات
ثلثہ میں ممکن نہیں بلکہ بحدے سے بھی بعض اسکے دور ہیں آپ غور فرمائیں کہ شیعوں نے در باب
امامت ایسے سخت شرایط لگاتے ہیں ممکن نہیں کہ سوائے خاصان خدا و برگزیدگان
رب العلی کے اور کسی کی ذات سے اُسکا ایفا ہو سکے اور بحمد اللہ کل وصفائے امامت
کو اقوال علمائے معتبر و ثقہ سنیہ سے ثابت کر دکھاتے ہیں گو کہ بعض متعصبین اہلسنت
بمعاملہ عصمت ائمہ شیعہ کے منکر ہیں مگر جب کبھی ذکر آتا ہے یہی کہتے ہیں کہ ائمہ
اہلبیت پنجتن پاک چہاردہ معصوم حضرت امیر کی نسبت برابر کتب میں لکھتے آتے
ہیں کہ امام المتقین سید الوصیین عز المحجلین غرق اتنا ہے کہ اجمالاً فانفراداً الفاظ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

شایستہ سے جو کہ متعلق بہ خصوصیت ہیں حضرات آئمہ علیہم السلام کو یاد کرتے
ہیں مگر بروقت مباحثہ خلافت اپنے خلفاء کے بعض حالات پر نظر کرکے
خانوادۂ مقدس کو خاطی و گنہگار و جائز الخطا قرار دیتے ہیں کوئی منصف
باایمان داد دے کہ ہم نے پیشوائے امت و ہادی خلایق و مرشد طریقت
کے لئے بعینہ وہی صفات قائم کی ہیں جو کہ انبیا کے لئے ہونی چاہئیں مخالف
عنید کو کتب مبسوط و مطولہ میں دکھا سکتے ہیں اہلسنت نے تو جہاد الکل
ایسا سہل کیا کہ ہر جاہل و لایعقل و کاذب و غادر کو امام بنا لیا اور
شرط افضلیت اٹھا دی معاذ اللہ اولی الامر جسکی اطاعت بذیل متابعت
خدا و رسول معدود ہو وہ کاذب و خائن ہو سکتا ہے۔ آپ ماشاء اللہ
ارباب فہم سے ہیں بجائے خود انصاف فرمائے کہ امامت درحالیکہ
حسب مضمون اے حدیث متفق علیہ کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ
یہ وقعت رکھتی ہو کہ عدم معرفت امام زمانہ سبب کفر و ارتداد مرگ جہالت
ہو جائے تو اسکو داخل اصول کیوں نہ سمجھا جاوے ظاہر ہے کہ مسائل فروعیہ
کے نہ جاننے سے شخص جاہل بذیل کفار معدود نہیں ہو سکتا کفر کی صفت
اسیوقت عاید ہو گی جبکہ اصول دین نہ جانتا ہو پس ہر گاہ بروایت فریقین
جناب مخبر صادق علیہ السلام نے امامت کے اقتدار میں یہانتک اہتمام
فرمایا کہ جاہل و منکر امام کو کافر قطعی قرار دیدیا تو اسکو از جملہ ارکان
ایمان نہ سمجھنا گویا ختمی مرتبت کا تخفیہ کرنا ہے کتاب منہاج میں قاضی
بیضاوی کا قول ملاحظہ طلب ہے جو کہ امامت کو اعظم ترین مسائل
اصول دین سے سمجھ کر اس کی مخالفت کو کفر و بدعت ہونا اعتقاد رکھتے
ہیں آپ بطور حکم اس پیچیدگی کو سلجھائیں کہ حدیث موصوفہ بالا کے

jabir.abbas@yahoo.com

ارشاد سے رسالتمآبؐ کا کیا منشا تھا آیا یہ ہے کہ امثال ابوبکر و عمر وغیرہ کی عدم معرفت سے مسلمان زنجیر کفر میں جکڑ بند ہو جائینگے یا کیا اگر اس قسم کے خلفا جو کہ ظالم و فاجر و فاسق تھے ایسے معزز سمجھے جاویں کہ انکے خلافت کے انتظام کو دفن نبی صلعم پر تقدیم دیجاوے تو انکے ساتھ جان پہچان نہ ہونے سے مرگ جہالت نصیب ہونا اسلام کو باین رفعت شان مضحکۂ جہان و نسوان بناتا ہے یہانتک تو اپنے دھرائے اعتراضات کا حال اور ہدایات الرشید کا نمونہ عجائب قدرت خداوندی ہونا برسبیل اختصار ایکے از ہزار عرض کیا گیا اب اُن سوالات کی جانب متوجہ ہوتا ہوں جنکو آپ نے لاجواب سمجھکر تمام علمائے شیعہ سے مخاطبہ فرمایا ہے ہرچند کہ رمی الجمرات و کنز مکتوم و دیگر کتب کلاسیہ میں جناب کی فرمائشات ایسی پوری ہو چکی ہیں کہ تا قیامت اُن کا جواب ممکن نہیں مگر آپ کو ہماری کتابوں کے معائنہ سے ایسی نفرت ہے جیسے کہ خلفا کے کذب و غدر وغیرہ سے محبت۔ ضرور ہے کہ حسب عادات اُن کو نہ دیکھا ہوگا اور یہ عریضہ تو بالیقین ملاحظۂ عالی سے گزرے گا۔ لہذا کچھ حالات مجملاً حوالۂ قلم کرتا ہوں مفصل کیفیت کتب محولہ بالا کے ملاحظہ سے مثل روز روشن عیاں ہو جائے گی جناب کو اس بات پر بڑا ناز ہے کہ ابتدائے زمانۂ دعوت میں جبکہ آنحضرت کی گرہ میں ایک پیسہ نہ تھا صحابہ اپنے بیگانہ سب سے منہ موڑ کر آپکی رفاقت کا ساتھ دیکر گھر سے بے گھر ہوئے سفر حضر کی تکلیفیں اُٹھائیں اپنے دولت کو حضرت کی زوجیت میں داخل کیں عہد خلافت میں اسلام کو خوب ترقی دی سنت در رونق و دیگر شریعت کے فتنہ میں جیتے ملک کا پاس نہ کیا

ضربے مار کر بجرم زناکاری ہلاک کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ غرض آپ کی یہ ہے کہ جو لوگ اِس طریقہ سے آنحضرت کے حبالۂ سابعیت میں داخل ہوئے عقل باور نہیں کرتی کہ وہ ایک ساعت کے لئے بھی مسبوق بہ کفر و نفاق ہوتے ہوں۔ جناب والا ہم اِس کلیہ کے پابند نہیں بلکہ بہ تقلید شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی ہمارا خیال اِس طرف گیا ہوا ہے کہ خواہش نفسانی آنِ واحد میں اچھے ایماندار کو جادۂ اعتدال سے متزلزل کر کے حدودِ کفر میں داخل کر دیتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک زمانہ میں آدمی کا مزاج صحیح ہو اور بربنا صحتِ عقل و ثبات نفس ایمان بخدا و رسول لایا ہو اور پھر بوجوہ و اسباب خارجیہ و داخلیہ مثل غلبۂ حرص و حسد یا طمع دولت و حکومت فریب شیطانی سے مطیع شہواتِ نفسانی ہو کر قویم دین و طریقِ مستقیم کو چھوڑ کر کجروی و اعوجاج اختیار کرے چنانچہ شاہ صاحب تحفہ میں صفحہ (۲۵۱) پر معترف ہوئے ہیں کہ حالت بنی آدم بمکر شیطان و اغوائے نفس دم بدم در تغیر است یعنی امروز مومن است و فردا کافر و امسی مومنا و یصبح کافرا و قصہ برصیصاد بلعم باعور درین باب برائے عبرت کافی است) الحاصل انسان کا تا دم مرگ ایک صورت پر رہنا کسی دلیل عقلی سے تسلیم نہیں ہو سکتا مہربان من ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر منجملہ صحابہ کے کسی نے بعد وفاتِ آنحضرت صلعم ثقلین یعنی قرآن پاک و آلِ اطہار کے ساتھ ایک ذرا بھی بے ادبی کی وہ کافر کلمہ گو و نامسلمان محض ہے شیخین وغیرہ کا مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانا عزیز و اقارب کی محبت کو ترک کر کے مفلس شخص کا ساتھ دینا صاحبزادیوں کا حرم سرا میں داخل کرنا اسلام کے پھیلانے میں ساعی ہونا اسیوقت

کارآمد ہوسکتا تھا جبکہ بلا نفاق و شقاق و اشتمال اغراض نفسانی محض لوجہ اللہ
ہوتا اور بعد نبی صلعم آنکی اولاد و احفاد کو مرشد زادہ سمجھکر اعزاز و اکرام
میں دقیقہ از دقایق فرو گذاشت نہ کرتے اور جسطرح کہ مواطن متعددہ
میں آنحضرت آنکی تعظیم و تکریم پر نصیحت و وصیت فرما چکے تھے پورے
طور پر عمل فرما ہوتے کیونکہ جناب بحکم عقل و مشاہدہ حالات زمانہ و سیئر
تواریخ یہ بات ممکن نہیں ہے کہ کسی شخص کا اقتدار روز بروز رو بترقی
دیکھکر خیل محتاجین و مغلوبین باُمیدِ آیندہ اپنے ذاتی منفعت کے لئے
بظاہر رفاقت و ہمدردی و جاں نثاری کا دم بھرنے لگیں آپ غور کریں
آنحضرت کے لشکر میں تین قسم کے آدمی تھے۔ مومن و منافق و مؤلفۃ القلوب
مومنین و منافقین کفار و دشمنان اسلام کے ساتھ ایک ہی طرح سے
جنگ و جدال و نہب و قتال کرتے تھے بلکہ منافقین اپنا عیب نفاق چھپانے
کے لئے سب سے زیادہ کوشش دکھلاتے تھے اور دونوں گروہ باہم
ایسے خلط ملط ہو رہے تھے کہ مومنین و منافقین میں کوئی وجہ امتیازی
نہ تھا بلکہ قرآن سے ثابت ہے کہ رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آنکو
نہ شناخت کر سکتے تھے البتہ بروایت صحیح ترمذی مومنین و منافقین کے
درمیان تمیز [illegible] ایک کسوٹی معین ہوئی [illegible] قولاً و فعلاً
اشارۃً [illegible] بغض جناب [illegible] دیکھا تو سمجھا [illegible] کہ یہ مومن
تھا ناقص الایمان [illegible] منافق [illegible] ہے۔ رہتے تھے [illegible] مؤلفۃ القلوب
وہ [illegible] میں [illegible] مال غنیمت [illegible] سوا [illegible] داخل
ہوکر لوٹ مار میں شریک ہو جاتے تھے بصورت دیگر جان بچا کر بھاگ
نکلتے تھے صلح حدیبیہ جو کہ بیعت رضوان سے مابعد واقع ہوئی ہے۔ اسمیں حضرت

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

خلیفہ ثانی نے آنحضرت کی نبوت میں شک کر کے زمرۂ شاکین و مرتابین میں
اعلیٰ درجہ کا پاس حاصل کیا اُسکا دفعیہ حضرت امام عینی شارح بخاری
شریف نے ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ قمعیل کان مؤلفۃ القلوب الی الآن
حضرت علی اُس گستاخی کی مدافعت میں جو کہ صلح حدیبیہ حضرت عمر سے وقوع
پذیر ہوئی ایسے دست پاچہ ہوئے کہ اُنکو گھٹیل درجہ کا مسلمان یعنی
مؤلفۃ القلوب تسلیم کر لیا۔ جو کہ مثل بنئے بقالوں کے حمایت الاسلام میں ہر
خوب مال چکھا کرتا تھا۔ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ بیعتِ رضوان کے بعد صلح
حدیبیہ واقع ہوئی ہے پس حسب تسلیم امام عینی حضرات اہلسنت کا وہ
طمطراق خاک مذلت و ندامت میں مل گیا جو کہ بیعتِ رضوان سے بحق
حضرت عمر اشاعہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ آیۃ وافی ہدایہ لقد رضی اللہ عن المؤمنین
سے بیعتِ موصوف کے مقصود مومنین ہیں نہ اہل تالیف تعجب ہے کہ سیاہ آنجناب
علیہا التحیۃ والثنا کا زمانہ وصال قریب پہنچ گیا اور خلیفہ صاحب اپنی بد
مزاجی سے زمرۂ مؤلفین میں داخل ہو کر ہنوز روزِ اوّل میں۔ سچ ہے
خاکسار آدمی کا ساتھی ہمیشہ ڈوبتا ہے امام عینی نے ہر چند زور لگایا کہ حضرت
عمر کے مشکوک بہ نبوت ہونے کو جو کہ عین کفر و نفاق ہے مؤلفۃ القلوب کے
ساتھ بدلکر اہلسنت کے قلبِ نازک کو فی الجملہ تسکین دیجائے۔ مگر بقول
مدعی سست و گواہ چست۔ جنابِ عمر نے اپنی شانِ فاروقی و نصفت شعاری
سے اُنکی تمام محنت کو ضائع و برباد کر کے اپنے ایمان ہی میں بٹہ لگا دیا جو لوگ
کہ حضرت عمر کو با وصف طولِ قامت بہ نحوائے کل طویل احمق الا عمر عاقل تسلیم کئے
ہوئے ہیں اُن کو لازم ہے کہ بحکم اقرار العقلاء علےٰ انفسہم عمر کو منافق ہی مان لیویں
کیونکہ حذیفہ سے جنکو علم المنافقین حاصل تھا بار بار گھبرا کر پوچھا کرتے تھے کہ

jabir.abbas@yahoo.com

تم کو میرے سر کی قسم یادداشت گستاخی لیلۃ العقبہ آنحضرت نے مجھ کو قبائل
منافقین معدود فرمایا ہے یا نہیں مگر جناب حذیفہ بھی ایسے پکے امین اسرار
تھے کہ صاف طور پر کبھی پتہ نہ دیا مگر بطور کنایہ العاقل تکفیہ الاشارۃ کے انہیں کے
فہم عالی پر محوّل کر دیا امانت اعاہہ نفسہ یعنی اپنی ذات کو آپ خود ہی خوب
پہچانتے ہیں کچھ کلام انصاف فرمائیے اگر وہ بربا بیاں کہتے کہ تم بھی مرتبۂ
مذکورہ میں حضور رسالت بنفس نفیس شریک جماعت منافقین تھے۔ تو پھر استفسار
چہ معنی دارد پس جو بزرگوار کہ از جملہ مہاجر و انصار بدانست خود منافقین
میں داخل ہے یا کہ منافق نہ تھے اور خواہ مخواہ بخلاف کے ظنوا المؤمنین خیرا
رحمۃ اللعالمین سے بدگمان ہو کر حسن ظن نہ رکھتے تھے۔ اگر بعض صفات
مستند آسامی ظاہرا اُن میں پائی بھی گئیں تو ایسے آدمیوں کو اہل اسلام
دینیات میں اپنا پیشوا کب مان سکتے ہیں۔ آپ اس پر جائیں کہ جو
ایک مرتبہ بظاہر احاطۂ اسلام میں داخل ہو گیا وہ پھر کبھی اُس احاطہ
سے نہیں نکل سکتا جناب والا آپ کے ثلاثہ تو ایسے ہی آدمیوں
میں داخل نہ تھے جنکی نسبت بخلاف قواعد عقلی یہ خیال کیا جاوے کہ وہ
کبھی جادۂ اعتدال سے متزلزل نہ ہوتے ہونگے۔ دیکھیے جناب خلیفۂ
اوّل جنکی نسبت راہ خدا میں بذل اموال کرنا آپ صاحب بیان فرماتے
ہیں قبل از اسلام ایسے مفلوک و قلاش تھے کہ ابن ربیعہ جیسے ذلیل و
خوار کے ہاتھ سے وہ وہ تکالیف اٹھائیں کہ جنکو ہم صاف الفاظ میں بیان
کرنا آپ کے خلاف مزاج سمجھکر کتب تواریخ کے ملاحظہ پر ہدایت کرتے
ہیں جب بیچاروں نے دیکھا کہ اُس کفر کیشی میں شبانہ روز یہی ذلت و
خواری رہیگی لہذا بظاہر مسلمان بنکر بعد وفات آنحضرت اُنکی اولاد کے مقابلہ میں ایسی

jabirabbas@yahoo.com

ایسی کارروائیاں کیں کہ سچ ہیچ کافر نکنند آنچہ مسلمان کردند۔ پہلے جناب
شاہ صاحب کے ارشاد سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ ثباتِ انسان ہر دم
معرض تغیر میں ہے اگر صبح کو مسلمان ہے تو شام کو بے ایمان اسی کے موئید
جناب مولوی مہدی علیخان صاحب بہادر اواخر آیات بینات میں رقم
فرماتے ہیں کہ بعد اسلام کے اکثر مسلمانوں کو شیطان نے بہکایا پس ممکن
ہے کہ حضرات ثلاثہ بھی اُسی طرح اس دشمن شقی زبول کی جھپٹ میں آگئے ہوں
ہر چند کہ جناب خلیفہ دوم کے سامنے شیطان محض بے حقیقت تھا اور انکا
شوکت و صولت کا خوف اُسپر بے حد غالب ہو گیا تھا کہ سایہ سے بھاگتا تھا
چنانچہ کہا گیا ہے کہ الشیطان یفر من ظل عمر مگر جناب خلیفہ اوّل پر اُسکو
یہانتک تسلط تھا کہ ان لی شیطانا سے ظاہر ہے اب یہ بات قابل لحاظ
ہے کہ حسب تصریح صاحب آیات بینات اہل اسلام میں وہ کون کون
صاحب تھے جو کہ بعدِ اسلام خواہش نفسانی و اغوائے شیطانی سے رہگرائے
بادیہ ضلالت ہو گئے۔ ہمکو اس سے بحث نہیں ہے کہ اسم باسم اُن سبکی
فہرست مرتب کریں جو کہ مطیع شیطان ہو گئے تھے۔ لیکن چونکہ مابین سُنی
و شیعہ ابتدا سے خلفائے ثلاثہ کی بابت گفتگو چلی آتی ہے لہذا اُنہیں کی
نسبت تحقیقات مناسب معلوم ہوتی ہے۔ اگر بروئے تحقیق حضرت ثلاثہ
اس قسم کے مسلمانوں میں داخل ہو گئے جنکو بعد ایمان کے شیطان نے
بہکا کر راہِ مستقیم سے ہٹایا تو جسقدر انکے اہالی موالی ہیں وہ سبکے سب
اسی صفت میں داخل ہو جاتینگے ملا سعد الدین تفتازانی جو کہ اجلہ
علمائے مشاہیر و فضلائے اہلسنت سے ہیں اُنہوں نے اواخر شرح مقاصد
میں ایک طولانی عربی عبارت لکھی ہے جسکا مضمون اُردو میں عرض کیا جاتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

دہویدا صحابہ میں جو مفاسد برپا ہو کر منجر بہ نزاع ہوتے وہ صریحاً اسپر
دلالت کرتے ہیں۔ کہ بعض صحابہ حق سے تجاوز کرکے حدِ ظلم وفسق پہ پہنچ
گئے اور یہ تمام خرابیاں اسوجہ سے واقع ہوئیں کہ حسد وعداوت
وطلبِ ملک وریاست ومیل بجانبِ لذات وشہوات طبائع میں حلول کر گیا
تھا چونکہ صحابہ معصوم نہ تھے اور نہ بوجہ مرافقت ومصاحبتِ آنحضرت صلعم
بخیر لہذا بوجہ عدمِ عصمت لغزش کا ہونا چنداں مستبعد نہیں ہے لیکن علماء
نے حسنِ ظن سے صحابہ کے مفاسد باہمی میں تاویلات ومحامل پیدا کئے ہیں
بایں توہم کہ عقائد مسلمین صحابہ کبار خصوصاً مہاجر وانصار سے پھر نہ
جائیں کیونکہ وہ مبشر بصواب دار القرار ہیں اور جو ظلم کہ بعد اُنکے
اہلبیت پر گزرے وہ ایسے ہیں کہ اُنکو کوئی مخفی نہیں کرسکتا اور قریب
ہے کہ گواہی دیں اُنکے جمادات ونباتات اور روئیں زمین وآسمان
اور منہدم ہو جائیں پہاڑ اور شق ہو جائیں پتھروں کے سینے باقی رہیگی
برائی۔ اُنکی ہمیشہ ہمیشہ لعنت خدا کی اُسپر جو متولّی یا کرنیوالا ہوا اُن ظلموں کا۔ انتہی
اگر آپ کی طبیعت میں کچھ بھی انصاف ہے تو خود ہی غور فرمالیجئے کہ بقول
علامہ موصوف ودیگر علماء جنکے اقوال کتب مبسوط میں منقول ہیں جو صحابہ
کہ مظہرِ ظلم وتعدی وفسق وفجور ہو کر حق سے تجاوز کرگئے اور ریاست وملک
وبادشاہت کے طالب ہو کر لذات وشہواتِ نفسانی کیطرف مائل ہوتے
وہ کون بزرگوار تھے میں یقین کرتا ہوں کہ اس بات کو مان لینے میں آپکو
تامل نہ ہوگا کہ بموجب آیۂ مبارکہ استخلاف حسبِ عقیدۂ اہلسنت جنابِ ثلاثہ کرام ہی
کو تمکن فی الارض ہوا ہے پس اگر ثلاثہ نامدار سے کوئی بے اعتدالی نہیں
ہوئی اور مہام خلافت کو حسب مرضیاتِ الٰہی پورے طور پر انجام دیکر افراد معدلت

Presented by: Rana Jabir Abbas

پیرا میں اپنا نام نامی درج کرایا تو ایسے سرپرستان ملت سے اہل اسلام کی طبائع کا منحرف ہونا یعنی چہ اگر کوئی پلید دغبی الذہن یہ کہہ اٹھے کہ علامہ موصوف کی غرض کسی اور گروہ سے ہے تو اسکا دفعیہ اس فقرہ نے بصراحت تمام تر کر دیا ہے خصوصاً مہاجر و انصار کے وہ مبشر بصواب دار القرار ہیں (حسب روایات اہلسنت سرخیل عشرہ مبشرہ یہی تین بزرگوار شمار کئے جاتے ہیں اندریں حالت حضرات ثلاثہ نے کسکا حق غصب کیا کسکو لوٹا کسکے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر گئے جو انکی جانب سے لوگوں کی طبائع لغزش پذیر ہوں اگر حسب تصریح تفتازانی وغیرہ خلفائے نامدار سے ایسے عمل بد سرزد ہوئے ہیں کہ جو منجر بہ تفسیق تھے تو ہم پر کیا جبر ہے کہ انکو اچھا خیال کرکے امور مذہبی میں اپنا پیشوائے ملت و مرشد طریقت سمجھیں ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ جن صحابہ کی رفتار و کردار رسول اکرم کے سامنے اور انکے مابعد اچھی رہی اور خاندان نبوت کے پورے طور پر تائید و تقلید کرکے ایمان صحیح پر دنیا سے اٹھے وہ بہترین امت ہیں انکے جمیع اقوال و افعال کا اتباع ہمیں ضروریات دین سے ہے البتہ جن صحابہ نے ظاہراً و باطناً و لفظاً و معناً مخالفت اہلبیت کرکے انکو مستاصل کرنا چاہا۔ وہ حضرات ہمارے نزدیک یزید ثانی و دجال امت ہیں اور غالباً جناب کو بھی ان قیود سے انکار نہ ہوگا۔ کیونکہ آپ اس بات کے مدعی ہیں کہ صحابہ و اہلبیت باہم تلطف و محبت رکھتے تھے اور ہم کہتے ہیں کہ پوری مخالفت تھی نہ انمیں کبھی کوئی تعلق رشتہ بندی ہوا نہ اہلبیتؑ نے انکو کبھی اپنے ولی نعمت یعنی ختمی مرتبت کا یار وفادار سمجھا بلکہ بروایات صحاح حضرت امیرؑ نے حسب تسلیم جناب عمر ابوبکر و خود عمر کو کاذب و غادر و خائن و آثم جانا سیدہ معصومہ نے روز منسلی فدک سے تا یوم وفات شیخین عظام سے کلام نہ کیا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact: jabir.abbas@yahoo.com

جنازہ پر آنیکی اجازت نہدی تاہم آپ ہی اسکے سرہانے پر دستار سر پیچی باندھے
ہیں خدارا ایکبارگی کی تاراج کرکے اپنے امام غزالی کے قول مندرجہ سر العالمین
سے جسکا ذیل میں تذکرہ ہوتا ہے ہمارا قول بلا تاویل صاف صریح مطلب
بیان کرکے بزور تقریر دلپذیر ذہن نشین خلفائے کرام و اہلبیت عظام کا تخاصم
ثابت فرمائے امام موصوف در باب انحراف صحابہ از بیعت روز غدیر ارشاد
فرماتے ہیں کہ شکریہ مبارکباد بخدا دلالت کرتا ہے خلافت مرتضوی کی تسلیم
و رضا پر مگر اس کے بعد ہوا و ہوس نفسانی بجہت حب ریاست دنیا ان پر
غالب ہوگئی جسوقت انہوں نے نقیبوں کا غریب پرور سلامت کہنا گھوڑوں
کا کوتیاں لاکر برابر چلنا ممالک کا فتح ہونا اموال و غنائم کا آنا دیکھا پس
دنیا کی الفت نے انکو ایسا مست بنا دیا کہ جسکو آنحضرت کے روبرو نہایت
بشاشت و انبساط کے ساتھ مستحکم کرچکے تھے دفعتا توڑ ڈالا اور اپنی حالت
قدیم پر عود کر گئے اور اسکے بدلے میں نہایت ہی ذلیل و حقیر و خفیف المالیت
چیز خریدی دیکھئے حضور امام غزالی نے بالکل صاف صاف لکھدیا کہ متخلفین بیعت
مرتضوی حضرت دوم و امثالہم تھے پھر اتحاد و موالات مابین صحابہ و اہلبیت
کہاں۔ پس علامہ تفتازانی کا یہ ارشاد کہ علماء نے بوجہ حسن ظن صحابہ کے مفاسد
و تنازعات باہمی میں تاویلات و محامل پیدا کئے ہیں باین خیال کہ مسلمانوں
کے عقائد صحابہ کبار سے متغیر نہ ہوجائیں گروہ شیعہ کو مجبور نہیں کرسکتا
کہ باتباع منتظمان دین سنیہ ہم بھی انکے افعال بدعت اشتمال کی اصلاح میں
جو تاویلات رکیکہ کی گئی ہیں بہ طیب خاطر منظور کرکے انکو از جملہ اخیار سمجھنے
لگیں بحکم خبر معتبر ظنوا بالمؤمنین خیرا طائفہ مومنین و موقنین سے حسن
ظن ہونا چاہئے۔ نہ کہ فاسقین و فاجرین و ظالمین و مرتابین و شاکین و

Presented by: Rana Jabir Abbas

فائز ہیں سے آنحضرت کے صحابہ سے کوئی [illegible] بھی نہ تھا اور نہ مدینہ
کے حضرات تھے جنکی تعریف و مذمت سے بھرا ہوا قرآن پاک نازل ہوا منافقین [illegible]
آیات و احادیث وارد ہوا [illegible]
تطبیق دیا [illegible]
[illegible]

jabir.abbas@yahoo.com

[illegible] ہوکر فقیر خانہ پر علمائے سُنّی و شیعہ کا بڑا مجمع ہوا۔ بزمرہ علمائے اہلسنت
جناب مولوی حافظ خلیل احمد صاحب مؤلف نمونہ عجائب قدرت خداوندی
بھی آتے تھے یہی مسئلہ نفاق اکثر صحابہ ایک رسالہ مبسوط میں شارح اہلسنت سے قائم
کرکے فقیر نے ایک فاضل سُنّی المذہب کو نذر کیا تھا۔ فاضل موصوف نے
اسکا جواب عنایت فرمایا دونوں تحریروں کی جانچ کی گئی علمائے طرفین
کا ایک خاص جلسہ قرار دیا گیا اور معاہدہ تبراضی باہمی مرتب ہوا
منجملہ دیگر شرائط کے عہد نامہ میں یہ بات بھی قرار پائی تھی کہ بروئے

Contact: jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہماچ ہر دو تحریر سے جو غلط ہو جائیگی اُسی گروہ کے علما بدل مذہب کے
اُسکا اعلان بذریعہ اخبار کر دیں گے چنانچہ تاریخ مذکورہ پر ہر دو فریق
دونوں تحریروں کی جانچ و پڑتال کے لئے جمع ہوئے پہلے بتائید تحریر تحقیق
منجانب فضلائے شیعہ بپابندی شرط معاہدہ یہ گفتگو ہوئی کہ اگر بروئے جانچ
فاضل سُنّی کی تحریر سے نفاق شیخین کا ابطال لازم آگیا تو ہم اسی جلسہ
میں مذہب بدل دیں گے چونکہ میرے مقابل کا جواب صریحی و بدیہی ناصواب
و قابل التفات اہل علم نہ تھا لہذا حضرات اہل سنت کو سوائے اس حیلہ
کے اور کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ تا ہنوز ہماری نظر سے معاملات بحوث عنہ
نہیں گزرے ہر چند اُن سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ نے در حقیقت وہ تحریریں
جس کی جانچ کے لئے بلاد بعیدہ سے زحمت سفر گوارا کر کے قدم رنجہ فرمائی
کی ہے معائنہ نہیں فرمائیں تو کافی مہلت اُنکے ملاحظہ کے لئے ہم سے لیکر
بعد اطمینان تبدیل مذہب کا وعدہ فرمانا علمائے موصوف نے نہ مہلت
لی نہ اپنے ہم مذہب فاضل کی تحریر کو تصدیق کیا نہ خود جواب دہی پر
آمادگی ظاہر کی بلکہ کچھ ایسی دور از کار تقریریں پیش کیں کہ جنکا تذکرہ اس
جگہ نامناسب ہے۔ رسالہ انتصار الشریعہ نمبر (۲) میں جو کہ بجواب نصیحۃ الشیعہ
ماہواری شایع ہوتا ہے کل روداد جلسہ قابل ملاحظہ ہے پس آپ ہی
انصاف فرمائیں کہ جن بزرگواران کی پیشانی مبارک سے علمائے اہلسنت
باوصف این ہمہ جاہ و ثروت نفاق کا چمکتا ہوا ستارہ کفر تک قلم سے نابود
نہیں کر سکے اگر انہوں نے فتوحات کر کے روم و شام و تاتر ذرسا نمیں
اسلام کا جھنڈا گاڑ کر بخلاف حکم خدا و رسول شریعت پاک میں ایجاد
و خود سازی کر کے رواج دیا ہو تو ایسے حضرات کو کیا مفاد اُخروی۔

jabir.abbas@yahoo.com

مل سکتا ہے تائیدِ دینِ مُبین بحکم حدیث صحیح مندرجہ بخاری شریف
ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر فساق و فجار کے ہاتھ پر موقوف ہوئی
ہے جبکہ حسب تصریح قدمائے اہلسنت اشرار و فجار و نابکار و ناہنجار لوگوں
سے دین نبوی کی تقویت ہو گی تو ہم محض باعتبار فتوحات و ترقیات
و توسیعات ملکی خلفائے پر نفاق کو لائق منصب جلیلہ خلافت عظمیٰ و امامت
کبریٰ کیوں سمجھنے لگے آپ کے مذہب میں چونکہ مرتکب کبائر کی امامت کا
اعتقاد ضروریات دین سے ہے لہذا یہ عقیدہ مبارک رہے ہم بفراسخ
دور ہیں۔ افسوس ہے کہ بوجہ ظاہر پرستی آپ اس خیال سے بڑے
دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ اگر خلفائے بباطن دشمن اسلام ہوتے
تو اسکو کیوں ترقی دیتے بلکہ قابو پا کر اسکے مٹانے میں کوشش کرتے
حضرتِ من ان بزرگواروں نے اپنے دوران خلافت میں جو بظاہر
پاسِ اسلام کر کے فتوحات میں کوشش دکھلائی اور رواج دین میں
کمر بستگی و چستی سے بچشم اربابِ ظاہر بین وقار رہا پایا اسکو ترقی دینا اور
ممدو معاونِ اسلام ہونا نہیں کہتے وہ ایسے دشمن اسلام تھے کہ بقول
امام غزالی و تفتازانی حرص و حسد سے رہگرائے بادیہ ضلالت ہو گئے
انہیں کی کارروائیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسلامی طاقت تہتر حصوں پر
منقسم ہو کر ضعیف و کمزور ہو گئی جناب و الا دشمن خانگی عدو سے بیرونی
سے بدرجہا مضرت رساں ہوتا ہے وہ بپاس یگانگت و یک جہتی
ایسے کام کر دکھاتا ہے کہ جس سے استیصال کلی ہو جائے اگر صحابہ بعد نبی
صلعم اطاعتِ ثقلین کر کے ترویج دین میں کوشاں ہوتے تو بے شبہ انکا
اعزاز ہماری نظر میں ازجملہ ضروریاتِ دین ہو جاتا۔ آنحضرات نے تو تمکن

Presented by: Rana Jabir Abbas

سند خلافت ہو کر پہلے نبی کے گھر کی صفائی پر کمر باندھی منبع احکام الٰہی و
حاملان علوم رسالت پناہی کی بیخ کنی جب مد نظر ہوئی تو کیونکر باور
ہو سکتا ہے کہ وہ بزرگوار محض باعتبار فوج کشی و فتوحات حامی اسلام
تھے بیخ و دین نبی کا دشمن قرآن و اہلبیتؑ کی عداوت سے کہ جنکی طاعت
پر تمام مسلمان مامور ہیں پورے طور پر متمیز ہو سکتا ہے فہرست منسلکہ عریضہ
ہذا کے مطالب کو بغور ملاحظہ فرما کر دیکھ لیجیے کہ آپ کے ممدوح کیسے
تھے۔ اگر انہوں نے بعد نبی صلعم قرآن و اہلبیتؑ کی متابعت کر کے رواج
اسلام میں کوشش کی تو لاریب انکی خلافت کے حق ہونیکا اعتقاد کرنا ہمپر
مثل روزہ و نماز فرض ہے پس آپ کو واجب ہے کہ فہرست کے مطالب
کو دیکھکر جواب دینے کا تہیہ فرمائیں کہ صحابہ عظام نے اہلبیتؑ کی کس
حد تک اطاعت کی بخدا اگر بابطال مضامین فہرست آپ نے ہم کو واجب
طریقہ سے مجوج فرما دیا تو کوئی شک نہیں ہے کہ ہم بھی حضرات خلفا کو
مثل آپ ہی کے سمجھ کر انکی خلافت کے رشادت کا اعتقاد کر کے اپنا فلاح
آخرت سمجھینگے مگر دشوار تو یہی ہے کہ دشوار ہی نہیں کب ممکن ہے کہ
آپ آل محمدؐ سے خلفا ثلاثہ کا اتحاد ثابت کرینگے کامیابی حاصل کرینگے
کیونکہ انہوں نے اپنے ولی نعمت کے خاندان کو ایسا تباہ و برباد کیا
کہ ادنےٰ ادنےٰ آدمیوں کو داعیہ سلطنت اسلام ہو گیا۔ چنانچہ تاریخ
بلاذری کے صفحہ (۴۲۳) پر لکھا ہے کہ جسوقت یزید نے جناب امام حسین
علیہ السلام کو شہید کیا تو عبد اللہ ابن عمر نے تنبیہاً و تادیباً اسکو لکھا
اما بعد فقد عظمت الرزیۃ وجلت المصیبۃ وحدث فی الاسلام حدث عظیم
ولا یوم کیوم الحسین الیٰ خرہ یعنی تحقیق کہ بڑی مصیبت واقع ہوئی

jabir.abbas@yahoo.com

اور حادثۂ عظیم اسلام میں پیدا ہوا۔ اور نہیں ہے کوئی روز ایسا جیسا
کہ روزِ قتلِ امامِ حسینؑ تھا۔ یعنی باعتبارِ اندوہ و ملال کوئی ایسا دن
نہیں ہے جو کہ روزِ عاشورا سے مثال دیا جاوے۔ پس یزید نے ابنِ عمر
کو جواب لکھا کہ اے احمق ہم تیار مکانوں میں مقیم ہوکر بچھے ہوئے بچھونے
اور آراستہ مسند و منبر تکیہ زن ہوئے اگر یہ حق تھا فتۂ جس نزاع میں واقع
ہوکر منجر بہ جدال و قتال ہوا سو اسنے ہمارے کسی اور کا تھا تو آپکے
والد ماجد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اہلِ حق کو محروم کرکے دوسرے
خاندانوں میں اسکو منتقل کیا ہے۔ یہ پتہ کی بات سنکر خلیفۂ دوم کے صاحبزادے
ایسے چپ ہوئے کہ پھر کبھی اس پلید پر کوئی تعریض نہ کرسکے علامہ تفتازانی
و امام غزالی کی تحریر اور یزید کا جوابی کارڈ بہت ہی ملتا ہوا ہے تماشہ یہ ہے
کہ فضل ابن روزبہان نے کتابِ ابطال الباطل میں تاریخ مذکور کے
مضمون کا انکار نہیں کیا بلکہ اسکو قبول فرما کر یہ لکھدیا کہ یزید کے
قول کا اعتبار نہیں آنحضرت سچے دل سے ایمان لا کر ترویج دین میں
ایسی ہی کوشش ہوا کرتی ہے جیسکہ بقول یزید حضرت عمرؓ وغیرہ سے
وقوع پذیر ہوئی۔ جنابمن نفاق کی تعریف صحیح یہ ہے کہ کفر در دل و بر زبان
اللہ اکبر داشتن۔ بی بی عائشہ صدیقہ و حفصہ امہات المومنین کا معاملہ
وہ سورۂ تحریم کی آیاتِ محکمات سے ہویدا ہے آٹھہ صفاتِ عظیمہ و جلیلہ
کا بحکم قرآن انسے نقص ظاہر کیا گیا ہے کہ جنمیں اول درجہ پر ایمان و اسلام
ہے اور حضرتِ نوح و لوط علیہما السلام کی ازواج سے جو کہ کافرہ تھیں
انکو تشبیہ دیگئی ہے علاوہ ازیں جناب عائشہ محترمہ نے حضرت امیر علیہ السلام
کے ساتھہ مخالفت کرکے جو جو کارِ نمایاں کئے ہیں وہ سب طشت از بام ہیں حاجت

jabir.abbas@yahoo.com

اعادہ وتکرار نہیں جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کی شجاعت و دلاوری پر
جو چشمک زنی ہو کر ارشاد ہوا ہے کہ اگر انسے ایسی فتوحات نمایاں ہوئیں
جیسکہ ثلاثہ سے ہوئیں تو نہ معلوم شیعہ کیا شور مچاتے۔ اِس کا جواب بسبیل
اختصار یہ ہے کہ بیرالعلم میں افواج اجنہ اور خیبر میں مرحب وحارث کو
قتل کرکے ایک انگلی پر ایسے دروازہ کو جو کہ بدشوار چالیس اور بروایتے
ستر جوانانِ قوی ہیکل کی ہمت سے جنبش کھاتا تھا اُٹھا لینا عمر ابن عبدِ ود
سے جنگِ خندق میں درحالیکہ جنابِ فاروق اُسکی ہمت و سطوت و زور
طاقت کے اظہار سے دیگر صحابہ کے لئے باعثِ انہزام و بیدلی ہوئے
تھے تیرہ برس کی عمر میں جنگ کرکے قلع و قمع کرنا اُحد میں جبکہ آنحضرت
کو عین موقع جدال پر حضراتِ ثلاثہ تنہا چھوڑکر رو بفرار ہوئے تھے بذاتِ
واحد کفار مقابلہ و مقاتلہ کرکے سکانِ سموات کو بہ کلمہ مقدسہ لافتی
الا علی لا سیف الا ذوالفقار اپنا مداح بنا کر واہب العطیات سے ذوالفقار لینا
جبرئیل علیہ السلام کا اُنکی جوانمردی و مواساتِ دین پر شہادت
دینا دوشِ احمدؐ پر قدم رکھکر خانہ کعبہ کو ارجاسِ اصنام سے پاک کرنا
شبِ ہجرت میں بسترِ نبی صلعم پر کہ اُس جگہ غالب احتمالِ ضرر تھا بے تکلف
دراز یا ہوکر من یشری نفسہ ابتغاء لمرضات اللہ کا آسمان سے خطاب
پانا۔ چہ لاکھہ کفار کے مقابلہ میں بذاتِ واحد سورۂ برأت کو جوکہ
مشتمل بوعیدِ شدید یہ تھی بیخوف و خطر پڑہنا وغیرہ وغیرہ۔ شاید جناب کے
انصاف میں داخلِ شجاعت و تہوری نہو اگر کسی جنگ میں ثلاثہ
کا خود چرکا کہانا یا کسی لولے لنگڑے اپاہج بہاگتے ہوئے کے اچھی
ضرب کا پہنچانا ہی آپ ثابت فرما دیتے تو اُسکی نسبت کتب میں غور ر

jabir.abbas@yahoo.com

کہا جاتا وہ بزرگوار توایسے پرورش یافتہ ناز و نعم تھے کہ جسم لطیف پر
کبھی آنچ آنے ہی نہیں دی لیجئے عہدِ رسول صلعم کے تمام معارک مجاہد
کی تاریخ موجود ہے اور فتوح الشام وغیرہ میں وہ جملہ محاربات
جو کہ خلفاؔ سے سرزد ہوتے درج ہیں ثابت کیجئے کہ خلفاؔ شجاعت
شعار فرار کردار نے کبھی کسی کو مارا ہو یا کہ خدانخواستہ جسمِ لطیف پر کوئی
صدمہ اُٹھایا ہوا دنے ادنے صحابہ کے کشتوں کی تعداد موجود ہے مگر
اُن حضرات کے نام نامی پر صفر لگا ہوا ہے اجی حضرت اُنکے عہد حکومت
میں مسلمان فتح ممالک کرکے اموال و غنائم سے بیت المال پُر کرتے تھے
اور اُنکا نام ہوتا تھا بقولے کاٹے دہار نام تلوار کا۔ لڑے سپاہی نام سردار
کا ہماری اور آپ کی شجاعت بالذات مابہ النزاع ہے وہ آپکے
زمانہ میں قطعاً نہ تھی حدیث غدیر کی بابت جو آپ معترض ہوئے تھے کہ
اگر حضرت امیرؑ کی خلافتِ بلافصل پر حدیث موصوف دلالت کرتی
تو ضرور تھا کہ ایسے قوی ثبوت کے پیش کرنے میں شیعہ کبھی کوتاہی نہ کرتے
اِس سے ثابت ہوا کہ آپکی رائے معدلت پیرائے میں یہ بات جاگزیں
ہو چکی ہے کہ اگر جنابِ علی المرتضیٰ بروقت نزاع خلافت اُسپر مستدل
ہوتے تو سمجھا جاتا کہ مولیٰ کے معنی اولے کے ساتھہ تعبیر دے جاتے ہیں
کوئی گنجایش کلام نہیں ہے میں نہایت ادب سے دست بستہ آپکی خدمت میں
مستدعی ہوں کہ اگر حضور طالب حق ہیں تو بس اسی ایک بات پر فیصلہ ہے
اور تمام قصہ کہانی چھوڑ دیجئے اور اِسی پر جم جائے اب ذرا سنبھل بیٹھیے
یمین و شمال نہ دیکھئے آپ بحث کو محدود کرچکے اقرار کی پابندی مرد و بنداللہ
پر فرض ہے اگر ہم کتب اہلسنت سے یہ بات ثابت نہ کرسکے کہ جناب امیر علیہ السلام

jabir.abbas@yahoo.com

خطبۂ غدیر سے کبھی استدلال بخلافت کیا ہے تو بے شبہ ہمارا یہ دعویٰ کرنا کہ خم غدیر
میں آنحضرت خلافتِ مرتضوی پر نصِ جلی فرما چکے ہیں بالکل غلط ہو جائیگا اور اگر ہمنے
اِس امر کو علمائے موثوقین اہلِ سُنّت کی زبانی ثابت کر دکھایا کہ خُم غدیر میں آنحضرت
نے خطبہ بسولا یتِ حضرت امیرؑ ارشاد فرمایا ہے اُس سے خلافتِ علی کا دینا بلا ریب
مُراد ہے اور جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام نے بوقتِ ضرورت صحابہ سے استشہاد فرمایا
ہے اور جن لوگوں نے اغراضِ نفسانی و اغوائے شیطانی سے دیدہ و دانستہ اسکے
ظاہر کرنیمیں مضائقہ کیا وہ امراضِ شدید و صعب العلاج مثل جذام و سفید داغ
وغیرہ میں مبتلا ہوئے اور منکرین منشاء خطبۂ موصوف پر آنحضرت کے سامنے عذاب
آسمانی نازل ہوا تو غریب کے لئے تمام باتیں اپنے ثقات کے اقرار سے معلوم کرکے
حسبِ وعدہ خود حضور جناب امیرؑ کو منصوص سمجھکر دیگر خلفا کی خدمتگذاری اسی
طرح فرمائیں گے کہ جیسے شیعہ کرتے ہیں بلکہ ہمیں بخیف نے تحریر ہذا کے آخر
پر جو ایک فہرست چسپاں کی ہے اُسمیں صاف طور پر لکھدیا ہے کہ آنحضرت صلعم
نے بحکمِ قرآن ولایتِ مرتضوی کا اعلان فرما کر صحابہ سے عہد لیا تھا جسکا تذکرہ
امام غزالی نے بایں مضمون کیا ہے کہ عُمرؓ کا مبارکباد دینا دلالت کرتا ہے خلافتِ
مرتضوی کی تسلیم و رضا پر۔ مگر ازاں بعد بجہت حُبِّ ریاست و طمعِ دُنیا ہوا
و ہوس اُنپر غالب ہوئی اور بروہ عہدِ غدیر جسکو بعد بشاشت رو برو سے
آنحضرت ظاہراً باظہار رضامندی موثق کر چکے تھے دفعۃً توڑ ڈالا اور اپنی
حالتِ قدیم پر عود کر گئے بس خیال فرمائے کہ ایسے عہد شکن و ناکثِ بیعت بحکم
آیہ والذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امر اللہ بہ ان
یوصل و یفسدون فی الارض اولٰئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار مجرم ناکث و غدار ملعون
محض کیوں نہ سمجھے جاویں اگر ہم بہ مقتضائے غلط فہمی خلاف طور پر سمجھ گئے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

بادیہ غوایت ہو گئے ہیں تو خدارا ہم کو بنیہالکر اہلِ اسلام کی ڈوبتی ہوئی
کشتی کو اس طوفان بے تمیزی سے کنارہ لگائے ہوئے امام غزالی و تفتازانی
وغیرہ کے بیاناتِ ہوش ربا و جانگزا کی کوئی تاویل متین و ذہن نشین بیان
فرمائے کیونکہ مجھکو بہ نیک نیتی یہ بات منظور ہے کہ تمام مسلمانوں کا نفاق باہمی
اُٹھ جائے اور یہ گروہ پُر شکوہ یکدلی سے اپنے مفاد دینی و دنیاوی
میں کوشش بلیغ و عملاکر قوم کے ستارۂ اقبال کو جو کہ فوراً دبار سے
انحطاط پذیر ہوتے ہوتے حضیضِ ذلت و خواری میں پہنچ گیا ہے کیوان
و ثریا سے بھی کچھ اونچا کر دکھائے لہذا ایک فہرست اُن بعض مطالب کی
جو کہ حضراتِ خلفا ثلاثہ و انکے تابعین سے بربنا مخالفت خدا و رسول و معاندت
ثقلین یعنی قرآن پاک و اہلبیت کرام ظاہر ہوئے ہیں مع ذکر حدیث غدیر ملفوف
عریضۂ ہذا آپکی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ برائے خدا و رسول دوستانہ
طریقہ سے ایک جلسہ علما و ماہران علم کا منعقد کر لیجئے تاکہ یہ جھگڑا جو کہ
مدتوں سے زیر بحث ہے صاف ہو جاوے اور حقیر و جناب والا چونکہ
بلا خیال مجادلہ و مکابرہ اس امر عظیم کے جو کہ بدر و حنین و خیبر و صفین
کے جہاد سے غالباً کم درجہ نہیں رکھتا بانی ہوتے ہیں عجب نہیں کہ عند اللہ
ماجور و مثاب ہوں آپ اُن جملہ معاملات کو جو کہ متعلق بحدیث غدیر و دیگر
اعتراضات وغیرہ پیش کئے جاتے ہیں مطالب ذہن نشین سے ہمارا
اطمینان فرما دیوینگے تو باللہ العظیم نہایت صحیح طور پر وعدہ
کیا جاتا ہے کہ مبلغ پچیس ہزار روپیہ بطور انعام آپ کو دیا جاویگا
اور جماعت کثیر مذہب اہل سنت اختیار کر کے بذریعہ اخبار و اشتہار
خلفا ثلاثہ کا احق بخلافت ہونا شائع کریگی اگر طبیعت خواہش کرتی ہے

jabirabbas@yahoo.com

کہ بذیل دوستانِ خدا جناب والا و دیگر اہلِ اسلام شمار کیے جاویں
تو فہرستِ ملفوفہ خوب غور و تامل سے ملاحظہ فرما کر ارقام فرمائیے تا ایک
معاہدہ باہم مرتب ہو کر شرائط جلسہ طے ہو جاویں اسوقت بقدر
زرِ مذکور ایک پرامیسری نوٹ کسی مرد امین میں امانت کر دیا جاویگا۔
بخدا لا یزال ہم اپنے مرشدانِ طریقت و پیشوایان دین کی قسم سے لکھتے ہیں
کہ بصورتِ مغلوبیت زرِ مذکورۃ الصدر ادا کرنے پر بجان و دل آمادہ ہیں
اور آپ سے بصورتِ ناکامی ایک حبہ نہ لیا جاوے گا دو ماہ کی مہلت
دیجاتی ہے۔ اگر مطالب مندرجہ فہرست و مضامین عریضہ ہذا کے ابطال
کی آپ میں بروئے قوتِ مذہبی طاقت ہے تو جواب ارسال فرمائیے ورنہ
بعد انقضائے مدتِ معہودہ یہ خط جو کہ بطور ایک رسالہ کے ہو گیا ہے
چھاپ دیا جاویگا اور نیز ایک اشتہار بھی شایع ہو گا۔ جسمیں کچھ حالات اجمالاً بیان
کیے جاویں گے ہرچند کہ تا تصفیہ معاملات مندرجہ فہرست و عریضہ نیاز مجکو کوئی
ضرورت نہ تھی کہ آپ کے نوٹ پر جو کہ خاتمہ اوراق پر دیا گیا ہے توجہ کرتا
مگر چونکہ آپ کے فحوائے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ گروہِ شیعہ اپنی حقیت
مذہب کے اثبات میں یہانتک عاجز ہے کہ خوارج و کفار کے مقابلہ میں
بھی بروئے اصول خود کامیابی حاصل نہیں کر سکتا چہ جائیکہ بالمقابل اہلسنت
پس درحالیکہ ہم خود اہلسنت ہی کو انکے صحاح و کتب سیر وغیرہ سے ایسا
الزام دیسکتے ہیں کہ وہ تا قیامت بھی اگر کوشش کریں تو سوزن تحریر و تقریر
سے اپنے مذہب کی اس چاک دامن پر پیوند نہیں جڑہا سکتے کہ جسکو ہم نے مضامین
مندرجہ فہرست کی تشریح سے پارہ پارہ کیا ہے تو اب ہمکو کیا ضرورت باقی رہی
کہ سواد اعظم اہلِ اسلام کو چھوڑ کر ایک ذلیل و حقیر گروہ کے مقابلہ میں قلم اٹھائیں

jabir.abbas@yahoo.com

اگر خوارج و کفار سے ردّ و قدح کر کے ہمتے کامیابی بھی حاصل کی تو اس
کی کیا وقعت ہے ہمارا مذہبی اقتدار یہ ہے کہ اہل سنت کو زچ زچ کر کے
محض ناکارہ کر دیویں بخدا ہماری حمیت و مبرات کبھی گوارا نہیں کرتی
کہ آقا کو چھوڑ کر غلام کا پیچھا کریں لہذا اپنی قوم سے کلام کرنا اپنا کسر شان سمجھ کر
اس سے اعراض کرتے آپ کے نوٹ پر ایسا ایراد شدید کرتا ہوں کہ اہل دانش
کی طبیعت پھڑک کر خود بخود لوٹ پوٹ ہو جائے اور یہ جواب بھی ایسا ہو کہ
انشاء اللہ آپ خود تسلیم فرما دیویں واقعی یہ طریقہ جناب نے نرالا نکالا
ہے۔ کیوں نہ ہو زمانہ ترقی پر ہے نئی روشنی میں صنائع بدائع و دستکاری
و اختراعات وغیرہ میں خلائق نے ایسی دستگاہ بہم پہنچائی ہے کہ پہلی خلقت
کی صنعت بالکل گرد ہو گئی حضور نے اپنی نکتہ رسی و دقیقہ سنجی سے امور دین
میں بھی وہ جدید طریقہ نکالا کہ اس بات پر اگر جناب کو فخر المتکلمین کہا جائے
تو بجا ہے فخر رازی امام المتکلمین اگر زندہ ہوتے تو غالباً آپکی فکر عالی کی داد
دیتے چونکہ وہ موجود نہیں ہیں عجب نہیں کہ انکے مقلدین علم کلام میں جناب
اپنا پیشوا سمجھیں کیا خوب جب اپنے ہتھیار کند اور سب وار خالی نظر آئے تب
حضور والا نے خوارج و کفار کا سہارا لیکر شیعہ کا مقابلہ کرنا چاہا معلوم
ہوتا ہے کہ اہل علم کی داب سے آپ کا داب جداگانہ ہے اور اس طرز
جدید کے موجد آپ ہی ہیں خیر خشکہ یا پنیر۔ اگرچہ گندہ نگر ایجاد بندہ۔ پہلے
تو یہ فرمائے کہ کفار و خوارج نے آپ کے نام پر کوئی مختار نامہ تصدیق
کرا دیا ہے کہ جس کی بنا پر آپ طالب جواب ہیں۔ غور تو کیجئے کہ اگر
ہم نے جواب بھی لکھا تو یہی مشہور رہیگا کہ ایک خارجی یا کافر کا قول
رد کیا گیا ہے چونکہ روئے خطاب آپ سے ہے اندریں صورت میں

jabir.abbas@yahoo.com

کب پسند کرتا ہوں کہ خدا نخواستہ آپ جیسا لئیق ومتین بہ نظر عامۃ الناس کافر وخارجی یا کہ اُن کا مختار بلا عقتا نہ قرار دیا جاوے حضرتِ من آپکا یہ خیال بدانستِ حقیر درست نہیں ہے کفار وخوارج کے ساتھ ہمارے دلائل کا موازنہ کرنا آپ کو اُس وقت لازم تہا جبکہ حضراتِ اہلسنت کے مقابلہ میں حضور ہماری ایسی پسپائی دیکھتے کہ کتبِ سُنّیہ کے مطالب کا جواب ہماری جانب سے شائع ہوکر آپ کو سرنگون نہ کرتا شاہ صاحب نے جو تحفہ میں بابِ الٰہیات ونبوّت وامامت لکھکر شیعہ کے اصول پر الزام وارد فرمایا ہے اُس سے بالاتر آپ صاحب نہیں لکھہ سکتے بلکہ جمیع متاخرین اُسی کتاب سے استنباط کرکے آجتک بمقابلہ شیعہ گفتگو کرتے چلے آتے ہیں حسبِ قواعدِ عقلی آپ پر لازم تہا کہ کُل جواباتِ تحفہ اور بالخصوص ابوابِ سہ گانہ متذکرہ بالا کا ابطال کرکے اہلِ نظر کو دکہا دیتے کہ وہ دیکھو ہمنے علمائے شیعہ کی اُن جملہ کتابوں کو جو کہ بردِّ اقوال سُنّیہ مرقوم ہوئیں نہیں بایں عنوان باطل کردیا کہ کفّار وخوارج کے مقابلہ میں بہی اُنکی کچہہ حقیقت ووقعت باقی نرہی یہ عام فریبی گو یا آپ کا حصّہ ہے کہ جواب ندینا اور مزید برآں خوارج وکفار کو اپنا پشت پناہ بناکر دعاوی کر بیٹھنا تعجب ہے کہ طائر بال وپربستہ آہنگ بلند پروازی کرکے کنجشکِ بال ودُم بُریدہ کی امداد سے شاہین تیز پرواز کو اوجِ عزّت سے حضیضِ مذلّت میں گرانا چاہتا ہے جنابِ والا آپ کو اِس قدر آزادی نہیں مل سکتی ذرا آنکھ اُٹہا کر اوپر دیکھتے بوارق وتشئید المطاعن وعبقات الانوار واستقصاء الافحام کے قلعہ کی کیسی اونچی اونچی مستحکم دیوار بنائی

jabir.abbas@yahoo.com

گئی ہے۔ بھلا ممکن ہے کہ کوئی پر وبال شکستہ اس چہار دیواری سے باہر جاسکے ہمارے علمائے متقدمین نے آپ کے فضلائے کاملین کو زنجیر کلام میں ایسے طریقہ سے جکڑ بند نہیں کیا کہ آپ صاحب بدشواری بھی کروٹ لے سکیں بسم اللہ ہماری کتابوں کا جواب صحیح ارقام فرما کر اپنے ہی مذہب کے اہل عقل وصاحبان انصاف کا سارٹیفکٹ دکھائے یہ بھی نہ ہو سکے تو حقیر نے چند اوراق بہ ثبوت کذب نفاق شیخین لکھ کر ایک جماعت علمائے اہلسنت کو غرق لجۂ تحیر و انگشت بدندان کیا ہے اسی کو رد فرمائے آخر آپ بھی تو کوئی کام کر دکھائیے یہ چورقہ تو آپ کی فکر عالی کا نتیجہ تسلیم نہیں کیا جاتا حضور والا یہ مضامین تو شاہ صاحب کے طبع زاد ہیں صدہا مرتبہ رد ہو چکے ہیں چونکہ اپنی ناواقفیت سے جناب نے انہیں مضامین مردودہ کو زیب قلم فرمایا لہٰذا ہمکو یہ استحقاق حاصل ہو گیا کہ آپ کو کتاں کشاں شاہ صاحب وغیرہ متکلمین سنیہ کے جوار میں قلعہ بند کرکے اُسکے دروازہ پر اپنی تحریر صائب ولاجواب کا بایں شرط قفل چڑھا دیویں کہ تا تحریر جواب مثل متقدمین آپ بھی زیر حراست رہیں بس اب آگئے آئیے۔ کسمسائیے نہیں۔ دیکھئے تو سہی کیسی دلچسپ جگہ ہے اور کیا مجمع کملا ہے کبھی شاہ صاحب سے ملتے۔ گاہے مولوی حیدر علی صاحب سے ملاقات کیجئے مولوی جہانگیر خانصاحب کو دیکھئے کہ شمس الضحیٰ کی تاب سے کیسے بدحواس ہو رہے ہیں صاحب ہدیۃ الشیعہ سے معانقہ فرمائیے کہ سیدہ علیہا السلام کے حقوق جائزہ وواجبہ کے شانمیں آیات قرآنی کے معنی بالکل اپنے ہم مذہب علما کے دارو گیر سے شکنجہ معصیت میں پھنسے ہوئے کیسا اختیاری

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے بہتوت پھوٹ کر رہ رہے ہیں ہمارے مخاطب اول مولوی محمد قاسم
بھی کسی گوشہ میں رسالہ مذہب و نفاق مؤلفہ حقیر لیئے ہوئے اپنے جواب
کی ناقابلیت سے سر بزانوئے تفکر ٹہلتے ہوتے نظر آئیں گے۔ آپ بھی
ایک کونے میں بیٹھکر گریہ کناں ہو جیئے نہ اسے حضرات آپ پر کیا ضرورت
شدید طاری ہوئی تھی کہ بے بنیاد تحریریں کر لئے بقول ع ہم تو ڈوبے
ہیں مگر تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔ اپنے ساتھ ہمارا بھی ناسپال اڑا دیا
آپ صاحبان کی تحریر کی تقلید سے یہ روز بد نصیب ہوا ہے کہ بیٹھے
بیٹھائے اڑ گرٹے بین آگئے۔ دیکھئے کب رہائی ملتی ہے مگر امید نہیں
ہے کہ ابدالدہر تک بھی چھٹکارا ہو سکے کیونکہ برا تعین دیکھ چکے
ہیں کہ اس قلعہ کا آیا ہوا کبھی باہر نہیں گیا۔ اسلئے کہ نہ جواب لکھا
گیا نہ مخلصی ہوئی خیر با ایں ہمہ ہم آپکے نہایت شکر گزار ہیں کہ آپنے
اپنے سوال کا خود ہی تصفیہ فرما کر ہم کو سبکبار کر دیا اور خوارج و نواصب
کے مقابلہ میں جوابدہ ہونے سے تخفیف تصدیعہ کیا۔ کیونکہ جناب نے اپنے
اعلان کے صفحہ ۵۴ پر ارقام فرمایا ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ ابدالدہر
تک شیعہ کو کوئی ایسی دلیل نصیب نہ ہوگی اور ممکن نہیں کہ بلامدد اہلسنت
و جماعت انکے دشمنان حضرت امیر کے مقابلہ میں کبھی کامیابی حاصل ہو
انتہی اس تقریر سے صاف ہویدا ہے کہ آپ خوارج و نواصب کو علاوہ
دلائل مشہورہ کے کسی حجت خاص سے مجوج فرما سکتے ہیں سبحان اللہ
چشم ما روشن دل ما شاد ع ایں کار از تو آید و مردان چنیں کنند دربارۂ
صحت ایمان حضرت امیرؑ سنی و شیعہ ایک مذہب رکھتے ہیں اور خوارج
دلئام و نواصب نا فرجام با وصف دعوی ایمان و اسلام امیرؑ ستان کے عدو جانی

jabir.abbas@yahoo.com

ہیں پس ایسے شخص کے ایمان ثابت کرنہیں کہ جسکے با ایمان بلکہ جان لی یان ہو نہیں ہم اور آپ متحد العقیدہ ہیں جنابکا اپنی فکر عالی سے دلائل پیش کرنا ہمارے لئے عین موجب فخر و مباہات ہے وہ آپکے دلائل اہل عقل کے نزدیک ہماری توہین و تحسین کا سبب نہ ہونگی۔ بلکہ بوجہ اتحاد عقیدت بہ ایمان حضرت امیر وہ جملہ اونہ دونوں فرقوں کی ہی سمجھی جاویں گی۔ مثالاً عرض کیا جاتا ہے کہ کسی سلطان کے ملک پر کوئی غنیم فوج کشی کرے اور منجملہ رعایائے سلطانی ایک صوبہ کی رعیت جو کہ اُس غنیم کی ہمسرحد ہے مقابلہ کرکے دشمن کو پسپا کردیوے تو وہ فتح نمایاں اُس بادشاہ کے تمام رعایا پر محتوی ہوگی باین معنی کہ کل رعایا بادشاہ سے ایکنوع پر محبت رکھتی ہے ایسے ہی ہم اور آپ جناب امیر کی رعایا ہیں لہذا بمقابلہ خوارج آپکا مستدل ہونا ہماری پسپائی و کوتہ دستی کی حجت نہیں ہوسکتا اور بردئے قواعد عقلی پہلے خوارج کے مقابلہ میں آپ ہی کو کمربستہ ہونا چاہیئے کیونکہ مابین خوارج با فرجام و شنیان ذی الاحتشام فقط اتنا پردہ ہے کہ جیسے پیاز کا چھلکا ہوتا ہے کیونکہ جس نے باعلان اظہار عداوت کیا وہ طایفہ خوارج میں معدود ہوا اور جن حضرات نے امیر و کل امیر کو ثلاثہ کرام کی رعایا تصور کرکے خانوادۂ مقدس کو خلفا کا مطیع و منقاد جانا وہ سنی پاک طینت رہا ورنہ درحقیقت دونو گروہ ایک شاخ کے پھول اور ایک درخت کے میوے ہیں اندریں حالت خوارج کے سامنے باثبات ایمان حضرت امیر آپ کا مجیب ہونا حق بجانب ہے۔ قاعدۂ کلیہ ہے کہ جب کسی سلطنت پر مخالف حملہ کرتا ہے۔ تو پہلے وہ رعایا اُس کے روکنے میں کوشش کرتی ہے جو کہ اُس غنیم کی

ہم سرحد ہو۔ چونکہ حضرات اہل سنت کو خوارج سے نہایت قربت و
اختصاص ہے اور شیعہ کو بُعد عظیم۔ لہذا اُنکے حملوں کا روکنا آپ کو
رعایائے وفادار کی صفت میں داخل کرنیوالا ہے۔ بسم اللہ شوق سے
گروہ منکر کے مقابلہ میں دلائل کاملہ و حجت ہائے بالغہ سے جناب امیرؑ
کے ایمان ثابت کرنے میں اپنے جوہر ذاتی دکھاتے بحمد اللہ کہ حسب اقرار
سامی حضرت امیر علیہ السلام کا ایمان بمقابلہ دشمنان قابلیت تسلیم رکھتا
ہے پس ہمکو بھی استحقاق ہو گیا کہ درباب ایمان حضرات ثلاثہ آپ سے
مستدعی ہوں کہ اسی طرح حضرات خلفاؑ کے ایمان پر کوئی نئی دلیل
لائے اہلسنت سے تو ممکن نہیں کہ حسب اصول خود انکا با ایمان ہونا ثابت
کرسکیں کیونکہ یہ امر اگر آپ کے امکان و احاطہ قدرت سے نہ ہوتا تو شیعہ
کے اُن جوابات کا جو کہ برد و تضعیف اقوال علمائے سنیہ لکھے گئے ہیں
ضرور ابطال کرتے آپ کو سوائے ازیں کوئی چارہ نہیں ہے کہ خوارج
و نواصب کے روبرو غایت حجاب و ندامت سے سر تسلیم خم کرکے ایک
عرضداشت بایں مضمون پیش کیجئے کہ اے ہمارے دینی بھائیو حضرات
خلفائے ثلاثہ کے بارہ میں اپنے اصول کے موافق ہم بقدر امکان کوشش
کرکے بہت ہی ایچ پیچ سے شیعہ کے مقابلہ پر آمادہ ہوتے ہیں خاندانِ
نبوت پر بیش از بیش الزام لگا کر بذریعہ کتاب مستطاب تخطیۃ الانبیاء
صاحبان عصمت کی خطائیں ثابت کرنے میں دقیقہ از دقائق فروگذاشت
نہیں کرتے مگر وہ لوگ ایک فقرہ سے ہماری تمام محنت ضائع و برباد
کرکے ایسی موشگافیاں کرتے ہیں کہ بالآخر ہمکو بجز دم بخود ہونے کے
کوئی چارہ نہیں ملتا تم ہی تو دیکھو کہ شاہ صاحب نے باب مطاعن

jabir.abbas@yahoo.com

میں کیسی پرزور تقریر سے خلفا کی گلو خلاصی چاہی مگر صاحب تشیید المطاعن
نے ایسا مضبوط ثبوت پیش کیا کہ جس کے اعتبار پر حضرات خلفا کا اقتدار
کفار کی نظر سے بھی جاتا رہا۔ ہم رات دن اسی فکر میں رہتے ہیں
اور بہت سے علما کے سینے ہی صدمہ جانکاہ باعث انقطاع سلسلہ
حیات ہو چکا اور دیکھیے آئندہ کیا ہوگا افسوس ہے کہ ہمارے علما
بھی داغ حسرت لیکر دنیا سے اٹھ گئے۔ مگر ممکن نہ ہو سکا کہ شیعہ
کے ایک اعتراض کا بھی جواب ہو جاتا پس ہم اور آپ دونوں
گروہ خلفا کے نام لیوا ہیں خدا را طبیعت پر زور دیکر کوئی ایسا
چلتا ہوا مضمون پیدا کرو کہ بلا وہ دلائل قدیمہ کے کوئی دوسری
دلیل ہو مگر مسلمہ شیعہ ہو جس کے اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھالنا
چاہیے۔ کیونکہ انگریزی عملداری میں فرمان آزادی پاکر گروہ شیعہ
نے وہ وہ چست تقریریں کی ہیں کہ جن کے اعتبار پر ہم بطور پیشین
گوئی یہہ کہہ سکتے ہیں کہ عنقریب وہ وقت آنیوالا ہے کہ کل اہل اسلام
دائرہ تشیع میں داخل ہو جاویں دیکھیے تو سہی آپ کے معروضہ
کی وہ صاحب کس حد تک وقعت کرتے ہیں میں یقین کرتا ہوں
کہ بوجہ اتحاد عقیدت وہ ضرور آپ سے مروت کرینگے کیونکہ
حضرت امیر کا ایمان ثابت کرنے میں جو استحقاق کہ بمقابل خوارج
جناب کو حاصل تھا کہ جس پر آپ کمر بستگی ظاہر فرما چکے ہیں وہی
حق ثلاثہ کرام کے ایمان ثابت کرنے میں خوارج بدانجام کو
ہمارے مقابلہ میں حاصل ہے پھر وہ کیوں کوتاہی کرینگے
ضرور ہے بمثل جناب والا خلفا کا ایمان ثابت کرنے میں کمربستہ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوا ہے اور یہی نہایت شکر کا موقع ہے کہ جناب کا سوال آپ ہی کے لئے
وبال ہو گیا اور ہم بعنایت الٰہی خوارج کے مقابلہ میں حضور کی ہمت
سے اہل عقل کے نزدیک قطعی بری ہو گئے الحاصل آپ کو لازم ہے کہ
کفار و خوارج کو پشت پناہ نہ بنائیے اگر قدرت ہے تو کچھ اپنا زور
دکھائیے قرآن و صحاح سے خلفا کا ایمان ثابت کیجئے اُنکے حسن خاتمہ
پر مثل شہدائے بدر و اُحد ختمی مرتبت کی کوئی حدیث سناتے برد و ابطال
مضامین مندرجہ حدیث مسلم حضرت علیؑ کے نزدیک جناب شیخین کا سچا اور
ایماندار ہونا ہمکو تسلیم کرائیے یا قطعی استعفا دیجئے کہ بروئے روایات و
احادیث مرویہ مسلم و بخاری اہلسنت ثلاثہ کا ایمان ثابت کرنہیں منفعل
و نادم ہیں آپ کے عجز کی یہ بڑی دلیل ہے کہ اپنے کتب کو پس پشت ڈالکر
خوارج و کفار کے ذریعہ سے ہمکو مجوج کرنا چاہتے ہو یہ یاد رہے کہ ہم کو
بھی ہر طرح کے ہتکنڈے یاد ہیں جیسا رنگ آپ لائیں گے انشاء اللہ
ہم ویسا ہی کر دکھائیں گے۔ مطلب آپکے نوٹ کا یہ ہے کہ شیعہ خوارج
کے نزدیک حضرت امیرؑ کا ایمان بلا احتمال اہلسنت بدلیل خاص ثابت
کریں اور جب کہ شیعہ بہ ثبوت ایمان مرتضوی یہ دلائل مشترکہ شیعہ و
سنی پیش کریں گے کہ حضرت امیرؑ ایسے وقت میں ایمان لائے جبکہ نبی صلعم
کا کوئی حامی و مددگار نہ تہا بحمایت اسلام کفار کے ساتھ مجاہدہ و مقاتلہ
کیا شب ہجرت آنحضرت کے بستر پر کہ غالب محل خوف تہا استراحت کی
لاکہوں آدمیوں کے مقابلہ میں سورہ برأت کی آیات غضب آمیز
کے سنانے میں کچہہ باک نہ فرمایا اپنی ذات کو وقف اسلام کر دیا
نبی صلعم نے اپنی پارہ جگر اُنکی زوجیت میں دی پس خوارج

jabir.abbas@yahoo.com

یہ باتیں سنکر فوراً شیعوں کا مونہہ جھنجوڑ کر یہہ کہہ اُٹھیں گے کہ جب
آپ کے مقابلہ میں ہمارے چچا زاد بھائی اِسی قسم کے فضائل خلفائے ثلاثہ
بیان کرتے ہیں۔ تو آپ سب کو محمول بہ نفاق کر کے رد کر دیتے ہیں کہ
ہم کیوں ماننے لگے ہمارے نزدیک بھی یہ ساری باتیں منافقت پر دلالت
کرتے ہیں گویا آپ نے ایک دریدہ دہن گروہ کے مرہم تقریر سے اپنے
ناسور باطنی کا اندمال چاہا۔ سو یہ بخیر خوارج جب ہم سے پوچھیں گے اُسوقت
جواب دیا جاوے گا۔ مگر چونکہ حقیقۃ اہلسنت آپ بجانب خوارج مائل
ہوتے ہیں۔ لہذا اُن سے کہہ دیجئے کہ اے ناحق شناسو اگر اور کسی چیز
کو نہیں مانتے ہو تو قرآن بہرحال ہمارے نزدیک بھی مسلّم ہے
ہمارے شیعہ سے ایک عالم نحریر نے بذریعہ کتاب مستطاب عبقات الانوار
جناب شاہ صاحب کے اِن ایرادات کا جواب دیا ہے۔ جو کہ باب
ہفتم میں آیات دالہ خلافت و امامت حضرت مرتضوی پر کئے گئے
ہیں ہمارے نزدیک تو عالم شیعہ کی تمام تر تحریر جو کہ بردّ اقوالِ
شاہ صاحب کی گئی ہیں۔ بایں معنی مسلّم ہے کہ ہم آج تک اُنکا جواب
نہیں دے سکے اور نہ آئندہ تا قیامت اُمید ہے کہ کوئی عالم سُنّی اُن
مطالب کا ابطال کر سکے۔ تم اگر کچھ جرأت رکھتے ہو تو اُس کتاب
کا جواب لکھو عجب نہیں کہ تمہاری ہمت سے شاہ صاحب کو بھی
اِلزام کذب نویسی سے برأت ہو جائے۔ پس یہی قول فیصل
ہے اگر خوارج نے با بطال مضامین مندرجہ کتاب موصوف
ہم کو مجبوج کر دیا تو بے شبہ بروئے قرآن ہم اثبات خلافت بلافصلِ
حضرت امیرؑ سے بمقابلہ خوارج کیا آپ کے سامنے بھی عاجز ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

اور اگر وہ بھی مثل علمائے سُنّیہ ساکت و صامت رہے تو پھر آپ ہی
انصاف فرمائیگا کہ کس کو غلبہ ہے۔ سوائے ازیں رسالہ اشتہار التشیع
نمبر (۲۳) جو کہ بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء کو بجواب نصیحت الشیعہ لکھنو میں چھپا
ہے درباب حالات خوارج ملاحظہ طلب ہے۔ لیکن بحکم انصاف اتنا
خیال فرما لینا مناسب بلکہ ضروری ہے کہ اختلاف دلائل و خصائص
حجت و برہان اُسی مسئلہ میں ہوتا ہے جسمیں دو گروہ باہم مختلف ہوں
اور جو امور کہ اتفاقی ہوتے ہیں اُن کے دلائل بھی متحد ہوا کرتے
ہیں۔ آپ پہلے کسی اہل علم سے ملاقات کرکے دریافت فرماتے کہ
قاعدہ سلف سے اسوقت تک جمیع مذاہب و اہل عقل میں جاری ہے
یا کیا۔ مثلاً عرض کیا جاتا ہے کہ وجود صانع کے دلائل یا توحید کے
اور منکرین وجود و توحید حضرت باری کے مقابلہ میں جمیع معتقدین
و معتقدین وجود رب العزت کے ایک ہی قسم کے ہونگے علیٰ ہذا نبوت
مسئلہ کے اثبات کے دلائل میں جملہ مذاہب قائلین بہ نبوت کا اتحاد
تمام ہوگا گو کہ بعض مسائل غیر از نبوت میں وہ باہم اختلاف رکھتے
ہوں۔ چندہ پرور دلائل متحدہ و متفقہ کو کسی خاص فرقہ کی دلیل کہہ دینا
گویا زبردستی حقوق مشترکہ میں اپنا قبضہ کر لینا ہے۔ جسوقت کہ بحمایت
و طرفداری حضرت امیرؑ آپ بنظر اسکات خوارج دلیل پیش کرینگے
ہم آپ سے بصد مسرت اتفاق رائے کرکے باعلان کہہ دیوینگے کہ گو یہ
دلیل حضرات اہلسنت کی فکر عالی کا نتیجہ ہے۔ مگر بوجہ اتحاد عقیدت ہم بھی
نصف کے شریک ہیں۔ آج پہلا دن ہے کہ یہ فقرہ ہی جدید و عجیب آپ کی
[illegible] سماعت کیا گیا کہ ہم گروہ شیعہ بمقابلہ کفار لئام و خوارج بدانجام

jafri.abbas@yahoo.com

بہ ثبوت وحدانیت و نبوت و ایمان حضرت امیر اہلسنت جداگانہ
دلائل پیدا کر دیں اس سے صاف ثابت ہے کہ پہلی تمام دلیلیں جو کہ
متقدمین اہلسنت و شیعہ نے بہ ثبوت وحدانیت و نبوت و امامت
بمقابلہ منکرین پیش کی ہیں وہ سب کی سب آپ کی ہیں اُن سے بے
بیرواہ ہو کر ہم دیگر وجوہ سے کفار و خوارج کا مقابلہ کریں مگر بن
خطا معاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکی تحقیقات حضور شاہ صاحب کے
تحفہ سے دو قدم بھی آگے نہیں بڑہی کاش آپ صاحب علم و
بصیرت ہوتے تو بعد ادب عرض کیا جاتا کہ چشم حقیقت بیں کو وا
فرما کر علامہ حلی علیہ الرحمہ کی کتاب الفین کو دیکھئے وہ ہزار دلائل
مسکت و لاجواب سے امیر المومنین علیہ السلام کی امامت کو
بمقابلہ منکرین ثابت فرما کر ارباب انکار و حسد کو اپنے کلام محکم
کی دیوار مستحکم سے ایسا روک دیا ہے کہ جیسے سکندر نے سد معروف
سے گروہ یاجوج و ماجوج کو۔ ہائے افسوس آپ نے تمام کتابوں
کو بھی نہ دیکھا میں سچ کہہ سکتا ہوں اگر جناب اسکو ملاحظہ فرما
تو خوارج و کفار کی حمایت کا خواب میں بھی خیال نہ کرتے خیر کتب
مذکورہ کو دیکھکر اُن سے استخراج و استنباط مطالب کرنا تو اہل علم
و ارباب فہم کا کام ہے آپ کتاب مستطاب شمس سماء البرہان کے
حصہ دوم ہی کو ملاحظہ فرما کر اپنے نوٹ کی لغویت پر ندامت کش
ہو جئے جناب مولانا و مقتدانا سر خیل متکلمین و سید المجتہدین السید
مولوی محمد حسین صاحب لکھنوی ادام اللہ اقبالہ نے ادلہ توحید
و امامت و معاد کو زبان اُردو میں باین شستگی و اہر اسکی بیان فرمایا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اگر معاندِ غدیر ہزار سال تک نعرہ پر سر مارے تو ممکن نہیں کہ ایک دلیل سے بھی عہدہ برآ ہو سکے۔ ابکا علی ہم آپ کو آگاہ کئے دیتے ہیں کہ وہ چھین جھپٹ کا زمانہ گزر گیا اب سکھ شاہی نہیں انگریزی عملداری میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ فرمائیے اگر یہاں نا میں حسنہ والے آپ ہمارے گھر سے کیا کچھ نہیں لے چکے۔ خلافت کے ساتھ حضرت امیر کے القاب و خطاب تک غصب کر کے صدیق و فاروق بنا دئے گئے ہیں اس عہد پُر امن و امان میں دن دہاڑے نہ لوٹیئے۔ امویہ و عباسیہ کی عملداری نہ سمجھئے ہم زمین و آسمان ایک کر دیں گے اور مشترک دلائل میں تنہا آپ کو قابض نہ ہونے دیں گے۔ اگر آپ ہماری شرکت ناپسند فرماتے ہیں۔ بسم اللہ تقسیم کرا لیجئے دو قرعہ بنائے ایک قرعہ میں وجودِ صانع و توحید و نبوت و امامت پر اپنے علماء کے دلائل لکھئے اور دوسرے قرعہ پر ہمارے علماء کے بعد تیاری قرعجات ہم باضابطہ جانچ کرائیں گے۔ قرعوں کے معائنہ سے کثرت و قلتِ دلائل کا حال آپ پر واضح ہو جائیگا بعض فضلائے اہلسنت کا قول ہے کہ اگر محقق طوسی علیہ الرحمہ کتم عدم سے عالم شہود میں جلوہ گر نہ ہوتے تو اہلِ اسلام کفار کے مقابلہ میں بہ ثبوتِ وحدانیت و نبوت بالکل سپر انداختہ ہو چکے تھے بندہ پرور ہوش کیجئے اور کچھ سوچ سمجھ کر لکھئے مشترک اعتقادات میں خاص دلائل کبھی نہیں ہو سکتیں کفار و مشرکین و دہریہ وغیرہ کے مقابلہ میں کل اہلِ اسلام کے مسائل توحید و ابطالِ شرکت و اثباتِ نبوت آنحضرت و دیگر انبیاء قدیم سے اتفاقی چلے آتے ہیں اسی طرح خوارج و نواصب کے بطلانِ عقیدت

jabir.abbas@yahoo.com

ہیں بہ ثبوت ایمان و فضائل و مناقب حضرتِ مرتضوی و دیگر آئمہ
علیہم السلام سُنی و شیعہ و معتزلہ سب کے سب یکرائے ہیں اور قرآن و
حدیث و تاریخ و سیر اہل اسلام سے انکو مجوج کرتے ہیں۔ افسوس ہے
کہ سوائے تحفہ و نمونہ عجائب قدرت خداوندی آپ نے آنکھہ کہول
کر دنیا میں کوئی کتاب نہیں دیکھی اگر قدمائے سنیہ کی کتابوں کا رد آپ
ملاحظہ فرماتے۔ تو شاید ایسے بیدہڑک ہو کر قلم نہ اٹھاتے جناب پر
واجب ہے کہ پہلے اپنی نوعیتِ مذہب قائم کیجئے اگر حضور سُنی بالطینت ہیں تو علمائے مولوقین سے دستخط کرا کر ایک تحریر ارسال فرمائیے
کہ عقلاً و نقلاً یہ طریقہ درست ہے کہ اُمور متفق علیہ میں بہی دلائل ہر
فرقہ کے مختص ہونی چاہئیں اور اگر سرکار دولت مدار مائل بخروج
ہیں پہر تو سُنی و شیعہ دونوں بالاتفاق آپکی خدمت گزاری کو موجود
ہیں اور اگر خدام دولت منکرِ وجود صانع و توحید و نبوت و امامت
ہیں تو قائلین نبوت و وجودِ حضرت باری سب یکدل ہو کر افواج
دلائل و براہین کے ہجوم و اژدہام سے محاربہ بہرپور کا سمان
کر دکہائیں گے۔ غرضکہ آپ جو کچہہ ہیں ایک طرفہ و نادرہ روزگار
ہیں۔ مگر اُس کی صحت مطلوب ہے زیادہ بجز آرزوئے قدمبوسی
اور کیا عرض کیا جاوے کہ اہل سُنت کے معتبر راویان اور سندی
کتابوں سے حدیث غدیر کے متعلق مضامین ذیل پیش کر سکتے
ہیں۔ بصورتِ عدم ثبوت مبلغ پچیس ہزار روپیہ نذرانہ دینے
پر مع تبدیل مذہب آمادہ ہیں اور نیز دیگر وجوہ مندرجہ فہرست
ہذا کو بہی علمائے مولوقین اہلسنت کی روایات سے اُسی شرط

پر ثابت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

حالات متعلق بحدیث غدیر

(۱) درباب اعلان خلافت حضرت امیرؑ صحابہ سے آنحضرت کا خوف کرنا

(۲) ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کی موجودگی میں بمقام غدیر رسالتمآب کا حضرت علیؑ کو خلیفہ بنانا۔

(۳) جناب امیرؑ کی ولیعہدی پر امہات المومنین کا مبارکباد دینا۔

(۴) بحکم قرآن آنحضرت کا تبلیغ مولائیت حضرت امیر پر مامور ہونا۔

(۵) صحابہ حاضرین مجمع غدیر سے حضرت عمر کا جناب امیرؑ کو خلافت کی تہنیت دینا

(۶) بعد اعلان خطبۂ خلافت پر خوشنودی خدا کا تکمیل دین کی بشارت دیکر اس سے رضامندی ظاہر کرنا

(۷) بر غدیر غدیر رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت علیؑ کے سر پر عمامہ باندھنا جو دستور دستاربندی کا علما میں بتلایا آتا ہے

(۸) مولٰے کے معنی اس مقام پر ضرورتہ بموجب اقوال اہلسنت سے اولٰے بہ تصرف ہیں۔

(۹) منکرین خطبۂ غدیر پر حضرت کے سامنے عذاب آسمانی نازل ہونا۔

(۱۰) غدیر میں شعرا کا بطور مبارکباد قصائد پڑھنا۔

(۱۱) بروقت شوریٰ عبدالرحمٰن وغیرہ ممبران کمیٹی کے روبرو حضرت امیرؑ کا حدیث غدیر کو دلیل لانا۔

(۱۲) وقوع حدیث غدیر پر اصحاب سے جناب امیرؑ کا استشہاد فرمانا۔

jabir.abbas@yahoo.com

(۴۰) حدیث غدیر کے چھپانے والوں پر امراض صعب مثل برص و جذام وغیرہ داغ وغیرہ کا لاحق ہونا۔

(۴۱) اپنے دیوان میں حضرت امیر علیہ السلام کا ایسے اشعار بنانا کہ جن پر استدلال بخلافت کیا گیا حدیث غدیر کے ذریعہ سے۔

ہر چند کہ معاملہ غدیر کے متعلق بہت باتیں ہیں جو حقیر نے ان سب کو ایک رسالہ میں بہ تفصیل عرض کیا ہے آپ براہ مہربانی ان چودہ نمبروں پر نظر فرما کر انصاف فرمائیے کہ حدیث موصوف کا جناب امیرؑ کی خلافت سے کس حد تک تعلق ہے غالباً یہ باتیں آپ کو پہلے معلوم نہ ہونگی ایسی جہت سے آپ نے یہ ارقام فرمایا ہے کہ حضرات شیعہ بیان تو کریں کہ حضرت امیرؑ نے کبھی استدلال بخلافت خود بذریعہ حدیث غدیر کیا ہے یا کہ کبھی اسکو پیش فرمایا ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ بعد ملاحظہ رسالہ مرتبہ حقیر حالاتِ غدیر پر مطلع ہو کر ضرور شیعہ ہو جائیں گے اگر قابلِ بطلان ہے بسم اللہ ہمارے رسالہ کو غلط کر کے بخشش ۲۵ ہزار روپیہ لیجئے۔

دیگر وجوہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں جن سے ثلاثہ کا اقتدار اور مذہب اہل سنت کا وقار ظاہر ہوتا ہے اور نیز حضرت امیرؑ کے علوی شان کا بھی کچھ بیان ہے۔

(۱) حضرت امیرؑ کا سب سے پہلے بحالتِ طفولیت ایمان لانا اور آیہ السابقون الاولون سے یہی مراد ہونا۔

(۲) بروز جنگ خندق حضرت علیؑ کی ایک ضرب کا ثقلین کی عبادت سے افضل ہونا جسمیں عبادتِ شیخین بھی داخل ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

(۳) کل صحابہ سے باعتبارِ علم و زہد و اتقاء و ورع و شجاعت و سخاوت و فصاحتِ کلام وغیرہ حضرتِ امیر کا اکمل ہونا

(۴) جمیع صحابہ میں سوائے جنابِ امیرؑ کے اور کسی کو احکامِ الٰہی کی قابلیت نہ ہونا اور بالخصوص جنابِ ابو بکر کو

(۵) حضرتِ امیرؑ کا خدا و رسولؐ کے نزدیک محبوب ترینِ خلایق ہونا اور حضرتِ شیخین کا دوستانِ خدا میں داخل نہ ہونا۔

(۶) صدیق اکبر و فاروق اعظم کا خطاب پیشگاہ ختمی مرتبت سے حضرت علیؑ کو ملنا اور جنابِ عمر کو خطابِ فاروق منجانبِ یہود عنایت ہونا۔

(۷) محبت و عداوت حضرت امیرؑ سے مومن و منافق کا شناخت ہونا۔

(۸) حضرت ابو بکر کا جنابِ سیدہؑ کے گواہوں کی گواہی کا معاملہ فدک میں قبول نہ کرنا

(۹) در بابِ وراثتِ انبیا حضرت ابو بکر کا قرآن کے خلاف حدیث بنا کر سیدہؑ سے فدک کو ضبط کرنا

(۱۰) جنابِ سیدہؑ کا ابو بکر سے غصہ ہو کر تا حیات کلام نہ کرنا۔

(۱۱) جنابِ سیدہؑ کا ہنگامِ وفات ناراضگی سے وصیت کرنا کہ ابو بکر میرے جنازہ پر نہ آئے

(۱۲) ہنگامِ وفاتِ خود خلیفہ اول کا سیدہؑ کے ساتھ سختی کرنے سے متاسف ہونا

(۱۳) بوقت بیعت طلبی خلیفہ ابو بکر کے سامنے حضرت علیؑ کا ایسی حجت شدید اپنی خلافت پر پیش کرنا کہ جسکو خلیفہ صاحب نے لاجواب سمجھکر تسلیم کر لیا۔

(۱۴) بموجودگی حضرت امیر خلیفہ اول اپنی ذات کو لائق منصب خلافت سے نہ سمجھا ہو

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۱۵) جب بیان جناب عمر حضرت ابوبکر کی خلافت ایک فساد بھری ہوئی شرارت ہے

(۱۶) حضرت عمر کا سیدہؑ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیجانا اور نہایت بیباکی سے یہ کہنا کہ تمہارا گھر مع حسنین کے پھونک دوں گا۔

(۱۷) حضرت عمر کا جناب سیدہ کے شکم مبارک پر دروازہ گرنا جس سے محسن معصوم شکم میں شہید ہو گئے۔

(۱۸) حضرت عمر کا سیدہ کی سند فدک کو چاک کرنا

(۱۹) قتل امام حسین علیہ السلام کی نسبت یزید کا یہ بیان کرنا کہ میں نے اہل بیت پر ظلم کرنے میں عمر کا اتباع کیا ہے

(۲۰) حی علیٰ خیر العمل کا خلیفہ دوم کے حکم سے موقوف ہونا

(۲۱) الصلوٰۃ خیر من النوم کا اپنی رائے سے جناب عمر کا اذان میں داخل کرنا

(۲۲) حضرت عمر کا آنحضرت کی رسالت میں شک کرنا

(۲۳) حضرت عمر کا رسول پاک کے ارشاد پر الزام ہذیان لگانا

(۲۴) پندرہ چودہ مرتبہ حضرت عمر کی رائے کا مقبول درگاہ حضرت باری ہونا اور رسالتمآب صلعم کی رائے کا جو کہ برخلاف رائے حضرت عمر تھی خدا کی جناب سے رد ہونا۔

(۲۵) حضرت عمر کو مع دیگر اصحاب اُن کے ہم زبان کے آنحضرت کا بوقت نزاع دوات و قلم اپنے پاس سے اُٹھا دینا۔

(۲۶) حضرت عمر کا اپنی ذات کو منافق سمجھنا

(۲۷) حضرت عمر کو فاروق کا خطاب جانب یہود عطا ہونا

(۲۸) بحکم خدا و ارشاد رسولؐ پاک و عملدرآمد صحابہ متعہ کا حلال ہونا اور حضرت عمر کا اُسکو اپنی رائے سے حرام کرنا۔

jabir.abbas@yahoo.com

(۲۹) تراویح کا بعہد جناب عمر جاری ہونا اور خلیفہ صاحب کا اس کو اپنی زبان سے بدعت کہنا۔

(۳۰) جناب عمر کا ام کلثوم دختر جناب امیر علیہ السلام سے عقد ہونا اور راویان اہلسنت کا غلطی سے اس واقعہ کو بیان کرنا

(۳۱) بمصلحت خاص حضرت عمر کا بناوٹی طور سے دیوانہ بن کر وفات نبیؐ سے انکار کرنا۔

(۳۲) جہاد میں آنحضرت کو تنہا چھوڑ کر حضرت ابوبکر و عمر کا فرار کرنا اور وہ فرار حضرت امیرؑ کے نزدیک کفر ہونا۔

(۳۳) شیخین کا حضرت کو بے غسل و کفن چھوڑ دینا اور انتظام خلافت دفن نبی پر مقدم کرنا۔

(۳۴) حضرت ابوبکر و عمر کا بقول جناب عمر کے مسلم و بخاری شریف حضرت امیر کے نزدیک جھوٹا بدعہد خیانت شعار ہونا۔

(۳۵) بروئے احادیث مندرجہ بخاری و مسلم جناب ابوبکر و عمر کا منافق ہونا

(۳۶) حضرت امیر علیہ السلام کا بمقابلہ خلفا بموجب وصیت آنحضرت سکوت کرنا اور انکو خلیفہ ناحق جاننا۔

(۳۷) حضرات شیخین و امثالہم کا آنحضرت صلعم کے ارشاد واجب العمل کی تعمیل سے قریب وفات سرتابی کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے ملعون ہونا

(۳۸) احادیث فضائل خلفاء مذہب اہل سنت کا وضعی ہونا امویہ و عباسیہ کا روپیہ دے کر حدیثوں کا بحق خلفاء بنوانا۔

jabir.abbas@yahoo.com

(۳۹) اپنے اصحاب خاص کو آنحضرت کا حوادث آئندہ کی خبر دے کر یہ ارشاد فرمانا کہ بعد ہمارے شیاطین و دشمنان خدا متصرف امور ملت ہونگے

(۴۰) حضرت عثمان کا صحابہ جلیل کو مار کر مدینہ سے نکالدینا

(۴۱) حضرت عثمان پر عائشہ کا لعنت کرنا اور لوگوں کو اُسکے قتل پر برانگیختہ کرنا

(۴۲) جناب عثمان کا لوگوں سے بجز قرآن دیگر پھونک دینا

(۴۳) جناب عثمان نے بخلاف فعل رسول و سنت شیخین حکم مردود خدا کو مدینہ میں بلا کر خدمت میں دخیل کیا۔

(۴۴) جناب عثمان نے فدک کو تمام مروان کی جاگیر میں داخل کر دیا۔

(۴۵) بی بی عائشہ و حفصہ کا بحکم قرآن ناقص الایمان ہونا۔

(۴۶) عائشہ و حفصہ کا کافرہ عورتوں سے بحکم قرآن مشابہ ہونا

(۴۷) عائشہ و حفصہ کا بحکم قرآن راہ راست سے گم ہو جانا

(۴۸) بروضۂ رسول میں امام حسن علیہ السلام کے دفن سے حضرت عائشہ کا مانع ہونا۔

(۴۹) بہ شراکت مروان عائشہ کا جناب امام حسن علیہ السلام کے جنازے پر تیر باران کرنا۔

(۵۰) حرامی کا حلالی سے اچھا ہونا

(۵۱) عمر ابن العاص و یزید معاویہ کا حرامی ہونا۔

(۵۲) خالد ابن ولید کا ایک مومن کو قتل کر کے اُسکے ذریعہ سے زنا کرنا

(۵۳) اہلبیت علیہم السلام کے طریقہ سے اہلسنت کے مذہب کا مخالف ہونا۔

(۵۴) یزید کا مومن ہونا

(۵۵) حضرت علی کا شراب پی کر نماز میں بہک جانا۔

jabir.abbas@yahoo.com

(۵۶) رسول مقبول کا شراب پینا

(۵۷) ابوحنیفہ کا مرجیہ ہونا ملکہ شریعت پاک الٹ دینا

(۵۸) خواہر و مادر سے کپڑا لپیٹ کر مباشرت کرنا

(۵۹) تحفہ کے جوابوں کو دیکھ کر اہل سنت کا دم بخود ہو جانا اور جوابات مذکورہ کے ابطال میں قلم نہ اٹھانا۔

(۶۰) منتہی الکلام کے جوابوں کو معائنہ کرکے اہل سنت کا سکوت کرنا

(۶۱) آیات بینات کے جوابوں کا جواب نہ دینا

(۶۲) ہدیۃ الشیعہ کے جواب کا باطل نہ کرنا

(۶۳) مولوی شیخ احمد صاحب تازہ شیعہ کی کتاب انوار الہدیٰ کا جواب نہ ہونا اور ساظہار الہدےٰ مؤلفہ مولوی جہانگیر خان صاحب کا انوار الہدے کا جواب واقعی ہونا وغیرہ وغیرہ۔

سید سجاد حسین ولد سید محمد حسین ساکن موضع بہرہ سادات ڈاک خانہ تتہ ضلع مظفر نگر

jabir.abbas@yahoo.com

تتمہ رسالہ سجادیہ

حقیر نے یہ رسالہ جسکو سجادیہ سے تسمیہ کیا ہے مولوی محمد قاسم صاحب کو مع ایک رقعہ تعدادی ہزار روپیہ دے کر استدعا کی کہ اگر رد توجیہات مندرجہ رسالہ جو کہ بخاری مسلم شریف سے لی گئی ہیں آپ نے حضرات شیخین کی پیشانی مبارک سے داغ نفاق اٹھا کر اُن کا دنیا سے با ایمان جانا ثابت کر دیا تو میں زر موعود نذر کر کے مذہب اہل سنت اختیار کروں گا۔ چنانچہ فاضل اہل سنت نے ایک جواب عنایت فرمایا جو کہ سراسر لغو و بے معنی و مہمل ہے اگر میں اسکو طبع کرا کے اہل ملک کے سامنے پیش کر دوں تو دنیا کا کوئی شخص بہ آسانی تو کیا بہ مشکل بھی اسکا مطلب نہیں سمجھ سکتا۔ بدیں وجہ اسکو چھپوا کر اپنا فضول روپیہ خرچ کرنا اور لوگوں کا ناقابل تحریر کے معائنہ سے تضیع وقت کرنا غیر مناسب سمجھا گیا۔ میرے ذی عزت مخاطب نے اُن دلائل سے جو کہ مثبت نفاق ثلاثہ حقیر نے درج رسالہ کی ہیں ایک کا بھی ابطال نہ کیا چند اعتراضات واہی و بے سروپا مثل عقد ام کلثوم و تقیہ و متعہ وغیرہ نوک ریز خامہ فرما کر تحقیق کے حوالے کر کے اپنی قوم میں مشہور کر دیا کہ میں نے دندان شکن اور شکست جواب دے دیا۔

مخاطب جلیل القدر نے نظم و نثر دونوں میں جواب عنایت فرمایا ہے۔ نثر چونکہ ایسا مہمل ہے کہ گویا مجذوبوں کی بڑ ہے ممکن نہیں کہ کوئی سمجھ سکے۔ البتہ نظم میں کسی قدر سہولت و آسانی کو کام میں لایا گیا ہے اُس میں سے چند شعر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اہل دانش خوبیٔ نظم پر نظر فرما کر خود فیصلہ فرما لیں گے کہ جس کا نظم اس درجہ پہ ہے اُس کا نثر کیا کچھ نور بھرا ہوگا۔ میرے رسالہ میں متعہ کی بحث نہیں بلکہ نفاق شیخین کو بہ تفصیل دکھایا گیا ہے۔ لیکن مخاطب نے بخلاف بحث مسئلہ متعہ پر گفتگو کرتے ہوئے نظم میں اپنے بغضوں کو اس طرح ظاہر فرمایا ہے

ایک متعہ سے ملے درجہ حسین — دوسرے سے درجہ بھائی حسین
تیسرے سے درجہ شبر خدا — اور چوتھے سے نبی کا سا ملا
کیوں محرم میں بھلا غمگین ہوئے — مرتبہ کوئی نہ جب اس سے ملے
کیوں بھلا پیٹو ہو سر کو روز و ریں — ایک بھلا اس سے ملے درجہ حسین

وغیرہ وغیرہ ایک موقع پر حضرت ابو بکر صدیق کے فضائل بیان کرتے ہوئے اس طرح گہر ریز ہوئے ہیں۔

راہ مولا میں دیا بوبکر نے — مال جو موجود تھا ان کے کینے
اور کئے آزاد اپنے مال سے — وہ موذن جو بلال پاک تھے
ہر طرح سے تھے وہ غمخوار نبی — اور رہے ہر حال میں یار نبی
مال و جاں سے تھے مددگار نبی — رازدار صاحب غار نبی

وغیرہ وغیرہ حضرت صدیق کی وفات اور دفن کی کیفیت اس طرح لکھتے ہیں

حضرت صدیق کا جب دم ہوا وقت وفات — حضرت شاہ نجف سے آہ فرمایا یہ بات
یا علی تم نے ہی نہلایا ہے میرے شاہ کو — تم نے ان کو ہاتھ سے کفنایا رسول اللہ کو
روضۂ اقدس پہ پہنچایا مجھے تم یا علی — حکم گر ہووے تو دفنانا مجھے تم یا علی
آخرش جب چھپ گیا وہ چاند سچا صدق کا — پھر علی مرتضیٰ لے اس جنازے کو اٹھا
غسل دیکر اپنے دست پاک ہی یارو شتاب — روضۂ اقدس پہ لائے حیدر عالیجناب
یوں پکارے حیدر کرار شاہ نامدار — یا رسول اللہ ہے حاضر تمہارا یار غار
روضۂ اطہر سے یہ آواز آئی مومناں — دوست کو اب دوست کے تم پاس لے آؤ یہاں
اس طرح کرتے روایت ہیں علی شیر خدا — قبر میں صدیق کو جب میں اتروانے لگا
اسطرح کی اس گھڑی وارد ہوئی ایک بات — حضرت پیغمبر حق نے نکالا ایک ہاتھ
یعنی اپنے دوست کو حضرت نے آ کر لے لیا — دفن اپنے یار کو اسطرح سے یارو کیا

jabir.abbas@yahoo.com

حضرت صدیق کی ڈاڑھی پہ رکھا ہاتھ کو — اور زبان پر اپنی لائے اسُ گھڑی ابیات کو
اے مرے ستار اے غفار اے مالک مرے — میری امت کو تو اس ڈاڑھی کے صدقہ بخشدے
آئی یہ آواز اے میرے نبی میرے حبیب — میری رحمت سے نہیں یہ بات کچھ ایسی عجیب
غم نہ کھا امت کا اپنی اے مرے پیارے نبی — میں نے اس ڈاڑھی کے صدقے تیری امت بخشدی
واسطہ صدیق کی ڈاڑھی کا تو دیتا اگر — سارے عالم کو بھی سب بخشدیتا سربسر

ایک موقع پر قرآن کی نسبت لکھتے ہیں کہ حضرت امیر نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن جو شائع نہ فرمایا اس کی نسبت قصہ یہ عذر کرتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ [illegible] آپ — [illegible] قرآں [illegible]
جمع کرکے مہر سر [illegible] — [illegible] اول [illegible]
پس ہوئے منکر نہ مانا اسکو جا ان — اور کیا حاجت نہیں [illegible] قرآں [illegible]
جبکہ ثابت ہر طرح کتمان ہوا — اب عمل کرنے [illegible]

وغیرہ وغیرہ جبکہ حضرت مجیب کا جواب جو کہ بعض نا قابل و دور از صواب تھا حقیر کے پاس پہنچا اور دیکھنے جولاہوں کی جماعت میں بہ عام شہرت ہوئی۔ کہ مولوی صاحب نے رسالہ تجادبہ کا جواب دے دیا اسوقت مخاطب با تمیز سے کہا گیا کہ صرف چند ورق سیاہ کرکے دے دینا کافی نہ سمجھا جائے گا بلکہ آپ کو لازم ہے کہ ایک جلسہ قایم کیجیے جسمیں علمائے فریقین کے علاوہ دیگر مذاہب ہنود و نصاریٰ کے علمائے عربی داں بھی موجود ہوں تمام علما ایک جا ہو کر جانچ کریں کہ آیا آپ کی تحریر نے دلائل کفر و نفاق مندرجۂ رسالہ حقیر کو بالکل باطل کرکے ثلاثہ کا با ایمان دنیا سے جانا ثابت کردیا۔ فاضل مخاطب نے علمائے فریقین کے جمع ہونے اور جلسہ جانچ کے قایم کرنے سے حتی الامکان بہت پہلو تہی کی اور طرح طرح عذرات پیش کئے۔ لیکن حقیر نے ہرگز نہ مانا برابر یہی اصرار کرتا رہا کہ اجماع علما ضرور

ہوگا اور بروئے جانچ جوابات صحیح تجویز کی جائے گی اُس پر فریقین کا پابند ہونا لازم سمجھا جائے گا - فاضل مجیب بجائے خود جانتے تھے کہ مجھ سے رسالہ سجادیہ کے ایک جملہ کا جواب نہیں دیا گیا - لہذا اُن کو جلسہ جانچ کے انعقاد سے سخت گریز تھی اور حقیر کو قیامِ جلسہ پر بدیں وجہ اصرار اور استبداد تھا کہ جن دُھنیے جولاہوں نائی وصولی تیلی - تنبولی - کنجڑے - قصائی وغیرہ گنوار لوگوں کی نظر میں مولوی صاحب کا اقتدار ہے اور اُنکے ہر اتہام واہی کو جوکہ شیعہ پر مثل وطی با محارم و لواطت وغیرہ وہ اپنی جماعت میں جھوم جھوم کر بیان کرتے ہیں بہ تسلیم قلب منظور کرکے سمجھ لیتے ہیں کہ فی الواقع مذہب شیعہ ایسا ہی بدکیش ہے جیسا کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں - وہ غارت ہو جاتے اور لوگ سمجھ لیں کہ یہ کوئی وقعت نہیں رکھتے - چنانچہ بعنایت الٰہی ایسا ہی ہوا جو لوگ کہ اُن کو عالم کامل جانتے تھے وہ ہی جاہل سمجھنے لگے - ناظرین پر انشاء اللہ ظاہر ہو جائے گا - الحاصل میں نے کوشش بلیغ کرکے جلسہ جانچ کے متعلق ایک معاہدہ مرتب کرا کر جناب مستطاب معلی القاب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی خدمت میں جوکہ تمام ہندوستان کے علمائے اہل سنت میں ہر برآوردہ مانے گئے ہیں - بذریعہ فاضل مخاطب بھجوا دیا - منجملہ اور چند شرائط کے عہدنامہ مذکور میں ایک اہم شرط یہ بھی تھی - سجاد حسین (یعنی حقیر) پر لازم ہے کہ پانچ معتبرین علمائے شیعہ سے دستخط کرا کے اپنے رسالہ کو جلسہ جانچ میں پیش کرے اگر بروئے جانچ وہ رسالہ ناقابل قرار پا کر بے اعتبار تجویز ہوا - تو سجاد حسین کے ساتھ وہ علمائے شیعہ بھی مذہب اہل سنت اختیار کریں گے جو کہ اپنے دستخط کرنے سے اُسکے مؤید و مصدق ہوں گے اگر علمائے شیعہ نے رسالے پر دستخط نہ کئے تو تنہا سجاد حسین کو مذہب اہل سنت اختیار کرنا ہوگا - علیٰ ہذا یہی شرط فریق مقابل کے لئے تھی کہ مولوی محمد قاسم صاحب پر لازم ہے کہ پانچ معتمدین علمائے اہل سنت سے دستخط کرا کے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

رسالہ کو جانچ میں پیش کرے اگر ممبران جانچ کی رائے میں اُن کا مرتبہ رسالہ مبطل رسالہ سچا دیدنہ سمجھا گیا تو وہ عالم بھی مذہب شیعہ اختیار کریں گے جو کہ اپنے دستخط کر دیں گے اور اگر قبل از جانچ علماء اہل سنت نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا تو صرف محمد قاسم صاحب کو شیعہ ہونا پڑے گا چنانچہ جناب مولوی رشید احمد صاحب موصوف الصدر نے معاہدہ مذکور بالا تمام پاس فرما کر مزین بدستخط خود کر دیا مگر صرف اُس دفعہ کو نکال لیا جو الا میں ان علماء غیر مذہب کی شرکت تجویز کی گئی تھی۔

موصوف الصدور نے تحریر فرمایا کہ ہم اسلامی امور میں غیر مذہب والوں کی شرکت ناپسند کرتے ہیں بالآخر بعد ترتیب و تکمیل معاہدہ تحریف نے صاحب کلکٹر بہادر ضلع مظفرنگر سے زبانی عرض کر کے اجازت چاہی جناب اسمٰعیل کی صاحب بہادر نے تھانہ دار حسین خان صاحب سب انسپکٹر تھانہ بھوپہ کو انتظام کے لئے حکم دیا۔ ۴ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء کو بمقام بہیڑہ سادات ضلع مذکور بالا حقیر خانہ پر اجماع قرار پایا۔

تمام روداد جلسہ من اولہ الی آخرہ رسالہ انتصار الشریعہ لکھنؤ نمبر ۲ جلد ۱ ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء میں درج ہے جس کو بکم وکاست حرف بہ حرف نقل کیا جاتا ہے۔

نقل روداد جلسہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چشم دید حالات مناظرہ بہیڑہ سادات

چونکہ ہمیں بھی اس مناظرہ میں شرکت کا اتفاق ہوا ہے اس باعث سے ہم ازروئے وقائع نگاری اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ تفصیلی حالات سے اس مناظرہ کے اپنے معزز ناظرین کو مطلع کریں اگرچہ انتصار الشریعۃ کا یہ نمبر بابت ماہ نومبر ہے اور یہ

jabir.abbas@yahoo.com

واقعہ ابتدائے ماہ جنوری کا ہے اس لئے زیادہ موزوں یہ تھا کہ ہم ان حالات کو ماہ جنوری کے نمبر میں لکھتے لیکن چونکہ ہم سے اکثر حضرات مستفسر ہیں اور یہ نمبر بھی ماہ فروری میں شائع ہوتا ہے اس لئے اسی کے صفحات میں ہمیں جگہ نکالنا پڑی قبل اسکے کہ ہم جلسہ کی کارروائی لکھیں مناسب سمجھتے ہیں کہ ناظرین کو اس جلسہ کے انعقاد کی بنا سے آگاہ کردیں۔

حقیقت حال یہ ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب سنی المذہب ساکن سمبھلہیڑہ ضلع مظفرنگر جو قوم پیرزادوں سے ہیں انھوں نے کچھ دنوں مدرسہ دیوبند میں تحصیل علم کرکے اپنے قرب وجوار کے عوام شیعوں میں وہی تحفہ کے مضامین بیان کرنا شروع کئے اور آخر کار نوبت یہ ہوئی کہ ایک جلسہ بمقام سنبھلہیڑہ ہیں جس میں زیادہ تر عوام اہل سنت جمع تھے کسی پنجابی شیعہ صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب سے بحث ہوئی جس میں مولوی صاحب نے کشف الغمہ سے وہی پرانی حدیث پیش کی جو ابن جوزی سنی مذہب کی کتاب صفوۃ الصفا میں مذکور ہے اور جس عبارت میں یہ روایت مذکور ہے اسے صاحب کشف الغمہ نے نقل فرمایا ہے اور اس روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام کی زبانی خلیفہ اول کو صدیق ظاہر کیا ہے چونکہ خود مولوی محمد قاسم صاحب نے کتاب کشف الغمہ کو دیکھا بھی نہ تھا اس لئے اپنے ان علماء کی تحریروں پر جنھوں نے غفلت یا تغافل سے روایت مذکور کو روایات علماء اہل تشیع سے ظاہر کیا ہے اعتماد کرکے یہ دعوے کر بیٹھے کہ شیعوں کی روایت سے خلیفہ اول کا صدیق ہونا ثابت ہوتا ہے نیز نہج البلاغۃ کا خطبہ للہ بلاد فلان الخ کہ جس سے مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے خلیفہ صاحب کی تعریف ثابت کرنا چاہی ہے حالانکہ اس میں معاملہ برعکس ہے، پیش کیا اگرچہ اس جلسہ میں عوام اہلسنت کی کثرت تھی اور پیچاد یادو ڈاامے جانتے تھے لیکن جناب مولوی محمد حسن

صاحب نے بلا خوف و ہراس مولوی محمد قاسم صاحب کو معقول جواب دیئے اور
جلسہ برخاست ہوا لیکن مولوی محمد قاسم صاحب نے اسکے بعد یہ مشہور کرنا شروع
کیا کہ میں نے شیعوں کو قایل کر دیا اور جواب سے بالکل عاجز اور درماندہ ہو گئے
چونکہ اس غیر واقع امر کی شہرت سے ممکن تھا کہ عوام میں غلط فہمی پیدا ہو اس لئے
سید سجاد حسین صاحب ساکن پھڑہ سادات ضلع مظفر نگر نے ازراہ محبت دینی مولوی
محمد قاسم صاحب کو بذریعۂ ایک رقعہ کے اصلی حالات جلسہ مناظرہ لکھ کر متنبہ کیا کہ
آپ ان واقعات کو غلط طور پر کیوں مشہور کرتے ہیں نیز اس رقعہ میں وہ حدیث
صحیح مسلم لکھی جس سے امیر المومنین کے نزدیک حضرات شیخین کا ان اوصاف سے عدم
اتصاف ثابت ہوتا ہے جنسے وہ حضرات اپنے کو متصف سمجھتے تھے یہ حدیث
اس امر کے اظہار کے لئے لکھی تھی کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے نزدیک
بموجب روایت صحیح مسلم شیخین کا ایسے اوصاف سے متصف ہونا ظاہر ہوتا ہے
تو بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ امیر المومنین کے پوتے امام محمد باقر علیہ السلام، حضرت
خلیفہ اول کو صدیق جانتے ہوں اس کے جواب میں مولوی محمد قاسم صاحب نے
ایک دو ورق کا رقعہ لکھا جس میں مناظرے کی بابت تو ایک حرف بھی نہ تحریر فرمایا
ہاں حدیث صحیح مسلم کے متعلق بزعم خود کچھ جواب رقم کیا کہ جسکی بابت میں سید سجاد حسین
صاحب نے ایک مبسوط رسالہ تیار کرکے مولوی محمد قاسم صاحب کی خدمت میں پیش
کرنا چاہا لیکن مولوی صاحب نے اس کے لینے سے انکار کیا بالآخر جب ان کے
ہم مذہب حضرات نے ان پر زور ڈالا تو بہزار خرابی ایک عرصہ کے بعد وہ رسالہ
لیا اور انہیں حضرات کے اصرار و تاکید سے اس رسالہ کے بظاہر جواب میں اپنے
بھی ایک رسالہ تحریر فرمایا چونکہ یہ سلسلہ تحریر طول پکڑ گیا تھا اور خیال ہوتا تھا
کہ آیندہ بھی ختم ہوگا اور نہ کوئی معقول نتیجہ ظاہر ہو سکے گا اس لئے فریقین

jabir.abbas@yahoo.com

مولوی محمد قاسم صاحب وسید سجاد حسین صاحب) میں باہم یہ طے پایا کہ علمائے فریقین کا ایک جلسہ بمقام بیرڑہ سادات منعقد کیا جائے جن میں سے پانچ پانچ علما ہر جانب منتخب کئے جائیں اور ان کے سامنے تحریرات فریقین پیش کرکے یہ استدعا کی جائے کہ وہ منصفانہ طور پر باہم بحث کرکے یہ نتیجہ نکالیں کہ آیا مولوی محمد قاسم صاحب نے سید سجاد حسین صاحب کی تحریر کو درحقیقت من جمیع الوجوہ رد کردیا ہے یا نہیں در صورت اولیٰ سجاد حسین کو مع علماء دیگر حاضرین جلسہ لازم ہوگا کہ تبدیل مذہب کرکے مذہب حضرات اہلسنت قبول کریں اور مولوی محمد قاسم کو زر جرمانہ ادا کریں اور درصورت ثانیہ محمد قاسم صاحب کو یہ سب باتیں لازم ہونگی فریقین میں یہ بھی طے ہوگیا تھا کہ کچھ ہندو عیسائی بھی عربی داں ہوں افسران جانب مقرر ہوں لیکن دیگر حضرات اہلسنت کے نہ قبول کرنے سے یہ امر وقوع پذیر نہ ہوسکا غرضکہ اس جلسہ کی کارروائی کے متعلق بمشورت وپسندیدگی فریقین ایک دستور العمل مرتب ہوا اور ہر دو فریق نے اس پر اپنے دستخط ثبت کئے اور ۲۶ جمادی الثانیہ سنہ حال تاریخ انعقاد جلسہ مقرر ہوئی۔

اب حالات جلسہ سنئے کہ تاریخ جلسہ سے دو تین دن پیشتر علمائے اہل تشیع مختلف مقامات سے تشریف لاکر بیرڑہ سادات میں مقیم ہوئے جہاں کے مومنین نے اپنا فخر سمجھ کر ان حضرات کی خاطر و تواضع میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اسی طرح علمائے حضرات اہلسنت قبل از تاریخ جلسہ تشریف فرما ہو کر مقام گنگرولی میں فروکش ہوئے کہ جو بیرڑہ سادات سے میل ڈیڑھ میل فاصلہ پر ہے لیکن چونکہ وہاں کوئی ایسا مکان مہیا نہیں کیا گیا جس میں علمائے موصوفین بآسائش متمکن ہوسکیں اس باعث البحر العلام جناب مولوی سید غلام حسنین صاحب مترجم

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

قانون تشیع) نے علمائے اہل سنت کے پاس دوستانہ طور پر کہلا بھیجا کہ ہمیں
نہایت مسرت ہوگی اگر آپ حضرات اسی مکان میں تشریف رکھیں جس میں علمائے
شیعہ مقیم ہیں (اس لیئے کہ اس مکان میں گنجائش بخوبی تھی) یا اسی کے مثل دوسرا مکان
خالی کرا دیا جائے اور اگر یہ منظور نہ ہو تو لکڑ ولی ہی میں کوئی ایسا مکان خالی کرا دیں
جس میں آپ حضرات بفراغ تمام رہ سکیں اور جو کچھ ما حضر ہے وہ مثل علمائے شیعہ کے
آپ کی خدمت میں بھی حاضر ہوگا۔ لیکن مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنے علماء کو
ان میں سے ایک امر کو بھی قبول نہ کرنے دیا اور ہمیں یہ سنکر نہایت افسوس ہوا کہ
حضرات علماء کو بسبب خرابی مکان ونیز طعام کی سخت اذیت ہوئی یہ امر بھی
قابل ذکر ہے کہ جو دستور العمل اس جلسے کے لیئے بنایا گیا تھا اس میں ایک یہ بھی
دفعہ تھی کہ فریقین کو لازم ہوگا کہ جلسہ سے پیشتر باہم اُن کتب کی توثیق کرائیں
جو جلسہ میں اپنے اپنے مطالب کی تائید میں پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ بروقت
مناظرہ و جانچ توثیق وتضعیف کتب کی بحث نہ پیش ہوئی بنا بریں سید
سجاد حسین صاحب نے ایک فہرست کتب حضرات اہلسنت کی ایک ہفتے پیشتر محمد قاسم صاحب
کو دیدی تھی لیکن انھوں نے نہ کوئی جواب دیا نہ کتب اہل تشیع کی کوئی فہرست
پیش کی ہاں تاریخ جلسہ سے ایک روز پیشتر علمائے اہل سنت نے سید سجاد حسین
صاحب کو طلب کر کے وہ فہرست پیش کی جو سید صاحب نے مولوی محمد قاسم
صاحب کو دی تھی اور دریافت کیا کہ اس فہرست سے آپ کا کیا مقصود ہے
سید صاحب نے اصل حقیقت بیان کی جس پر حضرات علماء نے بعض کتب کی نسبت
پوچھا کہ یہ کس امر کے ثبوت کے لیئے پیش ہونگے سید صاحب نے کہا کہ یہ امر تو آپکو
بروقت جلسہ معلوم ہو جائیگا اس وقت میں نہیں بتا سکتا پھر حضرات علمائے سید
صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کے یہاں کی کتب صحاح کون کون ہیں جواب دیا

jabir.abbas@yahoo.com

کہ ہمارے یہاں کی کتب کی اصطلاح ہی نہیں ہے اور مجھے عمر بھر میں یہ پہلا موقع اس امر کے سننے کا ملا ہے کہ شیعہ مذہب میں بھی کتب صحاح ہیں

نیز یہ بھی کہا کہ اگرچہ مناسب تو یہ تھا کہ جس طرح ہماری طرف سے پیشتر سے فہرست کتب داخل کر دی گئی تھی تاکہ باطمینان تمام آپ حضرات اُنکی حالات سے واقفیت حاصل کرکے توثیق یا تضعیف فرما سکیں اسی طرح ہمارے یہاں کی جو کتب عندالبحث پیش کرنا منظور تھیں اُن کی فہرست قبل سے دیدیجاتی لیکن ہم اس وقت بھی اجازت دیتے ہیں کہ آپ کو جن کتب کی توثیق کرانا ہو اُن کے نام لکھ دیجئے کہ ہم اپنے علماء موجودین سے توثیق یا تضعیف کرا دیں تاکہ پیر دو شنبہ بتاریخ ۱۹ جمادی مباحثہ شروع ہو۔ اثنائے گفتگو میں حضرات اہلسنت کی طرف سے تا شروع جلسہ کی ایک تاریخ بھی ظاہر کیا گیا - ۲۰ جمادی الثانیہ تاریخ مباحثہ چونکہ روز جمعہ واقع ہوا تھا اس باعث سے حضرات علماء اہلسنت نے علمائے اہل تشیع سے کہلا بھیجا کہ جلسہ اُس وقت سے شروع ہونا چاہئے جبکہ ہم نماز جمعہ وغیرہ سے فارغ ہولیں جسکو خوشی منظور کیا گیا بعد زوال وقت موعود پر میر سجاد حسین صاحب مع بعض اکابر سادات کے حضرت علمائے اہل السنن کے استقبال کے لیے گئے حضرات علماء مع ایک کثیر اپنے جم غفیر جماعت کے جانے ورود سے باہر تشریف لا کر مقام مناظرہ سے [illegible] فاصلہ پر متوقف ہوئے اور میر سجاد حسین صاحب سے کہا کہ جلسہ کسی ایسے کشادہ مقام پر ہونا چاہئے جہاں ہمارے ساتھ کے سب لوگ شامل ہو جائیں۔ جواب دیا کہ اول تو یہ امر دستور العمل کے خلاف ہے اس لئے کہ اس میں یہ مندرج ہے کہ علاوہ علمائے کے صرف پچاس پچاس شخص فریقین سے کہ جو صاحب سواد و معزز ہونگے شریک ہو سکیں دوسرے یہ کہ ایک علمی جلسہ ہے اس میں عوام الناس

jabir.abbas@yahoo.com

کے شریک ہونے سے کیا لطف حاصل ہو سکے گا بلکہ ممکن ہو کہ ان لوگوں کی جہالت کے سبب سے کوئی برہمی جلسہ میں پیدا ہو لہذا مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات اپنے ہمراہیوں سے صرف پچاس اشخاص منتخب کر لیں جیسا کہ ہمارے علما نے کیا ہے حضرات اہلسنت نے اس امر کو قبول نہ کر کے پھر اپنے قول پر اصرار کیا جس کے جواب میں آخر کو سید صاحب نے کہا کہ اگر آپ کو کچھ اور خیال ہماری طرف سے ہے تو ہم اپنی طرف کے پچاس اشخاص کو بھی جلسہ میں شامل نہ کریں گے بلکہ ہماری طرف سے صرف علما جلسہ میں آئیں گے اور آپ حضرات مع پچاس اشخاص کے تشریف لائیں لیکن حضرات علمائے اسے بھی منظور نہ کیا اور کہا کہ اگر ہمارے ساتھ کے تمام لوگ شریک ہونگے تو ہم بھی نہ شریک ہونگے - ابھی اثنا میں منشی نصرت حسین خان صاحب سب انسپکٹر بھی بغرض حفاظت و انتظام کے آ گئے تھے اور وہ بھی حضرات علما کو سمجھاتے رہے کہ عوام کا جلسے میں شریک کرنا خلاف مصلحت ہے لیکن علما اپنے ہی قول پر جمے رہے یہاں تک کہ بوقت غروب آفتاب اپنے محل ورود کو تشریف لے گئے -

اگرچہ اس واقعہ سے عوام اہل تشیع کو بہت خوشی ہوئی خاصکر اس جہت سے - کہ دستور العمل کی ایک دفعہ میں بصراحت تمام یہ مندرج تھا کہ جو فریق تاریخ معین پر اپنے علما کو شریک جلسہ نہ کر سکے گا وہ مغلوب سمجھا جائیگا لیکن ہمیں اس جزوی غلبہ سے کچھ انبساط نہ تھا بلکہ تاسف ہوتا تھا کہ جس غرض کے لئے اتنی زحمت گوارا کر کے آئے ہیں وہ فوت ہوتی ہے حضرات اہل سنت نے اپنے محل ورود پر پہنچ کر خود اپنی رائے پر غور و تامل کیا کچھ اپنے ہم مذہب اشخاص کی افہام و تفہیم سے ایسا اثر ہوا کہ اپنی پیشتر کی رائے واپس لی اور بعد نماز مغرب سید سجاد حسین صاحب کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ اگر کل جلسہ کیا جائے تو ہم صرف پچاس اشخاص کے

jabir.abbas@yahoo.com

ہمراہ حسب اقتضائے دستور العمل شریک جلسہ ہوں گے لیکن آپ ہمیں ایک رقعہ متضمن ہماری طلب کا شرکت جلسہ کے لئے لکھ دیجئے اگرچہ ایک شیعہ صاحب اس رقعہ کی تحریر سے مانع ہوئے اور اسے خلاف مصلحت کہا لیکن سید صاحب نے حضرات علماء کے اصرار سے انکار کا موقع نہ دیکھا اور نیک نیتی سے حسب فرمائش حضرات علماء رقعہ لکھ دیا اور واپس آئے اب ۲۷ جمادی الثانیہ روز شنبہ کو بہر علی الصباح جلسہ کا سامان کیا گیا علمائے اہل تشیع جس مکان میں فروکش تھے اس سے پندرہ بیس قدم کے فاصلہ پر ایک سر راہ مکان تھا جس کے بیرونی حصہ کے دالان میں فرش کیا گیا تھا اور سامنے دالان کے جو زمین تھی اس پر شامیانہ نصب تھا گرد قنات کھڑی تھی اہل کاران پولیس اپنی ڈیوٹی (فرض منصبی) میں سرگرم تھے ۸ بجے صبح کے حضرات علمائے اہلسنت مع پچاس دیگر اشخاص کے تشریف لائے جب کچھ فاصلہ سے سید سجاد حسین صاحب نے مع بعض دیگر اہل تشیع کے استقبال کیا اور با احترام .... جلسہ میں لاکر بٹھایا بعدہ علمائے اہل تشیع اپنے محل ورود سے اٹھ کر مقام جلسہ میں تشریف لائے اور علمائے اہل سنت کے محاذات میں متمکن ہوئے اسی اثنا میں حاضرین جلسہ کے اسماء کی فہرست لکھی گئی حضرات اہل سنت پچاس اشخاص تھے اور اہل تشیع مع علماء کے بیس کے قریب تھے پولیس کی طرف سے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ جو اشخاص شریک جلسہ ہوں بعد کارروائی شروع ہو جانے کے ان کی آمد و رفت موقوف ہو جائے چنانچہ مولوی محمد قاسم کے ساتھیوں میں سے جو کسی گاؤں کے پٹواری ہیں چونکہ گھڑی گھڑی جلسہ سے اٹھ کر ہر کارروائی کی ان اشخاص کو خبر کرنے جاتے تھے جو بیرون جلسہ کسی خاص مقام پر مجتمع تھے اس لئے اہل پولیس نے ان کے ساتھ سخت برتاؤ کیا۔ تمام حاضرین جلسہ کی ہم فہرست نہیں دے سکتے بلکہ صرف عمائدین فریقین سے جن کے اسماء معلوم ہو سکے لکھتے ہیں۔

zabiabbas@yahoo.com

علمائے اہل تشیع	حضرات علمائے اہلسنت
جناب مولوی سید غلام حسنین صاحب مترجم قانون شیخ - جناب حکیم سید علی اظہر صاحب مؤلف ذوالفقار حیدر و کنز مکتوم وغیرہ جناب مولوی شیخ فدا حسین صاحب پروفیسر مدرسہ عالیہ اسلامیہ لکھنؤ جناب مولوی زین العابدین صاحب جناب مولوی محمد حسن صاحب جناب مولوی محمد حسین صاحب جناب مولوی محمد علی صاحب جناب مولوی غلام حسنین صاحب رئیس سہارنپور جناب مولوی محمد حسن صاحب نوگانوی جناب مولوی صغیر حسین صاحب نوگانوی	جناب مولوی حاجی احمد علی صاحب مدرس مدرسہ سہارنپور جناب مولوی محمود حسن صاحب مدرس مدرسہ دیوبند جناب مولوی منفعت علی صاحب مدرس مدرسہ دیوبند جناب مولوی محمد خلیل صاحب مدرس مدرسہ دیوبند جناب مولوی احمد حسن صاحب میں امروہہ ضلع مرادآباد جناب مولوی ملا مراد صاحب جناب مولوی غلام رسول صاحب پنجابی جناب مولوی عبد المعبود صاحب تلمیذ جناب ابو الحسنات مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی

بعد تقسیم پان آغاز جلسہ اس طرح ہوا کہ اولاً جناب مولوی غلام حسنین صاحب مترجم قانون شیخ نے افتتاح جلسہ کے متعلق ایک تقریر کرنا چاہی لیکن قبل کلام شروع کرنے کے افسر پولیس نے باادب عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ قبل از آغاز جلسہ اپنے فرض منصبی کو ادا کروں لہذا آپ ابھی توقف فرمائیں بعدہ پولیس افسر نے سید سجاد حسین و مولوی محمد قاسم صاحبان سے کہا کہ قبل از آغاز جلسہ آپ دونوں حضرات کہ جو بانی جلسہ شمار کیے جاتے ہیں ہمارا اطمینان کرادیں کہ اس جلسہ میں عند البحث کسی قسم کا ہنگامہ اور فساد نہ ہوگا سید سجاد حسین صاحب یہ سنکر ایستادہ ہوئے اور علمائے اہل تشیع و دیگر شیعہ حضرات سے مخاطب ہو کر نہایت مؤدبانہ حیثیت سے دست بستہ ہو کر کہا "یہ جلسہ حسن اتفاق سے بہ نیک نیتی بغرض احقاق حق منعقد ہوا ہے اور حضرات علمائے فریقین نے ایک دینی کام سمجھ کر

jafar.abbas@yahoo.com

اس میں تشریف آوری کی زحمت گوارا فرمائی ہے لہذا میں اپنے حضرات علماء سے خصوصًا اور دیگر شیعہ حاضرین سے عمومًا دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ آپ حضرات اگر اس جلسہ کا انعقاد چاہتے ہیں تو آپ کو اس امر پر آمادہ ہو جانا چاہیے کہ علماء یا دیگر حضرات اہل سنت کی طرف سے عند البحث کوئی کلمہ خلاف شان یا دلشکن بھی کہا جائے تو آپ حضرات اس سے درگذر فرمائیں اور صرف اپنے اس مقصد کی سرانجام دہی پر نظر رکھیں جسکے لئے صعوبات سفر اختیار کرکے تشریف لائے ہیں اگر آپ حضرات اس امر پر صدق دل سے آمادہ ہوں تو ارشاد فرمائیں تا کہ افسر پولیس کو ہماری جماعت سے پورا اطمینان ہو جائے "

بعد ختم تقریر حضرات علماء و دیگر اہل تشیع شرکاء جلسہ نے حسب استدعا سید سجاد حسین صاحب الفاظ اطمینان بخش ارشاد فرمائے بعد ازاں مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنے معمولی لہجہ اور الفاظ میں علماء و دیگر حضرات اہلسنت سے مخاطب ہو کر تقریر سید سجاد حسین صاحب کا اعادہ کیا اور حضرات اہلسنت نے بھی مثل اہل تشیع کے الفاظ ارشاد فرمائے اس کارروائی سے افسر پولیس کو بظاہر اطمینان ہو گیا بعد اس کے مولوی منفعت علی صاحب نے ایستادہ ہو کر ہر دو فریق سے خطاب کرکے ایک تقریر کی جس کا ماحصل یہ تھا

"یہ جلسہ بہ نیک نیتی و صفائے قلب محض بغرض احقاق حق برپا ہوا ہے لہذا جملہ حاضرین جلسہ سے التماس ہے کہ جسقدر تقریر ہو وہ سب مہذب ہو اور حضرات اکابر دین کے اسماء گرامی تکریم زبان پر آئیں اور تحریر فریقین (مولوی محمد قاسم صاحب و سید سجاد حسین صاحب) کے متعلق لفظی اغلاط پر بحث و تعرض نہ کیا جائے اصل مطالب پر نظر رہے۔

اس کے بعد مولوی غلام حسین صاحب (مترجم قانون شیخ) نے ایک تقریر فرمائی

Presented by: Rana Jabir Abbas

جس کا منشاء اظہار اتفاق و اتحاد باہمی تھا بعد ازاں جناب مولوی خلیل احمد صاحب نے ایک تقریر کی جسمیں قریب قریب انہیں مضامین کا اعادہ کیا گیا تھا جو اُن کے قبل مولوی منفعت علی صاحب نے بیان فرمائے تھے اور اس امر پر زیادہ زور دیا کہ کوئی لفظ یا مضمون طرفین سے سخت نہ استعمال کیا جائے اس کے بعد سید سجاد حسین صاحب نے شرکاء جلسہ کو ایستادہ ہوکر وہ دستور العمل سنایا جو جلسہ کی کاروائی کے لئے فریقین نے مرتب کیا تھا اور جو دستخطی مولوی محمد قاسم صاحب تھا تاکہ بہ پابندی اُس کے شرائط و دفعات کے کاروائی شروع ہو سید سجاد حسین صاحب کے متصل مولوی محمد قاسم صاحب بھی کھڑے تھے اور جو نقل دستور العمل کی دستخطی میر سجاد حسین صاحب اُنکے پاس تھی اُسے مقابلہ کے لئے ہاتھ میں لئے تھے بعض دفعات کے متعلق حضرات علماء سنت نے کچھ استفسار فرمایا اور علماء اہل تشیع نے اُن کے مطالب و مفہومات بیان کردے اسکے بعد جو گفتگو مابین علماء فریقین واقع ہوئی اُسمیں تعیین اسماء لکھنا کچھ ضروری نہیں سمجھا گیا بلکہ صرف علمائے اہلسنت و علماء فریقین لکھا جاتا ہے ہاں یہ ظاہر کردینا چاہیے کہ جو کچھ مباحثہ ہوا اسمیں علمائے اہل تشیع کی طرف سے زیادہ تر جناب مولوی حکیم سید علی اظہر صاحب و جناب مولوی سید زین العابدین صاحب نے تقریر کی اور علمائے حضرات اہلسنت کی طرف سے زیادہ تر جناب مولوی احمد علی صاحب و جناب مولوی منفعت علی صاحب و جناب مولوی خلیل احمد صاحب و جناب مولوی احمد حسن صاحب نے رد و بدل فرمایا تھا الغرض بعد دستور العمل پڑھے جانے کے حضرات علماء اہلسنت کی طرف سے دریافت کیا گیا کہ اگر اس عہدنامہ میں کوئی دفعہ سید سجاد حسین صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب کی ناتجربہ کاری یا جہالت سے ایسی مندرج ہو گئی ہو جو غیر قابل قبول و مہمل ہو تو اُسکے اخراج کے بارے میں آپ

jabir.abbas@yahoo.com

کیا کہتے ہیں۔

علمائے اہل تشیع کی طرف سے جواب ہوا کہ یہ عہد نامہ چونکہ مکمل ہو چکا ہے اب اس میں کسی قسم کی بحث کرنا مناسب نہیں علاوہ ازیں اُسکی کوئی دفعہ ایسی نہیں ہے جیسا کہ آپ ارشاد کرتے ہیں بلکہ یہ عہد نامہ ملاحظہ کردہ و مقبولہ جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہوی ہے کہ جنھیں آپ حضرات اس زمانہ میں اکمل و افضل سمجھتے ہیں"

بعد اس کے سید سجاد حسین صاحب نے حسب منشا ء عہد نامہ ایک محضر تیار کیا جس کی عبارت یہ تھی۔

"یہ پابندی دستور العمل اپنے علمائے شیعہ و دیگر شرکا ء جلسہ سے تصدیق کرا کر یہ کاغذ پیش کیا جاتا ہے سید سجاد حسین بقلم خود

اقرار علمائے شیعہ مع دیگر شرکاء جلسہ

اگر سید سجاد حسین صاحب کی تحریر بروقت جانچ ایسی ثابت ہو جائے کہ مولوی محمد قاسم صاحب کے رد جواب الجواب نے اُسکو بجمیع الوجوہ باطل کر دیا ہے تو ہم لوگ وعدہ کرتے ہیں کہ اپنا مذہب تبدیل کرکے سنی ہو جائیں گے۔ دستخط علمائے شیعہ دستخط دیگر شرکاء جلسہ

جب سید سجاد حسین صاحب نے اس اقرار نامے کو مکمل کرا کر پیش کرنا چاہا تو حضرات علمائے اہلسنت نے علمائے اہل تشیع سے مخاطب ہو کر نہایت منکسرانہ طور پر کہا کہ "اول تو ہم نے تحریرات باہمی مولوی محمد قاسم صاحب و سید سجاد حسین صاحب کو اسوقت تک نہیں دیکھا ہے ثانیاً انصاف و اتحاد اس امر کا مقتضی نہیں ہے کہ محض مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریر کے غلط ثابت ہونے سے ہم لوگ بھی تبدیل مذہب پر مجبور کیے جائیں اسیطرح ہم آپ حضرات سے بھی یہ نہیں چاہتے کہ

آپ تحریر سجاد حسین کے غلط و باطل ثابت ہونے پر تبدیل مذہب پر آمادہ ہوں
علمائے شیعہ کی طرف سے جواب ہوا کہ آپ حضرات کو تحریرات کا ملاحظہ کرانا مولوی
محمد قاسم صاحب کا فرض تھا اور آپ کو بھی لازم تھا کہ بغیر واقفیت حالات مناظرہ
و بغیر ملاحظہ کرنے تحریرات فریقین کے اس جلسہ میں نہ شریک ہوتے اور چونکہ مولوی
محمد قاسم و سید سجاد حسین صاحبان کی تحریریں ایک ایسے مسئلہ اختلافی کے متعلق ہیں جو
اصل الاصول اختلاف اہل سنت و شیعہ ہے (یعنی خلافت) پس ضرور در صورت
ثبوت صحت تحریر احد الفریقین اُس کا مذہب اختیار کرنا عین انصاف و حق پژوہی
ہے لہٰذا ہم لوگ مع اپنے دیگر ہم مذہب شرکائے جلسہ کے بطیب خاطر و صدق
دل آمادہ ہیں کہ اگر ہم پر یہ ثابت کر دیا گیا کہ تحریر سید سجاد حسین کو مولوی محمد
قاسم کی تحریر نے من جمیع الوجوہ درحقیقت باطل کر دیا ہے تو ہم اُسی وقت
سے اپنے مذہب کو ترک کر کے آپ کے زمرے میں شامل ہو جائیں گے اور در صورت
اس کے برعکس نتیجہ ظاہر ہونے کے آپ حضرات کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے اور
یہی منشاء جلسہ ہذا و معاہدہ مسلمہ فریقین ہے نیز کہا کہ تعجب کی بات ہے کہ
ہم تو سید سجاد حسین صاحب کی تحریر کے اعتماد پر کہ جنہیں آپ بھی جانتے ہیں کہ
کوئی ذی علم شخص نہیں ہیں تبدیل مذہب پر آمادہ ہیں لیکن آپ مولوی محمد قاسم
صاحب کی تحریر پر اعتماد نہیں کرتے کہ جو صاحب لیاقت کہے جاتے ہیں اسلئے ہمیں
یہ بیان کر دینا ضرور ہے کہ معاہدہ فریقین (سید سجاد حسین و مولوی محمد قاسم
صاحب) میں ایک یہ بھی دفعہ تھی کہ اگر کسی فریق کے علماء نے بروقت مباحثہ
بفرض اپنے ہم مذہب (سید سجاد حسین یا مولوی محمد قاسم صاحب) کی تحریر
باطل ثابت ہونے کی تبدیل مذہب کے وعدہ کرنے سے انکار کیا تو وہ فریق مغلوب
سمجھا جائے گا۔

jaburabbas@yahoo.com

پس ناظرین خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ بموجب اس دفعہ کے غلبہ کس جانب رہا اور حضرات علماء اہل سنت کے تبدیل مذہب کے نہ وعدہ کرنے مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریر کی کیسی وقعت ظاہر کر دی اگرچہ بعد کو حضرات علما بہت کچھ بیچ وشتاب کئے لیکن اُن تقریرونکو دیکھ کر جو بعد کو اُن حضرات نے محض اپنی بات رکھنے کے لیئے فرمایں خود اہل فہم نتیجہ نکال لینگے۔

الغرض حضرات اہلسنت کی طرف سے کہا گیا کہ اگر بالفرض ہم نے بوجہ پابندی عہدنامہ تبدیل مذہب فریق غالب کر لیا تو اسی عہدنامہ کی دفعہ ۱۰ کی تعمیل پھر کیونکر ہو سکے گی کہ جس میں یہ مندرج ہے کہ بعد اظہار نتیجہ جاینچ دیگر مسائل میں بحث ہوگی جبکہ بعد ظہور نتیجہ جاینچ ایک فریق دوسرے کا مذہب اختیار کرلے گا تو پھر مسئلہ اختلافی کون باقی رہے گا۔ لہذا تبدیل مذہب کی دفعہ کو جو کہ دفعہ ۱۰ سے متناقض ہے اس دستورالعمل سے خارج کر دینا چاہیئے۔

علمائے اہل تشیع کی جانب سے جواب ہوا کہ اُن دونوں دفعات میں کچھ تعارض نہیں ہے چونکہ یہ پُر ظاہر ہے کہ جو شخص کسی مذہب کو اختیار کرتا ہے تو دفعتاً اُسکے جمیع اصول سے کماہی واقف نہیں ہوتا ہے بلکہ رفتہ رفتہ اُسکے دل میں اُس مذہب کے اصول کے حقایق و دقایق و خوبیاں منقش ہوتی ہیں اسلئے یہ دفعہ ۱۰ رکھی گئی ہے تاکہ جب ایک فریق دوسرے کا مذہب اختیار کرے تو مناسب یہ ہے کہ مذہب جدید کے جمیع اصول و اختلافی مسائل کو بحث و تحقیق کرکے سمجھ لے تاکہ کامل الایمان ہو جائے اور اسی لیئے اُس دفعہ کی پابندی لازم نہیں کی گئی ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ علمائے فریقین کو اختیار ہوگا کہ بعد اظہار نتیجہ جاینچ اگر مناسب سمجھیں تو دیگر مسائل اختلافی میں بحث کریں۔

اس اثنا میں حضرات اہل سنت سے ایک پنجابی مولوی صاحب اپنی جماعت

سے اٹھ کر جوتا پہن جلسہ سے باہر جا کھڑے ہوئے اور کھڑے ہو کر دونو فریق کو مخاطب کر کے ایک خارج از بحث تقریر کرنا شروع کی جس میں سنی و شیعہ حاضرین جلسہ کو بہت کچھ الفاظ نرم و گرم کہے اور کہا کہ صاحبو نہ میں سنیوں کا طرفدار نہ شیعوں کا بلکہ مجھے دونوں کی حالت پر افسوس ہو رہا ہے ارے بھائیو یہ کیا لغو بحثوں میں پڑے ہو جاؤ اپنے اپنے کام لگو اسلام کی حمایت کرو۔

مولوی صاحب بظاہر بہت جوش میں بھرے ہوئے تھے اور بڑا طولانی لیکچر دیتے معلوم ہوتے تھے لیکن حضرات علمائے اہلسنت نے انہیں منع کیا جس کے بعد پھر وہ اپنے علماء کی جماعت میں جا کر شامل ہو گئے اور انکی تائید فرمانے لگے بعد ازاں علمائے اہلسنت کی طرف سے ارشاد ہوا کہ ہم چاہتے ہیں کہ بحث اس نہج سے ہو کہ سید سجاد حسین کی تحریر کا ہم خود جواب دیں مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریر کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے۔

علمائے شیعہ کی جانب سے جواب ہوا کہ ہمیں کمال خوشنودی منظور ہے لیکن چونکہ اسوقت کا جلسہ بغرض جانچ تحریر سید سجاد حسین و مولوی محمد قاسم صاحب منعقد ہوا ہے لہذا اولاً آپ یہ کہدیں کہ تحریر مولوی محمد قاسم غلط و نامعتبر ہے اسکے بعد پھر جس طرح آپ فرمائیں گے اس عنوان سے ہم بحث کرنے کو موجود ہیں

علمائے اہلسنت کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اگر یہ نہیں منظور ہے تو مناسب یہ ہے کہ پہلے ہمارے آپ کے جو اصول مذہب ہیں ان میں گفتگو اور بحث کی جائے ازاں بعد فریقین کی تحریر کی جانچ ہو

علمائے شیعہ کی جانب سے جواب ہوا کہ جس معاہدے کی بنا پر یہ جلسہ منعقد ہوا ہے وہ اس امر پر مجبور کرتا ہے کہ پہلے تحریرات فریقین کی جانچ کی جائے لہذا ایسے پہلے کام ختم کر دیجئے اس کے بعد جبتک آپکا دل چاہے معقولی خواہ منقولی

jabir.abbas@yahoo.com

جو منظور ہو بحث فرمائے اور جس زمانہ تک یہ بحث ختم ہو گی ہم لوگ یہیں مقیم رہیں گے۔

علمائے اہلسنت کی طرف سے ارشاد ہوا کہ ہم نے تحریر مولوی محمد قاسم صاحب کو نہیں دیکھا ہے بغیر دیکھے ہم کیونکر اُسے غلط لکھ دیں۔

علمائے شیعہ نے کہا کہ اول تو آپ حضرات کو اس جلسہ میں بغیر اُس تحریر کے ملاحظہ کرنیکے تشریف نہ لانا چاہیے تھا اس لئے کہ یہ جلسہ تو اُسی تحریر کی جانچ کے لئے منعقد ہوا ہے دوسرے ہم آپ کو مہلت دیتے ہیں کہ اسوقت یا یہاں سے واپس تشریف لیجا کر بجائے خود باطمینان تمام مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریر کو ملاحظہ فرمائے اسکے بعد اگر آپ اُسے صحیح سمجھیں تو بشرط اسکے بروقت جانچ غلط ثابت ہونے کے تبدیل مذہب کا وعدہ فرمائے اور اگر آپ اُس تحریر کو نامعتبر پائیں تو اُسے بتصریح ظاہر کردیں اُس کے بعد جس طور سے اور جس مسئلہ میں آپ مناسب سمجھیں بحث فرمائیں۔

علمائے اہلسنت کی طرف سے استفسار ہوا کہ فریقین کی تحریروں کی جانچ کسطرح ہو گی آیا صرف تسلیم و انکار کا اظہار کردینا ہو گا یا اُن کے دلائل بھی بتائے جائیں گے

علمائے شیعہ کی جانب سے جواب ہوا کہ جانچ اس طور سے ہو گی کہ ہم اور آپ باہم ملکر تحریرات فریقین کو دیکھیں گے اور ہم نے ایک طویل الذیل فہرست ان مضامین کی مرتب کی ہے جو تحریر سید سجاد حسین صاحب میں جواب طلب تھی یا ایسی تھی کہ جن کا جواب دینا بحیثیت مجیب کے مولوی محمد قاسم صاحب کو ضروری تھا اُس فہرست کے موافق آپ حضرات سے دریافت ہو گا کہ ان میں کن کن باتوں کا جواب مولوی محمد قاسم صاحب نے دیا ہے اور کن کن کا نہیں دیا ہے جن کی نسبت آپکی جانب سے یہ کہا جائے گا کہ ان کا جواب تحریر مولوی محمد قاسم میں موجود ہے تو آپ کو یہ بھی ثابت کرنا ہو گا کہ درحقیقت یہ جواب صحیح و واقعی ہے

jabir.abbas@yahoo.com

علمائے اہل سنت سے جناب مولوی احمد علی صاحب نے ارشاد کیا کہ چونکہ
میں تحریرات مولوی محمد قاسم صاحب و سید سجاد حسین صاحب کو دیکھ چکا ہوں
اس لئے میں تو تبدیل مذہب کے کاغذ پر دستخط کر دینے کو آمادہ ہوں لیکن
دیگر علمائے حاضرین نے ابھی تک نہیں دیکھا ہے اس لئے وہ دستخط سے انکار کرتے
ہیں اسپر دیگر علمائے اہلسنت و خود مولوی صاحب نے قبل علمائے شیعہ کے جواب
دینے کے فرمایا کہ صرف ایک شخص کے دستخط کر دینے سے جلسہ کی کارروائی
ممکن نہیں اسلئے کہ بموجب عہدنامہ کے پانچ پانچ علمائے فریقین ممبران جانچ
ہونا چاہئیں کہ جو تبدیل مذہب کا بھی وعدہ کریں

بعد اسکے از خود علمائے اہلسنت نے ارشاد فرمایا کہ چونکہ عہدنامہ میں یہ مندرج
ہے کہ قبل از شروع جانچ فریقین کو لازم ہے کہ ایک دوسرے کو اس امر کا
اطمینان کرا دے کہ درصورت مغلوبیت ہم مع علما و دیگر حاضرین جلسہ کے
مذہب فریق غالب اختیار کریں گے لہذا جب جلسہ جانچ شروع ہوگا تب ہم
دستخط تبدیل مذہب کر دیں گے لیکن اسوقت حسب منشاء عہدنامہ دفعہ ۳ مناظرہ
سبھلہیڑہ کے متعلق بحث ہونا چاہئے اور یہ بحث چونکہ خارج از جانچ ہے لہذا
بلا دستخط تبدیل مذہب یہ بحث شروع ہونا چاہئے۔

علمائے شیعہ کی طرف سے کہا گیا کہ یہ جلسہ واسطے جانچ تحریرات سید سجاد حسین
و مولوی محمد قاسم صاحبان منعقد ہوا ہے جیسا کہ اس عبارت سے بھی بخوبی
واضح و روشن ہوتا ہے جو اس جلسہ کے دستورالعمل کی پیشانی پر لکھی گئی ہے پس
اس جلسہ کی کارروائی جب ہی شروع ہو سکتی ہے جبکہ تکمیل شرائط عہدنامہ
ہو جائے یعنی فریقین اپنے علما و دیگر حاضرین جلسہ سے درصورت مغلوبیت
تبدیل مذہب کا وعدہ کرا دیں اور چونکہ تحریر سجاد حسین صاحب میں مناظرہ سبھلہیڑہ

کا ذکر بھی موجود ہے لہذا یہ مناظرہ اُس تحریر سے خارج نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ اُسکا ایک جزو ہے

بہت قیل وقال کے بعد آخر کو حضرات علمائے اہل سنت اپنی اس درخواست سے باز رہے لیکن چونکہ اب بغیر اسکے کوئی چارہ کار باقی نہ تھا کہ یا تو تحریر مولوی محمد قاسم کی غلطی کا اعتراف فرماتے یا اُسکی صحت پر وثوق کرکے تبدیل مذہب کا اقرار کرتے اور یہ دونو باتیں منظور نہ تھیں اس باعث سے نہایت افسوس کی بات ہے کہ حضرات علمائے اہل سنت نے اس قسم کا سلسلہ تقریر شروع فرما دیا جسکی بنسبت ہم اپنی زبان سے کچھ نہ کہیں گے بلکہ ناظرین خود ہی دریافت کرلیں گے ہاں اتنا لکھنا ضرور ہے کہ کئی موقع اس قسم کے آگئے تھے کہ علمائے اہل تشیع نے اپنے تئیں اور نیز دیگر شرکار جلسہ کو بہت امن پسند اور متحمل مزاج ثابت کرنے کی کوشش کی اور حذا کا شکر ہے کہ اس میں کامیاب بھی ہوئے ورنہ ممکن تھا کہ جلسہ میں ایک قسم کی برہمی . پیدا ہو جاتی خاصکر حضرت قائم آل محمد عجل اللہ ظہورہ کا جب بے موقع طور پر ذکر کیا گیا تھا۔ الغرض جب مناظرہ سمبھہیڑہ کی درخواست غیر قابل قبول ثابت ہوئی تو حضرات اہلسنت کیطرف سے یہ ارشاد ہوا کہ ہم تبدیل مذہب کا وعدہ کرتے ہیں لیکن آپ کے تبدیل مذہب پر ہمیں کیونکر اعتبار ہو سکتا ہے اس لئے کہ آپ کے مذہب میں تقیہ جائز ہے پس اگر اسوقت آپ نے تبدیل مذہب کا وعدہ کیا تو ہمیں کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ اقرار تقیہ نہیں ہے بلکہ اگر آپنے مذہب اہلسنت قبول بھی کرلیا اور تمام عمر اپنے کو سنی ظاہر کرتے رہے تب بھی یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ درحقیقت آپ سنی ہیں اس لئے کہ آپ کے اسلاف سے یہ ہوتا آیا ہے کہ اپنے تئیں سنی ظاہر کرتے تھے اور باطن میں شیعہ تھے۔

علمائے شیعہ کی جانب سے ارشاد ہوا کہ آپ نے تقیہ کا جو نام لیا تو یہ بھی

آپ کو خیال کرنا چاہیے تھا کہ تقیہ ہمارے مذہب میں کن اوقات میں جائز ہے یہ محل تقیہ کا نہیں ہے اس لئے کہ ہمیں آپ سے اپنی جان و مال کا کچھ خوف نہیں ہے آپ ہمارے حاکم نہیں ہیں نہ ہم ایسی حالت میں ہیں کہ آپ حضرات سے ہمیں کسی قسم کا خوف ہو اور اگر آپ کو ایسا ہی اصرار رہا تو ہم یہ ثابت کر دیں گے کہ تقیہ آپ کے مذہب میں بھی ہے نہ صرف آیات و احادیث سے بلکہ سیرت سلف اور ان علماء کے اقوال سے جو آپ کے اکابر و معتبرین سے ہیں۔

علمائے اہلسنت کی طرف سے ارشاد ہوا کہ جس وقت میں بموجب آپکے کہنے کے تقیہ دونوں مذہبوں میں ہے تو ایک فریق کو دوسرے فریق کے تبدیل مذہب پر کسی طرح اطمینان ہو ہی نہیں سکتا لہذا یہ ضرور ہے کہ عہد نامہ سے ایسی دفعہ کو خارج کر دیا جائے کہ جس کا وقوع بنا بر آپ کے قول کے بھی دشوار ہے" یعنی تبدیل مذہب

علمائے شیعہ نے فرمایا کہ اس دفعہ کا وقوع پذیر ہونا آپ دشوار بیان کرتے ہیں ہمارے نزدیک تو کوئی بھی دشوار نہیں ہے۔

علماء اہل سنت کی طرف سے ارشاد ہوا کہ پھر صورت اطمینان کیا ہو سکتی ہے علمائے شیعہ کی جانب سے کہا گیا کہ طرفین ایک تحریر اس امر کی لکھدیں کہ ہم در صورت مغلوبیت مذہب غالب اختیار کریں گے یا معاہدہ مسلمہ فریقین پر ہم اور آپ یہ لکھدیں کہ ہم اس معاہدہ کے از جز تا کل پابند رہیں گے۔

علمائے اہل سنت کی جماعت سے کہا گیا کہ آپ کی تحریر کا ہمیں اعتبار نہیں ہے اسی اثنا میں مولوی محمد خلیل صاحب نے فرمایا کہ آپ امام غائب کا رقعہ منگا دیجیے تو ہمیں اطمینان ہو۔

علمائے شیعہ کی جانب سے کہا گیا کہ امام عصر ارواحنا له الفدا کا ذکر اس بیہودہ طور سے

اور ایسے الفاظ نا ملایم سے کرنا اس سے آپ کا مقصود بجز تعریض و برہمی جلسہ کے اور کچھ نہیں ہے اور سراسر اُن عہود و مواثیق کے مخالف ہے جو طرفین سے قبل از شروع جلسہ ہو چکے ہیں۔

علمائے اہل سنت کی طرف سے مولوی احمد علی صاحب وغیرہ نے فرمایا کہ درحقیقت یہ کلام نامناسب تھا لیکن معاف فرمائیے

اس کے بعد تھوڑے سے عرصہ تک حضرات علمائے اہلسنت میں آہستہ الفاظ میں کچھ مشورہ ہوا اور بعد اتفاق و تراضی باہمی کے علمائے شیعہ سے فرمایا کہ ہماری اطمینان کی یہ صورت ہے کہ آپ ہمکو ایک تحریر اس مضمون کی لکھدیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ درصورت مغلوبیت تبدیل مذہب کریں گے اور یہی طریقہ ہمارے ہاں اطمینان دلانے اور اقرار کرنیکا ہے

علمائے شیعہ کی جانب سے کہا گیا کہ بیشک یہ تحریر منظور و قبول ہے لیکن اسمیں سے لفظ مغلوبیت (یعنی یہ) نکالڈالنا چاہئے کہ جو خارج از بحث اور غیر ضروری ہے۔

علمائے اہل سنت کی طرف سے ارشاد ہوا کہ یہ لفظ کسی طرح خارج نہیں ہو سکتی

علمائے شیعہ کی جانب سے کہا گیا کہ ایک غیر ضروری اور خارج از بحث لفظ کے عدم اخراج پر ایسا اصرار کرنا بہت ہی تعجب خیز امر ہے۔

علمائے اہل سنت کی طرف سے ارشاد ہوا کہ ہم ایسے سفیہ نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ ایک غیر ضروری لفظ کی بابت اصرار کرتے ہوں بلکہ اس لفظ سے ہمارا ایک مطلب ہے

علمائے شیعہ کی جانب سے کہا گیا کہ خود آپ کے ارشاد سے ظاہر ہو گیا کہ اس لفظ سے آپ کا کیا مطلب ہے پس ہم ایسے غافل نہیں ہیں کہ آپ کے اس مطلب پر نہ پہنچے ہوں۔ لہذا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ کی مطلب براری کے لئے ہم ایسی تحریر لکھدیں کہ جو خارج از بحث بھی ہے۔

علمائے اہل سنت سے ارشاد ہوا کہ پھر کیا صورت اطمینان کی ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

علمائے شیعہ کی طرف سے کہا گیا کہ سب سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ طرفین سے حلفیہ اقرار تبدیل مذہب کا ہو جائے۔

علمائے اہلسنت کی جانب سے ارشاد ہوا کہ حلف کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ بہت سے لوگ جھوٹے حلف اٹھایا کرتے ہیں

علمائے شیعہ کی طرف سے کہا گیا کہ عام حلفوں کا ذکر نہیں آپ کو ہمارے حلف کا اعتبار ہے کہ نہیں

علمائے سنیہ کی جانب سے ارشاد ہوا کہ ہمیں آپ کے بھی حلف کا اعتبار نہیں ہے حضرات ناظرین آپ خود اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس حملہ کا شیعہ حاضرین پر کیا اثر پڑا ہوگا۔ لیکن خوشی کی بات ہے کہ حضرات علمائے شیعہ نے اس مقام پر بھی تحمل سے کام کیا اور کوئی جواب ترکی بترکی نہ دیا بلکہ یہ تک بھی نہیں کہا کہ جن لوگوں کی صرف ایک تحریر پر بھی چند منٹ پیشتر اظہار اطمینان کیا گیا تھا اب ان کے حلف پر بھی نہ اعتبار کرنے کا کیا سبب ہے۔ اس لئے کہ تمام حاضرین جلسہ پر بخوبی واضح ہو گیا تھا کہ حضرات علمائے اہلسنت کا کیا مقصود ہے اور ایسے ارشادات کہ جو متناقض بھی ہونے تھے کیلئے فرمائے جاتے تھے الغرض چونکہ ظہرین کا وقت بھی آگیا تھا اس لئے جلسہ ختم کر دیا گیا حضرات علمائے اہلسنت نے جاتے وقت علمائے اہل تشیع سے مصافحہ کرنا چاہا علمائے شیعہ نے بکمال خندہ پیشانی و مباسطت مصافحہ و معانقہ کیا افسر پولیس کے استفسار پر مولوی محمد قاسم و سید سجاد حسین صاحبان نے کہا کہ کل پھر جلسہ ۹ بجے صبح سے ہوگا علمائے اہلسنت کے تشریف لیجانے کے بعد علمائے اہل تشیع بھی اپنے محل ورود پر تشریف لیگئے۔ دوسرے روز یعنی ۲۰ ماہ جمادی الثانیہ کو پھر حضرات علمائے اہلسنت بظاہر بغرض شرکت جلسہ تشریف لائے سید سجاد حسین صاحب بغرض استقبال گئے لیکن چونکہ آج حضرات اہلسنت کی طرف عوام الناس کی کثرت

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۶ ویں سے بھی المضاعف تھی اسلئے افسر پولیس نے پھر فہمایش کی اور کہا کہ آج چونکہ مجھے بلوہ کا خوف ہے لہذا سید سجاد حسین و مولوی محمد قاسم اپنے اپنے گروہ سے کسی ذی اقتدار رئیس سے میرے سامنے اس امر کی ضمانت کرائیں کہ آج اس بستی میں مابین شیعہ و سنی کوئی فساد ہوا تو ہم اُسکے ذمہ دار ہیں اور بغیر اسکے میں جلسہ کی اجازت نہیں دے سکتا سید سجاد حسین صاحب نے اسے منظور کیا لیکن مولوی محمد قاسم صاحب نے انکار کیا اور شام تک کسی شخص کو ضمانت کے لئے نہ پیش کیا اس جہت سے دوبارہ جلسہ نہ ہو سکا حالانکہ معاہدہ مرتبہ و مسلمہ فریقین میں ایک یہ بھی دفعہ تھی کہ اگر سرکاری طور سے اس جلسہ کے انعقاد میں ممانعت کیجائے تو فریقین کو چاہیے کہ ان کے ذی ثروت و معزز اشخاص پورے طور سے حکام کا اطمینان کرا دیں ہر چند بنا بر اس دفعہ کے سید سجاد حسین صاحب مولوی محمد قاسم سے بہت اصرار کرتے رہے کہ جس طرح میں اپنے معززین ہم مذہب کی ضمانت کرانے پر آمادہ ہوں آپ کو بھی اسی طرح آمادگی کرنی چاہیے لیکن کوئی معقول جواب مولوی محمد قاسم صاحب نے نہ دیا بلکہ ۲۹ تاریخ جب مولوی منفعت علی صاحب ہمراہ چند اپنے ہم مذہب طلبہ کی علمائے اہل تشیع سے ملاقات کرنے آئے تو ان کی زبانی معلوم ہوا کہ دیگر حضرات علماء اپنے اپنے وطن کو تشریف بھی لے گئے اور خود مولوی صاحب بھی جاتے ہیں۔ علمائے اہل سنت کی تشریف لیجانے کے بعد علمائے اہل تشیع بھی مقام نگرولی میں جناب سید ابو الحسن صاحب قبلہ کے یہاں ایک روز مہمان رہ کر رخصت ہوئے۔

اے حضرات ناظرین انصاف فرمائے کہ تمام معاہدے میں اہم اور ضروری اور قاطع معاملہ تبدیل مذہب کی دفعہ تھی اسی سے اہلسنت کو انکار ہوا۔ حالانکہ معاہدہ جلسہ پاس کردہ مولوی رشید احمد صاحب تھا جن کے ارشاد کو تمام

jabir.abbas@yahoo.com

علمائے سنیہ موجودہ جلسہ لازم الاتباع جانتے تھے مگر شوکت رسالہ مرتبہ حقیر سے ایسے گھبرائے کہ اپنے عالم کامل کے اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

علاوہ بریں جو رسالہ کہ فاضل مخاطب نے لکھا تھا وہ ایسا نا قابل التفات تھا کہ اس کے دیکھنے سے سر جلسہ انکار کر دیا جو کہ بالکل خلاف تھا یہ کب قیاس میں آ سکتا ہے کہ علمائے دور دراز راستہ طے کر کے آئیں اور یہ نہ معلوم کر سکیں کہ ہم کیوں بلائے گئے ہیں اور اس مجمع کا سبب کیا ہے۔

میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ بجائے پانچ علمار کے گیارہ عالموں نے معہ پچاس روسا تحریری وعدہ پیش کیا کہ اگر رسالہ سجادیہ بروئے جانچ غلط قرار پا گیا تو ہم اپنا مذہب بدل کر سنی ہو جاویں گے۔ مگر افسوس ہے کہ میرے نزدیک اپنے علمار سے ایسی تحریر نہ پیش کرا سکے۔ اصل رسالہ جو کہ مولوی محمد قاسم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے مع معاہدہ مصدقہ جناب مولوی رشید احمد صاحب میرے پاس بہ حفاظت رکھا ہوا ہے جسکا دل چاہے دیکھ لیوے۔

اطلاع

جمیع علمائے اہل سنت اور خصوص ان علما کو جو کہ جلسہ میں من جانب فریق مخالف تشریف رکھتے تھے مطلع کیا جاتا ہے کہ گو بوقت جلسہ جانچ تحریر محمد قاسم صاحب کے دیکھنے سے انکار کیا گیا تھا اب اس کو ملاحظہ فرما لیویں اگر قابل قبول ہے تو تکمیل شرط عہد نامہ کریں ورنہ اسکو نا قابل بنلا کر دیگر وجوہ سے میرے رسالے کے مضامین کو غلط ثابت کر کے خلفاء ثلثہ کی ذات سے عیب نفاق اٹھا دیویں جو صاحب ایسا کریں ان کو مبلغ ۲۵ ہزار کی جائداد

کا وثیقہ رو سادات باہرہ یا دیگر عمائد ہندوستان سے انشاء اللہ تعالیٰ لکھا دوں گا جس کو وہ بعد کامیابی بہ آسانی حاصل کر سکیں گے جب کسی کو حوصلہ ہو وہ میدان میں آئے ورنہ ثلاثہ کو منافق سمجھتا ہے۔

(راقم سید سجاد حسین)

تمت

اشتہار

اعجاز داؤدی

یہ کتب مناظرہ میں ایک جدید لطیف اور قابل دید اضافہ جس میں جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کو جو شیعہ سنی کے درمیان معرکۃ الآرا نزاعی مسئلہ ہے۔ نصی ثابت کیا ہے۔ کتاب مستطاب جس کا نام اعجاز داؤدی ہے دراصل اس رسالہ کا جواب ہے جو مطرقۃ الکرامۃ کے نام سے موسوم ہے اور جو بقول اس کے مصنف مولوی خلیل احمد کے الہامی کتاب ہو لیکن آفرین اور صد آفرین ہے مولوی سید سجاد حسین صاحب کو جنھوں نے مطرقہ کی چوٹی کے مقامات کا اس خوبی سے اور انتہائے تہذیب سے رد کیا ہے کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے جس شیعہ علی کے گھر میں یہ کتاب نہ ہوگی سچ کہتے ہیں تو یقیناً افسوس ہوگا قیمت ایک روپیہ

مشعل ہدایت

مولوی سید سجاد حسین صاحب مصنف تصویر غالب و مغلوب کو ریاست رامپور تشریف لیجانے کا اتفاق ہوا وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جن کو ایک منصف مزاج سنی کہنا چاہیے انھوں نے مولوی صاحب موصوف سے ۹ سوال کئے جن کے جوابات مع ان سوالات کے قلمبند کئے گئے ہیں قیمت فی جلد ۴ر

مطبع یوسفی دہلی سے طلب کیجئے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فیض عام ترجمہ اردو حسینیہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے عہد میں ایک تاجر تھا اس نے ایک کنیز جناب امام علیہ السلام کی نذر گذرانی اس کا نام حسینیہ تھا مسماۃ حسینیہ ایک عرصہ تک خدمت بابرکت امام جعفر صادق علیہ السلام میں رہی اور تعلیم و تربیت پائی جناب امام شہید ہو گئے تو چونکہ یہ تاجر محبان اہل بیت میں سمجھا جاتا تھا اس کا مال و اسباب بھی لٹ گیا اور یہ فقیر ہو گیا وہ کنیز پھر اپنے پاس آئی اور اپنے آقا سے کہا کہ مجھکو ہارون رشید کے پاس لیچلو اور بعوض ایک لاکھ روپیہ کے فروخت کرڈالو اس کے آقا نے کہا کہ میں ایک لاکھ روپیہ کیونکر کہہ سکتا ہوں مسماۃ حسینیہ نے کہا کہ تم یہ کہنا کہ جسقدر علماء اور فضلاء تیرے عہد میں ہیں ان کا مجھ سے مقابلہ اور بحث۔ مذہب کی تحقیق کے لئے کرایا جائے اگر میں غالب آؤں تو مجکو بقیمت ایک لاکھ روپیہ دینا ورنہ خیر چنانچہ قاضی ابراہیم وغیرہ اور مسماۃ حسینیہ سے جو کچھ بحث اور جواب و سوال ہوئے ہیں وہ اس قصے میں مندرج ہیں تقطیع ۱۸+۲۲ قیمت ۵ر

اعجاز داؤدی

کتب مناظرہ میں ایک جدید لطیف اور قابل دید اضافہ جس میں جناب امیر علیہ السلام کے خلافت کو جو شیعہ سنی کے درمیان معرکۃ الآرا نزاعی مسئلہ ہے نصی ثابت کیا ہے اس کتاب مستطاب کا نام اعجاز داؤدی ہے۔ یہ کتاب لاجواب دراصل اس رسالہ کا جواب ہے جو مطرقۃ الکرامۃ کے نام سے موسوم ہے اور جو بقول اس کے مصنف جلیل احمد کے الہامی کتاب ہے لیکن صد آفرین ہے مولوی سید سجاد حسین صاحب کو جنھوں نے مطرقہ کی چوٹی کے مقامات کا اس خوبی اور علمیت اور انتہائے تہذیب سے رد کیا ہے کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے جس شیعہ علی کے گھر میں یہ کتاب نہو گی۔ سچ کہتے ہیں ہمیں تو یقیناً افسوس ہوگا۔ قیمت عہ

اثم الائمۃ فی جواب امہات الامۃ

اس کتاب کو تصنیف کرنے کی یوں ضرورت محسوس ہوئی کہ جناب شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم دہلوی نے ایک رسالہ

jabir.abbas@yahoo.com

موسوم بہ امہات الامہ لکھ کر شائع کیا تھا جس سے اسلامی دنیا میں تہلکہ پڑ گیا اور مسلمانوں کی طرف سے اسی قدر شور و غوغا بلند ہوا کہ بالآخر ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس میں یہ کتاب ایک جم غفیر کے سامنے جلا دی گئی - ام الآئمہ ان تمام دریدہ دہنیوں کا جواب ہے جو جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کی سیرت کے متعلق کی گئیں تھیں اس کے مصنف عالی جناب قاضی محمد محسن صاحب وفا سیتاپوری سب رجسٹرار ڈومریا گنج ہیں جس قدر لغو اعتراضات ام الآئمہ خاتون جناب سیدہ علیہا السلام کی پاک اور بے لوث عادات اخلاق اور خصائل پر خلق کئے گئے تھے ان سب کا قلع قمع کر دیا ہے - نیز جناب عائشہ کی لا الف کے متعلق واقعات پر بھی نظر ڈالی ہے یہ کتاب اپنی شان میں بے نظیر اور قابل ملاحظہ ہے قیمت ۸ر

بنۂ اسلام

ابتدائے اسلام سے لیکر شہادت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ ہائلہ تک اردو زبان میں ایک ملخص تاریخ جس کو آغا مختار حسین صاحب میر آب پاشی جمون وکشمیر نے قید قلم میں لائے ہیں نہایت آب و تاب سے ولایتی کاغذ پر چھپ کر تیار ہے اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ تاریخ اسلام کے بڑے بڑے واقعات اس عمدگی اور خوبصورتی سے خلاصہ کئے گئے ہیں کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے قیمت اس خوبی پر صرف ۵ر

نور ایمان

یہ رسالہ دو طالب علموں کا مناظرہ ہے منجملہ ان کے ایک کا نام علی رضا اور دوسرے کا نام محی الدین ہے یہ دونوں طالب علم ایک کالج میں تعلیم پاتے تھے ایک دن نماز پڑھنے پر گفتگو شروع ہوئی آخر کار علی رضا نے بدلائل معقول و منقول قائل کیا اور محی الدین صاحب مذہب حقہ کی طرف رجوع ہوئے اور طریق باطل کو ترک کیا - مناظرہ قابل دید ہے ضخامت ۰۰ ۸ صفحہ قیمت مجلد عہ ر

المشتہر صغیر حسن شمسی مالک مطبع یوسفی دہلی

jabir.abbas@yahoo.com